اژدھے کی لپیٹ

دو باتیں

السلام علیکم ! اس ماہ کی دو باتیں گذشتہ ماہ کی دو باتیں کی طرح اہم ہیں، لہٰذا پہلے خاص خاص دو باتیں سن لیں، میرا مطلب پڑھ لیں ... تفصیل بعد میں پڑھ لیجئے گا۔

1. امریکہ کا طالبان پر حملہ
2. آئندہ ہر ماہ 400 صفحات کا ناول
3. چاند ستارے کے بارے میں وضاحت
4. موجودہ ناول یعنی ''اژدھا کی لپیٹ'' کے بارے میں چند باتیں...
5. انٹرنیٹ پر میرے ناول
6. پی ٹی وی ایڈونچر ٹائمنز پر میرے ناول

اب بغیر کسی وقفے کے تفصیل سے خبریں... میرا مطلب ہے، دو باتیں سنیے، پڑھیے... سوری... سوری کا استعمال اب اس حد تک عام ہو گیا ہے کہ شہری آبادی اور ہسپتال وغیرہ پر بم گرا کر امریکہ کہتا ہے' سوری، نشانہ چوک گیا... (ویسے اس حد تک امریکہ بالکل سچا ہے) اس جنگ کے دوران

امریکہ نے اگر کوئی سچ بولا ہے تو صرف یہ کہ ہمارے نشانے چوک رہے ہیں۔

17 اکتوبر 2001ء کی رات کو پونے دس بجے کے قریب امریکہ نے طالبان پر حملہ شروع کیا، تمام رات زبردست بمباری کی۔ صبح B.C.C کے مطابق امریکہ نے دعویٰ کیا کہ اس نے ایک ہی رات کی بمباری سے 85% مقاصد حاصل کر لیے ہیں، گویا ایک رات کی بمباری کے بعد صرف 15% مقاصد حاصل کرنا باقی رہ گئے تھے، دوسری رات حملے نو بجے رات کو ہی شروع کر دیے گئے، اس رات بھی پوری شدت سے حملے کئے گئے... کروز میزائل داغے گئے وغیرہ... تاہم اس دن یہ اعلان نہیں کیا گیا کہ 15% میں سے کتنے فیصد مزید مقاصد حاصل کر لیے گئے...

تیسری رات بھی اسی طرح بمباری جاری رہی اور چوتھے دن کی بمباری کے بعد صبح B.B.C نے بتایا کہ آج پہلے چار دن کی نسبت سب سے زیادہ شدید بمباری کی گئی... لیکن 15% میں سے کتنے فیصد کامیابی اور حاصل کی گئی، یہ اعلان دور دور تک نہیں تھا، میں بغور B.B.C سنتا رہا... اور بس اس اعلان کا انتظار کرتا کہ بقیہ 15% مقاصد بھی حاصل کر لیے گئے ہیں... لہٰذا جنگ بند کی جا رہی ہے... اور اب تو اس وقت تک... (جب کہ میں یہ دو باتیں لکھ رہا ہوں اور آج تاریخ 25-10-2001 ہے) اس بارے میں کوئی اعلان نہیں ہو سکا... ہاں ایک دن بش صاحب کا یہ اعلان ضرور سننے میں آیا کہ ہم نے 90% کامیابی حاصل کر لی ہے... اب اللہ جانے، دس

فیصد کامیابی کب تک حاصل ہو، اس دوران B.B.C وغیرہ اور اخبارات نے یہ بھی بتایا کہ امریکہ 5000 پاؤنڈ وزنی بم گرا رہا ہے، 2000 پاؤنڈ وزنی بھی گرا رہا ہے... کلسٹر بم گرا رہا ہے... جراثیمی بم گرا رہا ہے... گن شپ ہیلی کاپٹروں سے حملے شروع کر دیے گئے ہیں... غرض امریکہ کے پاس جو کچھ بھی حربے تھے، وہ اس نے سب کے سب افغانستان پر جھونک دیے... آخر اس نے اعلان کیا کہ زمینی جنگ کیے بغیر اس جنگ کا فیصلہ ہمارے حق میں نہیں ہو سکتا... اس نے یہ بھی کر لیا... زمینی فوج جس دن اتاری، اسی دن امریکہ کے 25 فوجی مارے گئے... پھر اس نے یہ جرأت نہیں کی... اپنی مرضی کی حکومت قائم کرنے کا خواب امریکہ کا ان شاء اللہ پورا نہیں ہوگا...

لیکن تا حال 10% کامیابی کا دور دور تک پتا نہیں... کہا جا رہا ہے، رمضان کے شروع ہونے تک ہم اپنے مقاصد حاصل کر لیں گے، اس لیے کہ رمضان کے احترام میں جنگ بند کر دی جائے گی...

جی نہیں! یہ بات یاد رکھیے... رمضان کے احترام میں نہیں.. اپنی کمزوریوں کو ناکامیوں کو اور بدترین شکست کو چھپانے کے لیے بند کی جائے گی... نام رمضان کا لیا جائے گا... رمضان کے بعد کہا جائے گا... اب برف باری شروع ہو چکی ہے... جنگ جاری رکھنا ممکن نہیں... لہٰذا پھر دیکھیں گے جب برف پگھلے گی... لیکن شاید اس وقت تک ان کے دماغوں کی برف پگھل چکی ہوگی اور عقل کے ناخن یہ لوگ لے چکے ہوں گے

... بھئی برف کا کیا ہے... پگھلنے پر آجائے تو پگھل جاتی ہے... اور جمنے پر
آجائے تو جم جاتی ہے... اس وقت تمام امریکی دماغوں پر برف کا راج ہے
... اور یہ کسی طرح نہیں پگھل رہی... نہ ہی رمضان شروع ہونے تک اس
کے مکمل طور پر پگھل جانے کا امکان ہے،

یہ باتیں اس لیے لکھ رہا ہوں کہ میرے قارئین بار بار لکھ رہے تھے
کہ آپ امریکہ افغانستان جنگ پر کچھ لکھیے بلکہ یار لوگ تو اس موضوع پر
ناول لکھنے کا بھی مطالبہ کر رہے ہیں... سو میں وعدہ کرتا ہوں، یہ ذکر بھی کسی
ناول میں آئے گا... ان شاء اللہ۔

گذشتہ ماہ کے ناول کی دو باتیں کی سرخیوں میں ایک سرخی یہ تھی،
اب ہر ماہ 400 صفحات کا ناول... لیکن اس پر بات رہ گئی... سو اب سن
لیں... اب ہر ماہ آپ کو 400 صفحات ہی خریدنا پڑھیں گے، گویا ہر ماہ
-/90 روپے تیار رکھا کریں... مجبوری ہے... کم قیمت کا ناول شائع
کریں تو ڈاک خرچ بھی پورا نہیں ہوتا.... ایک ناول کی رجسٹری یا
V.P کرنے پر کم از کم 25 روپے خرچ آتا ہے... آپ خود سوچیں...

اب چاند ستارے پر بات ہو جائے... آئندہ ماہ کے ناول میں،
ناول کے صفحات مکمل ہونے کے بعد آپ مکمل چاند ستارے بھی پڑھیں
گے.. فی الحال چاند ستارے الگ شائع نہیں ہو رہا... ایک تو ڈیکلریشن
منسوخ ہو چکا ہے... اس کو بحال کرانا ایک مسئلہ ہے... ان ملکی حالات
میں بحالی قریب ناممکن ہے... دوسرے نئے پرچے کے لیے -/15 یا

-/18 روپے کی قیمت میں ڈاک اخراجات کا مسئلہ پیدا ہوگا... لہٰذا فی الحال
یہی سوچا گیا ہے کہ ناول کے ساتھ ہی مکمل چاند ستارے دیا جائے... ویسے
چاند ستارے پڑھ کر آپ حد درجے مطمئن ہوں گے... آپ کو اس میں وہ
سب کچھ ملے گا... جو دوسرے پرچوں میں مل نہیں سکتا... اس کی وجوہات
ہیں... جن کا ذکر میں آئندہ ماہ چاند ستارے کی دو باتیں میں کروں گا...

''سازش کا اژدھا'' آپ پڑھ چکے اور مجھے برا بھلا کہہ چکے،
لال پیلے ہو چکے... گرمی سردی جھاڑ چکے... لیکن میں آپ کو پہلے ہی بتا
چکا ہوں... یہ ناول نہ جانے کب تک چلے... کتنا طویل ہو جائے.. لہٰذا
اب آپ ''اژدھے کی لپیٹ'' پڑھ لیں... اور مجھے بتائیں... آخر اس میں
میرا کیا قصور ہے... آپ خود اعلان کرتے نظر آئیں گے کہ آپ کا ایک
فیصد بھی قصور نہیں ہے...

اب اطلاعاً عرض ہے، اس ماہ پی ٹی وی پر میرا ناول ''عمارت میں
بم'' ایڈونچر ٹائمز میں پیش کیا گیا... اگلے ہفتے سے خون آلود ہاتھ، تصویر کا
راز کے عنوان سے شروع ہو رہا ہے... جب یہ ناول آپ کے ہاتھ میں ہوگا
تو اس کی کئی اقساط گزر چکی ہوں گی... مجھے اطلاع لیٹ ملی... لہٰذا آپ کو
لیٹ اطلاع دی...

اب ایک اور خوشخبری... اب آپ میرے ناول انٹرنیٹ پر بھی
پڑھ سکیں گے... بلکہ آئندہ ماہ کے ناول کی جھلکیاں بھی ملاحظہ فرما سکیں
گے...

آپ کوئی ناول انٹرنیٹ پر پڑھنے کے خواہش مند ہوں تو مجھے یا انہیں لکھ دیں... ناول کے آخر میں ایک اشتہار شائع ہو رہا ہے... آپ براہ راست ان سے رابطہ کر سکتے ہیں... شکریہ...

ایک آخری بات! بچوں کے ایک رسالے کے مدیر اعلیٰ نے اپنے اداریے میں 11 ستمبر کے واقعے میں مرنے والے بچوں کے لیے انتہائی رنج وغم کا اظہار کیا... یعنی ورلڈ ٹریڈ سنٹر کے سانحے میں، لیکن انہوں نے 25 دن سے افغانستان میں ہونے والی مسلسل بمباری کے نتیجے میں ان گنت بچوں، بوڑھوں اور عورتوں کی ہلاکت پر افسوس کا ایک لفظ نہیں لکھا۔ مطلب یہ کہ ورلڈ ٹریڈ سنٹر میں ہلاک ہونے والے بچوں پر تو انہیں افسوس ہے، لیکن افغانستان میں امریکی بمباری سے ہلاک ہونے والے بچوں کے لیے ان کے پاس افسوس کا ایک لفظ نہیں جب کہ پوری دنیا مسلم، غیر مسلم اخبارات، صحافی اور کالم نگار گہرے رنج اور غم کا اظہار مسلسل کر رہے ہیں... اس میں سب سے زیادہ تعجب کی بات یہ ہے کہ میرے خیال میں تو ورلڈ ٹریڈ سنٹر بچوں کی جگہ تھا ہی نہیں... وہاں بچے کہاں سے آ گئے تھے؟ تاہم میرا یہ خیال غلط بھی ہو سکتا ہے... ہو سکتا ہے وہاں کچھ بچے موجود رہے ہوں، لیکن افغانستان میں تو بچے یقیناً ہیں۔

تو یہ تھیں آج کی دو باتیں...

اشتیاق احمد

او کیو ہاوا

"ارے ارے، یہ کیا..." ایسے میں انسپکٹر کامران مرزا کے منہ سے نکلا اور وہ اچھل کر دور گرتے نظر آئے...

ساتھ ہی انہوں نے بز بنگ کے ہنسنے کی آواز سنی... وہ بالکل سیدھا کھڑا نظر آ رہا تھا۔

"یہ کیا مسٹر بز بنگ! آپ ہنس رہے ہیں۔" فاروق کے لہجے میں حیرت تھی۔

"تو اور کیا میں روؤں۔"

"لیکن آپ کیوں ہنس رہے ہیں۔"

"انسپکٹر کامران مرزا کو میں نے اس طرح اچھال دیا جیسے کوئی کسی کھلونے کو اچھال پھینکتا ہے... اگر یقین نہیں تو انسپکٹر کامران مرزا کے چہرے کی طرف دیکھ لو۔"

انہوں نے چونک کر ان کے چہرے کی طرف دیکھا... وہاں حیرت ہی حیرت نظر آئی... ساتھ میں خوف بھی نظر آیا۔

"یہ کیا کہہ رہا ہے انکل۔"

"ہوشیار... خبردار... کسی غلط فہمی میں نہ رہنا... یہ الو کھا ماہر ہے۔" ان کے منہ سے نکلا۔

"یہ... یہ تو کسی ناول کا نام ہو سکتا ہے۔" فاروق ہکلایا۔

"چپ۔" انسپکٹر جمشید نے برا سا منہ بنایا۔

"جی... اچھا... اب میں حالات کے مطابق بات کروں گا۔"

"اسی میں بہتری ہے... ہم اس وقت انتہائی خطرناک صورت حال سے دوچار ہیں... یہ بات میں انسپکٹر کامران مرزا کے گرنے کی بنیاد پر کہہ رہا ہوں... اگر مسٹر ہڑ بنگ انہیں اس طرح اچھال سکتے ہیں تو یہ بات ہمارے خوش آئند نہیں۔"

"آپ ٹھیک کہتے ہیں۔" فاروق نے فوراً کہا۔

"اوہو... یہ... یہ میں کیا دیکھ رہا ہوں۔" ایسے میں انہوں نے شوکی کی خوف میں ڈوبی آواز سنی۔

"کیا ہوا۔"

"میں کیا دیکھ رہا ہوں۔"

"جو نظر آ رہا ہے۔" آفتاب نے فوراً کہا۔

شوکی اس کو گھور کر رہ گیا... پھر اسی لہجے میں اس نے کہا:

"اوہو! یہ میں کیا دیکھ رہا ہوں۔"

"جلدی سے بتادو شوکی... زیادہ سسپنس نہ پھیلاؤ... جم

جائے گا۔" پروفیسر داؤد نے برا سا منہ بنایا۔

"کون جم جائے گا... کیا جم جائے گا۔"

"سسپنس برف کی اس وادی میں ہر چیز جم جاتی ہے تو سسپنس کیوں نہیں جمے گا۔" انہوں نے کہا۔

"بات معقول ہے۔" مکھن نے ان کی تائید کی۔

"اوکے... مجھے کیا ہے... کہ نہ بتاؤں... اوپر دیکھیں... ہیلی کاپٹر کی طرف۔"

اب انہوں نے نظریں اوپر اٹھائیں... عین اس لمحے ہڑ بنگ اچھلا اور انسپکٹر جمشید سے ٹکرا گیا... لیکن وہ بے خبر نہیں تھے... اور نہ اوپر دیکھنے والوں میں شامل تھے... انہیں پہلے ہی اندازہ تھا، ہڑ بنگ ان پر چھلانگ لگائے گا... نتیجہ یہ کہ وہ اپنی جھونک میں آگے نکل گیا... اور نکلتا نکلتا منور علی خان سے جا ٹکرایا... منور علی خان بری طرح اچھلے، وہ بالکل بے خبر اوپر کی طرف دیکھ رہے تھے... لہٰذا بہت دور جا کر گرے اور انہوں نے اور ان کے جسم میں حرکت تک محسوس نہ کی... اب تو ان کی سٹیاں گم ہوتی نظر آئیں... اس لیے کہ منور علی خان تو ہاتھیوں سے زور آزمائی کرنے والے انسان تھے، شیر کی آنکھوں میں آنکھیں ڈالنے والے آدمی تھے... تو پھر یہ کیا بات ہوئی کہ ادھر ہڑ بنگ ان سے ٹکرایا، ادھر وہ ساکت... اب تو ان کے دل مارے خوف کے دھڑکنے لگے...

"ہوشیار... خبردار۔" انسپکٹر جمشید نے ہانک لگائی۔

عین اس لمحے اوپر سے روڈی کی چہکتی آواز سنائی دی:

"شاباش ہڑبنگ... تم میری طرف سے بہت بڑے انعام کے حق دار ہو۔"

"تھینک یو سر۔" ہڑبنگ مسکرایا۔

"تو یہ صاحب بھی ساتھ آئے تھے اور شوکی نے انہیں دیکھ کر ہی حیرت کا اظہار کیا تھا۔" سب انسپکٹر اکرام کی آواز ابھری۔

"اوہ! ہم تو بھول ہی گئے... اس بار اس مہم میں سب انسپکٹر اکرام بھی ہمارے ساتھ ہیں۔" انسپکٹر جمشید مسکرائے۔

"ہاں! میں تم لوگوں کے ساتھ آیا تھا... لیکن میک اپ میں، تم مجھے پائلٹ کا اسسٹنٹ سمجھے تھے... اس لیے کہ میں اس کے ساتھ بیٹھا تھا۔"

"لیکن آپ دیکھ رہے ہیں... یہ مسٹر ہڑبنگ کیا کرتے پھر رہے ہیں۔"

"یہ وہی کر رہے ہیں... جس کی میں نے انہیں ہدایات دی تھیں... یہ تمہیں اس وادی میں تگنی کا ناچ نچائیں گے۔"

"اس کی ضرورت بھی ہے۔" شوکی نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"کس کی؟" آفتاب نے اسے گھورا۔

"تگنی کے ناچ کی... خون کو جو گرماتا ہے... ورنہ ہم تو یہاں

جم کر رہ جائیں گے... حالات تو اسی وقت سے خراب ہونا شروع ہو گئے تھے... جب ہم اس وادی میں اترے تھے۔"

"لیکن..." انہوں نے ہڑبنگ کی چہکتی آواز سنی۔

"یہ آپ ایک عدد لیکن کہاں سے لے آئے۔"

"جہاں سے تم لے آتے ہو... میں یہ کہہ رہا تھا کہ برف کی وادی مجھے کچھ نہیں کہے گی... مسٹر روڈی کو کچھ نہیں کہے گی... وہ تو یوں ہی ہیلی کاپٹر پر بیٹھے ہیں۔"

"پروگرام کیا ہے۔" آفتاب بولا۔

"تم لوگوں کو برف کی اس وادی میں سلا دیں گے... اور بس۔"

"یہ کیا پروگرام ہوا... اس سے آپ کا کون مسئلہ حل ہو جائے گا... کیا اس طرح آپ کو کیسٹس مل جائیں گی۔"

"تب پھر بتاؤ... کیسٹس کہاں ہیں۔" روڈی چیخا۔

"اوہ! اب سمجھے... آپ ہمیں موت کے ساتھ ہی پوچھنا چاہتے ہیں... خیر ہم بتا دیتے ہیں... کیسٹس بھی آپ کو دے دیتے ہیں... ہمارا کیا جاتا ہے۔" انسپکٹر جمشید نے برا سا منہ بنا کر کہا۔

"یہ... یہ تم نے کیا کہا جمشید... ہمارا کیا جاتا ہے۔" پروفیسر داؤد گھبرا کر بولے۔

"تو پھر! میں ان حالات میں کیا کہوں... بس چھوڑیں...

کیسٹس ان کے حوالے کر دیتے ہیں۔" انہوں نے ایسے انداز میں کہا، جیسے مایوس ہو گئے ہوں۔

"جیسے تمہاری مرضی... میں کیا کہہ سکتا ہوں۔"

"بس یہی مناسب ہے..." انہوں نے کہا۔

"تب پھر بتاؤ۔"

"پہلے ہمیں ہیلی کاپٹر پر سوار کر لیں... ہمارا خون جم رہا ہے۔"

"نہیں... پہلے بتانا ہوگا۔" روڈی چیخا۔

"جی نہیں... یہ تو خیر نہیں ہو سکتا... ہاں! یہ ہمارا مطالبہ ہے کہ ہیلی کاپٹر پر سوار کر لیں تو ہم ضرور بتا دیں گے۔"

"اچھی بات ہے... یہ لوگ اوپر آ جائیں... ہڑبنگ آپ پہلے آئیں۔"

"یہ... یہ آپ کیا کر رہے ہیں، انہیں کیسٹس کے بارے میں بتا رہے ہیں۔" آصف چیخا۔

"ہاں! اور کیا کر سکتا ہوں... مجبوری ہے۔" انہوں نے منہ بنایا۔

"حیرت ہے، کمال ہے، افسوس ہے۔" شوکی نے بڑبڑانے کے انداز میں کہا۔

"ہوگا... ہوگا... ہوگا۔" انہوں نے برا سا منہ بنا کر کہا۔

اور پھر وہ اوپر چڑھتے چلے گئے... منور علی خان کو سب انسپکٹر اکرام نے اور انسپکٹر کامران مرزا کو انسپکٹر جمشید نے کندھے پر اٹھایا، اس طرح سب اوپر پہنچے... ہیلی کاپٹر کا دروازہ بند کر لیا گیا... تب ان کی جان میں جان آئی... گرم ہوا نے ان کا خون گرم کرنا شروع کر دیا... ہیلی کاپٹر اب اوپر اٹھ رہا تھا۔

"اب بتائیں... کہاں ہیں کیسٹس۔"

"پہلے آپ ایک سوال کا جواب دیں... آخر اس پائلٹ کو ہلاک کرنے کی کیا ضرورت تھی۔" انسپکٹر جمشید نے کہا۔

"آپ لوگوں کو نمونہ دکھانے کے لیے ایسا کیا گیا... ہڑبنگ نے یہ بھی میری مرضی سے کیا تھا..."

"خوب خوب! اب آپ جاننا چاہتے ہیں کہ کیسٹس کہاں ہیں۔"

"تو اور کیا... یہ ساری کوشش ہنسی مذاق میں ہو رہی ہے۔" روڈی نے منہ بنایا۔

"شکریہ شکریہ... اگر کیسٹس چاہتے ہیں تو آپ کو ہمارے ملک چلنا ہوگا۔"

"کیا کہا... پھر وہی بات... طوطے کی وہی ایک رٹ۔"

"میں نے غلط نہیں کہا... کیسٹس آپ کو وہیں ملیں گی۔"

"آخر یہ کیسے ممکن ہے۔"

"بس ممکن ہے... اگر ہم آپ کو کیمسٹس وہاں نہ دیں... تب
کیسے گا... ہمارے ملک کے صدر پہلے ہی ذمے داری لے چکے ہیں...
پھر آپ کو فکر کرنے کی کیا ضرورت ہے۔"

"دراصل اس بات پر ہمیں یقین نہیں ہے... کبھی آئے گا
بھی نہیں۔"

"میں یقین دلا سکتا ہوں۔" انسپکٹر جمشید نے عجیب سے لہجے
میں کہا۔

"کیا کہا... آپ اس بات کا ہمیں یقین دلا سکتے ہیں کہ
کیمسٹس آپ کے ملک میں ہیں۔" اس کے لہجے میں حیرت تھی۔

"ہاں! آخر آپ یہ کیوں نہ سوچ سکتے ہیں... کہ ہمارے
ملک کے کسی ایجنٹ نے ان کیمسٹس کو اڑا لیا اور ادھر لے گیا۔"

"یہ... یہ ناممکن ہے... انسپکٹر جمشید جھوٹ بول رہے
ہیں۔" ہڑبنگ غرایا۔

"ہاتھ کنگن کو آرسی کیا... آپ ہمارے ساتھ چلیں اور ہم
سے اپنی کیمسٹس لے لیں۔"

"اب... اب ہم کیا کریں گے۔"

"لیکن ہماری شرط برقرار ہے۔" انسپکٹر جمشید مسکرائے۔

"اور وہ کیا؟"

"ہم اسی جہاز پر جائیں گے... اور وہ جہاز آپ سے کیمسٹس

کے بدلے میں وصول کریں گے۔"

"کوئی اعتراض نہیں... ان کیمسٹس کے بدلے میں آپ اس
جیسے دس جہاز ہم سے لے سکتے ہیں۔"

"تو پھر چلیے... بات ختم... اب آپ کوئی پینترا نہ بدلیے
گا... ہر قدم پر آپ ایک نیا وار کر دیتے ہیں... یہی وجہ ہے کہ ہم اب
تک کیمسٹس کے پاس نہیں پہنچ سکے۔"

"او کے... اب ایسا نہیں ہو گا... ہم فوراً آپ کے ملک
چلیں گے... لیکن میری ایک بار پھر یہی درخواست ہے... کہ ہم
جہاز سے چلتے ہیں... اسپیشل ہوائی جہاز سے چند گھنٹوں میں وہاں پہنچ
جائیں گے... جہاز سمندر کے راستے وہاں آتا رہے گا۔"

"نہیں... ہم کیمسٹس دینے سے پہلے جہاز پر قبضہ چاہتے
ہیں۔"

"اچھا خیر... آپ جیتے... ہم ہارے۔" اس نے برا سا منہ
بنایا۔

ایک بار پھر انہیں بیگال لایا گیا... وہاں سے وہ پھر اس جہاز
پر سوار ہوئے اور پھر ان کے ملک کی طرف روانہ ہو گئے... ہڑبنگ کے
ساتھ دوسری جاسوس پارٹیاں بھی تھیں۔

"مسٹر روڈی... اس بات کا خیال رہے... راستے میں
ہمارے ساتھ کوئی شرارت نہ ہو۔" انسپکٹر کامران مرزا نے کچھ سوچ کر

کہا۔

"نہیں ہوگی۔"

"آپ میرا مطلب نہیں سمجھے۔" وہ مسکرائے۔

"کیا مطلب ہے... آپ کا۔"

"آپ کے ساتھیوں میں سے اگر کوئی شرارت کرے تب؟"

"یہ... یہ کیسے ہو سکتا ہے۔"

"ہونے کو اس دنیا میں کیا نہیں ہو سکتا۔" شوکی نے گنگنا کر کہا۔

"حد ہوگئی... چپ نہیں رہ سکتے۔" فاروق نے اسے گھورا۔

"خاموش۔" انسپکٹر جمشید غرائے... پھر بولے:

"ہاں تو کیا کہہ رہے تھے آپ انسپکٹر کامران مرزا۔"

"میں نے خوف ظاہر کیا تھا کہ ہو سکتا ہے، آپ کے ساتھیوں میں سے کوئی شرارت نہ کرے۔"

"بھلا ایسا کیسے ہو سکتا ہے، انہیں ایسا کرنے کی کیا ضرورت ہے۔" روڈی نے منہ بنایا۔

"خیر... آپ جانیں۔"

"ہاں! میں جانتا ہوں... یہ لوگ میرے حکم پر چلتے ہیں... آپ فکر نہ کریں۔"

"اور ہم کیوں نہ فکر کریں... ذمے داری تو ہم نے لی ہے کہ

اپنے ملک پہنچ کر کیپسٹس آپ کے حوالے کر دیں گے... اب اگر راستے میں سے کسی کی کوئی شرارت کامیاب ہوگئی تو ہم کس طرح کیپسٹس آپ کے حوالے کریں گے۔"

"اوہ ہاں! یہ بات ہے... لیکن میں آپ کو یقین دلاتا ہوں، ان میں کوئی ایسا نہیں ہے۔"

"او کے... یہ بات ہے تو یوں ہی سہی۔" انسپکٹر جمشید نے کندھے اچکائے۔

"پھر بھی ہم آپ کو مشورہ دیتے ہیں۔" ایسے میں شوکی نے کہا۔

"اور وہ کیا؟"

"یہ کہ... آپ جہاز کی سمت کے بارے میں اطمینان کریں، ایسا نہ ہو... جب جہاز ساحل پر لگے تو پتہ چلے... ہم تو کہیں اور پہنچے ہوئے ہیں۔"

"کیا بات کرتے ہیں... ایسا کیسے ہو سکتا ہے۔"

"اگر آپ کے خیال میں ایسا نہیں ہو سکتا... تب تو ٹھیک ہے..." شوکی نے خوش ہو کر کہا۔

روڈی اسے گھور کر رہ گیا... پھر بول اٹھا:

"آپ لوگ میری سمجھ میں نہیں آئے۔"

"آ جائیں گے آہستہ آہستہ... زندگی میں پہلی بار واسطہ پڑا

ہے نا۔"

"ہمارا سفر کتنے دن کا ہے بھلا۔" خان رحمان نے پوچھا۔

"نو آٹھ دن تو ضرور لگیں گے... توبہ... پورے نو دن ہم سمندر میں رہیں گے۔"

"کیا کیا جائے... مجبوری ہے۔" انسپکٹر جمشید نے کندھے اچکائے۔

"اور اگر اس دوران جہاز پر حملہ ہو گیا... بحری ڈاکوؤں کی طرف سے یا کسی ملک کی سمندری حدود کی خلاف ورزی کی وجہ سے۔"

"فکر نہ کرو... ہم انہیں دیکھ لیں گے۔"

"آخر کیسے دیکھ لیں گے... کیا دوربینوں سے۔"

"یہ جہاز جنگی سامان سے پوری طرح لیس ہے۔"

"اوہو اچھا... تب تو ٹھیک ہے۔"

ان کا سفر جاری رہا... پھر نو دن گزر گئے... اور انہیں ایک بندرگاہ کے آثار نظر آنے لگے... وہ پرشوق نظروں سے بندرگاہ کی طرف دیکھنے لگے... لیکن جوں جوں وہ نزدیک ہو رہے تھے، ان کی حیرت بڑھ رہی تھی... کیونکہ یہ ان کے ملک کی بندرگاہ نہیں تھی...

"یہ... یہ آپ ہمیں کہاں لے آئے۔" انسپکٹر جمشید ہکلائے

"کیا مطلب... کیا یہ آپ کے ملک کی بندرگاہ نہیں ہے۔"

"نہیں! ہرگز نہیں۔"

"یہ... یہ کیسے ہو سکتا ہے۔"

یہ کہہ کر روڈی انجن کی طرف دوڑ پڑا... سب نے اس کا ساتھ دیا...

"یہ کیا مسٹر ہام... یہ آپ نے ہمیں کہاں پہنچا دیا۔"

"جہاں اس کو پہنچانا تھا سر۔" ہام مسکرایا... اس کا مسکرانے کا انداز عجیب سا تھا۔

"کیا مطلب... کیا کہا۔"

"جہاں اس کو پہنچانا تھا سر۔"

"یہ کون سی جگہ ہے۔"

"اوکیوہادا۔"

"اوکیو... ہادا۔" وہ سب چلائے۔

ان کی آنکھیں مارے حیرت کے پھیل گئیں۔

"ہاں سر... یہ اوکیوہادا ہے... ایسا جزیرہ... اس جزیرے کے حکمران کی خواہش تھی... یہ جہاز یہاں لنگر انداز ہو... سو ہو گیا۔"

"آپ کا دماغ تو نہیں چل گیا مسٹر ہام..." روڈی چیخا۔

"جی نہیں... میرا دماغ بالکل ٹھیک ہے... مجھے اس جہاز پر میرے باس نے ملازم رکھا تھا... میں نے اب تک جو کچھ کیا... ان کے حکم کی تعمیل میں کیا۔"

"میں سمجھا نہیں۔"

"یہ جہاز کس کا ہے؟" ہام نے اس سے پوچھا۔

"میرا۔" روڈی سینے پر ہاتھ مار کر بولا۔

"کیا مطلب... یہ جہاز آپ کا ہے... لیکن جس نے مجھے جہاز پر ملازم رکھا تھا... اس نے کہا تھا... یہ جہاز اس کا اپنا ہے... بلکہ اس سے کہا تھا... جزیرہ اوکیوہاوا بھی اس کا اپنا ہے، اس نے کہا تھا... جب بھی وہ حکم دے گا، مجھے اس کو ماننا پڑے گا... لہٰذا اس طرف روانہ ہونے سے پہلے بھی اس نے مجھے حکم دیا تھا... تو ہمیں جزیرہ اوکیوہاما لے جانا ہے... اگرچہ آپ کا حکم یہ تھا کہ ہمیں پاک لینڈ جانا ہے... لیکن اس نے مجھے خفیہ طور پر ہدایات دی تھیں کہ نہیں... ہمیں اوکیوہوما جانا ہے۔"

"وہ... وہ کون ہے۔"

"سوری! میں بتا نہیں سکتا... ویسے آپ لوگوں کو خود معلوم ہو جائے گا... وہ دیکھیے اوکیوہاما کی فوج آپ کے استقبال کے لیے بڑھ رہی ہے۔"

"اف مالک! یہ کیا ہو رہا ہے۔" شوکی بڑبڑایا۔

"وہی ہو رہا ہے... جو اللہ کو منظور ہے۔" آفتاب مسکرایا۔

"آپ لوگ ذرا خاموش رہیں۔" روڈی جھلا کر بولا۔

"بس... سوری۔" دونوں نے ایک ساتھ کہا۔

"مسٹر ہام... مہربانی کر کے جلدی سے بتا دیں... تمہارا

باس کون ہے۔"

"میں اپنی موت کو آواز نہیں دے سکتا، میرے باس کا نام ہے موت۔"

"کیا کہا... باس کا نام ہے موت۔" فاروق گھبرا اٹھا۔

باقی لوگ مسکرا دیے... اگرچہ ان حالات میں ان کے لیے مسکرانا بہت مشکل تھا...

"ہاں! لہٰذا آپ لوگ جو کریں... تیل دیکھیں، تیل کی دھار دیکھیں۔" اس نے اردو میں کہا۔

"ہائیں ہائیں... یہ کیا... مسٹر ہام آپ اردو میں بات کر سکتے ہیں۔"

"ایک اردو میں کیا... میں تو نہ جانے کتنی زبانوں میں بات کر سکتا ہوں۔"

"حیرت ہے... کمال ہے۔" محمود نے فوراً کہا۔

"اس میں حیرت اور کمال کی بھی کوئی بات نہیں... اس لیے کہ میرا باس ہے ہی حیرت انگیز... وہ جو کام کرتا ہے... اس کا جو منصوبہ ہوتا ہے، لاجواب ہوتا ہے... اب اسی منصوبے کو دیکھ لیں۔"

"کس منصوبے کو۔" ان کے منہ سے ایک ساتھ نکلا۔

"کیبنٹس اڑانے والے منصوبے کو۔"

"اوہ... اوہ..." وہ بولے۔

"اب وصول کرے گا... وہ ان کیمسٹس کے تین کھرب ڈالر، کیونکہ کسی کو معلوم نہیں... جہاز کہاں گیا... روانہ ہونے سے پہلے میں نے تمام اشارات اور تمام آلات بند کر دیے تھے۔"

"میرا خیال ہے مسٹر روڈی... اس سوال کا تو بالکل سیدھا جواب ہو سکتا ہے... آپ نے جہاز کس کے سپرد کر رکھا تھا۔"

"اوہ... اوہ... مم... میں نے۔" روڈی ہکلایا۔

"ہاں! آپ نے... اس جہاز کا انتظام کس کے سپرد کر رکھا تھا۔"

"جہاز کا انچارج میں نے گولڈی کو بنایا تھا..."

"گولڈی کہاں ہے..."

"جب یہ کیمسٹس والا چکر شروع ہوا... گولڈی بیمار ہو گیا تھا.. اس نے لمبی چھٹی لے لی تھی اور اس کی جگہ میں نے عارضی طور پر یہ ذمے داری مسٹر ہز بنگ کو سونپ دی تھی۔"

"آپ کا مطلب ہے، کیمسٹس پہلے غائب ہوئیں... گولڈی نے چھٹی بعد میں لی۔"

"ہاں ایسی بات ہے۔"

"اور آپ کو اس پر شک تک نہیں گزرا۔"

"نہیں... وہ میرا بہت قابل اعتماد آدمی ہے۔"

"بس تو پھر... اسی نے آپ کو ڈسا ہے... وہی ہے کیمسٹس کا

چور، اور بہت جلد وہ منظر عام پر ہو گا... آپ کے سامنے تین کھرب ڈالر وصول کرے گا۔" انسپکٹر جمشید نے برا سا منہ بنایا۔

"لیکن کیمسٹس تو آپ لوگ ہمارے حوالے کر رہے تھے۔"

"اب کیا خاک کریں گے۔" انسپکٹر جمشید جھلائے۔

"کیا مطلب؟" روڈی چیخا۔

"مطلب یہ کہ جہاز ہمارے ملک کی بندرگاہ پر نہیں پہنچا... ہم کس طرح کیمسٹس آپ کے حوالے کر دیں۔"

"اوہو... اس کا تعلق آپ کے ملک سے کیوں کر ہے۔"

"اس کا تعلق ہمارے ملک سے ہے یا نہیں... اس جہاز سے ضرور ہے۔" انسپکٹر جمشید معنی خیز انداز میں مسکرائے۔

"کیا... کیا کہا۔" روڈی پوری قوت سے بول اٹھا۔

"ہاں جناب! کیمسٹس کو اڑانے کے لیے اس جہاز سے کام لیا گیا ہے... جہاز تو سمندر کے نیچے رہتا تھا... کیمسٹس پہلے اس پر پہنچائی گئیں... پھر اس کو خاموشی سے یہاں لایا گیا... کیمسٹس اس پر سے اتار کر جہاز کو پھر واپس وہاں پہنچا دیا گیا۔"

"تب پھر آپ مجھے کیمسٹس اپنے ملک کی بندرگاہ پر کس طرح دے سکتے تھے۔"

"اب سے چند منٹ پہلے تک میرا خیال یہی تھا کہ کیمسٹس اس جہاز پر ہیں... بلکہ یہ خیال صرف میرا ہی نہیں... انسپکٹر کامران مرزا کا

بھی تھا... کیوں بھئی۔" وہ مسکرائے۔

"جی ہاں! بالکل۔" وہ بھی مسکرائے۔

"نن... نہیں... نہیں... کیا یہ ممکن ہے۔"

"یہ لوگ بالکل ٹھیک کہہ رہے ہیں سر... ان کے اندازے حیرت انگیز ہیں۔" ہام نے ہنس کر کہا۔

عین اس وقت سپیکر پر آواز سنائی دی:

"جہاز پوری طرح فوج کے گھیرے میں ہے... آپ میں سے جو بھی کوئی غلط حرکت کرے گا... ہم اسے گولی مار دیں گے... مسٹر گولڈی کا یہی حکم ہے۔"

انہوں نے ایک دوسرے کی طرف دیکھا.. سب نے کندھے اچکا دیے... جیسے کہہ رہے ہوں... وہ اب یہاں کر بھی کیا سکتے ہیں... انہوں نے ہاتھ اوپر اٹھا دیے... فوجی ان کی طرف بڑھنے لگے۔

☆...☆...☆

کون لوگ

انہوں نے دیکھا، روڈی کے چہرے پر ایک رنگ آ رہا تھا تو دوسرا جا رہا تھا:

"اب کیا ہوگا مسٹر روڈی... آپ تو اپنوں کے ہاتھوں مار کھا گئے... چلے تھے ہم سے مقابلہ کرنے۔" شوکی نے طنزیہ انداز میں کہا۔

"چپ رہیں... میں اس وقت بہت پریشان ہوں۔"

"لیکن میرا خیال ہے... آپ کے لیے پریشانی کی کوئی بات نہیں، ہاں تین کھرب کی بات ضرور ہوگی۔" خان رحمان نے ہنس نے کہا۔

"کیا مطلب؟"

"یہ لوگ آپ سے تین کھرب ڈالر وصول کرنا چاہتے ہیں... سو آپ دے کر جان چھڑا لیں گے... مسئلہ تو ہمارا ہے۔"

"نہیں! اب معاملہ اس طرح ختم نہیں ہوگا... اگر میں انہیں تین کھرب ڈالر دے دیتا ہوں تو یہ کون سا مجھے جانے دیں گے... ذرا

سوچو... کیا اس صورت میں یہ جزیرہ باقی رہ جائے گا... اس کا تو میں واپس جاتے ہی نام و نشان مٹا دوں گا... یہ بات یہ لوگ بھی اچھی طرح جانتے ہیں... لہذا یہ ہمیں یہاں سے زندہ نہیں جانے دیں گے البتہ یہ ایک اور کوشش ضرور کریں گے۔" روڈی نے جلدی جلدی کہا۔

"ایک کوشش اور... کیا مطلب۔"

"خفیہ طور پر بڑی رقم وصول کرنے کی کوشش کریں گے... اس طرح کہ بیگال یا انشارجہ کو کسی صورت پتا نہ چلے کہ مسٹر روڈی کہاں ہے... بس یہ کہہ دیں گے کہ مسٹر روڈی فلاں غیر ملکی بنک میں اتنی رقم جمع کرا دیں... اس بنک میں ان کے کسی فرضی نام سے رقم جمع ہو جائے گی... اس کے بعد یہ ہم سب کو ختم کر دیں گے... کیونکہ اب کیپسٹس کی رقم تو یہ خفیہ طور پر تو یہ وصول کر نہیں سکیں گے اور یہ آپ لوگوں کی وجہ سے ہوا... آپ لوگ اس بات کو تاڑ گئے کہ کیپسٹس اس جہاز پر ہیں... حالانکہ یہ بات بھی غلط ہے... کیپسٹس تو یہاں ہیں... اگرچہ لائی اس جہاز کے ذریعے گئی ہیں۔"

"اور یہ کام آپ کے گولڈی کا ہے..." انسپکٹر جمشید نے یہ کہہ کر اپنے ساتھ میں انہوں نے ہڑ بنگ کی طرف دیکھا... اس کے چہرے پر عجیب سی بے چینی تھی۔

"ہاں الیکن یہ بات میرے حلق سے نہیں اتر رہی... چہرے مہرے سے وہ ایسا نہیں لگتا۔"

"خیر... دیکھا جائے گا... اب اصل بات تو سامنے آ کر رہے گی..."

پھر انہیں ایک بڑی اور بند گاڑی میں ایک عمارت تک لایا گیا... اس عمارت میں ایک بہت بڑا ہال تھا... اس کے درمیان میں مستطیل میز موجود تھی... انہیں اس میز کے گرد بٹھایا گیا... پھر ہال میں ایک آواز ابھری:

"گولڈی آداب بجا لاتا ہے سر۔"

"گولڈی... یہ تم ہو... تم... میں سوچ بھی نہیں سکتا تھا... غدار۔"

"اب سوچ لیں... کوئی اعتراض نہیں... اور لینے دینے کی بات کر لیں۔"

"میں نے یہ بات انہیں پہلے ہی بتا دی تھی۔" روڈی نے زہریلے لہجے میں کہا۔

"ضرور بتا دی ہوگی... ہمیں اس سے کوئی غرض نہیں... آپ سیدھی اور صاف بات کریں۔"

"ہم یہ بات اچھی طرح جانتے ہیں کہ آپ رقم لے کر بھی ہمیں نہیں چھوڑیں گے لہذا میں اپنی قوم کو رقم کا نقصان کیوں پہنچاؤں... کیپسٹس اور روڈی سے تو وہ ہاتھ دھو ہی چکے ہیں۔"

"گویا آپ مرتے وقت اپنے ملک کو فائدہ پہنچائیں گے...

سیں کچھ نہیں دیں گے۔"

"نہیں... ہرگز نہیں۔"

"تب ہم وہ کیسٹس پوری دنیا کو دکھائیں گے... اور بتائیں گے... کہ آپ کیا ہیں... اس قدر طویل مدت سے آپ کیا کرتے رہے ہیں۔"

"اس صورت میں تم بیگال کے ہاتھوں بچ نہیں سکو گے۔"

روڈی ہنسا۔

"اوہ... اوہ۔" گولڈی کی پریشان آواز سنائی دی۔

"کیوں... گھبرا گئے..."

"ہاں واقعی... میں نے یہ تو سوچا ہی نہیں تھا... خیر ہم ان کیسٹس کو ایک اور طاقت کے ہاتھ فروخت کر دیتے ہیں۔"

"یہ کسی کے کام کی نہیں... صرف ہمارے عوام کے کام کی ہیں... یہ ان کو دکھانے کے لیے بنائی گئی ہیں... اور بس... اگر مسلمان ان کو دیکھیں گے تو بھی کیا ہے... زیادہ سے زیادہ وہ ہماری چالوں سے باخبر ہو جائیں گے... لیکن اس وقت تک ہم جتنا کام کر چکے ہیں، وہ کم تو نہیں ہے..." اس نے جلدی جلدی کہا۔

"گویا آپ سودا کرنے کے لیے تیار نہیں ہیں۔"

"میں تیار ہوں... لیکن تم اس بات کی ضمانت تو دے سکو گے کہ ہمیں یہاں سے زندہ واپس جانے دو گے... وہ بھی کیسٹس

سمیت۔"

"اور اگر ہم ضمانت دے دیں۔"

"ضمانت کی کوئی صورت مجھے تو نظر نہیں آ رہی... تاہم... اگر کوئی صورت ہے تو یہ سودا کرنے کے لیے تیار ہوں... لیکن تین کھرب بہت زیادہ ہیں... صرف ایک کھرب پر بات ہو سکتی ہے۔"

"نہیں... تین کھرب یا موت۔"

"پہلے یہ بتاؤ... ضمانت کیا ہو گی۔"

"ضمانت... نہیں پہلے سودا۔"

"ڈیڑھ کھرب۔" روڈی بولا۔

"نہیں... کم از کم دو کھرب۔"

"اچھی بات ہے... منظور ہے... اب بتائیں... کیا ضمانت ہے اس بات کی کہ آپ لوگ ہمیں کیسٹس سمیت بیگال جانے دیں گے۔"

"یہ لوگ ضمانت دیں گے۔" گولڈی نے کہا۔

"یہ لوگ... کون لوگ۔" روڈی نے چونک کر کہا۔

"یہ مشرقی لوگ..."

"تمہارا مطلب ہے... انسپکٹر جمشید وغیرہ۔"

"ہاں! بالکل۔"

"بھلا یہ کس طرح ضمانت دے سکتے ہیں... یہ تو خود پھنسے

ہوئے ہیں۔"

"اس جزیرے کی آبادی بہت کم ہے... ہم سب اس بحری جہاز پر لا سکتے ہیں... ہم یہاں سے ایک نامعلوم منزل کی طرف روانہ ہو جائیں گے... کیپسٹس آپ کو یہاں سے مل جائیں گی... بس رقم بنک میں جمع کرا دیں... پھر آپ اپنے ملک چلے جایئے گا۔"

"لیکن کیسے... بات واضح نہیں ہو سکی۔"

"آپ لوگ سات دن تک بے ہوش پڑے رہیں گے... سات دن بعد آپ ہوش میں آئیں گے... آپ کے پاس آلات اور کیپسٹس موجود ہوں گی... آپ ان آلات کے ذریعے اپنے ملک سے رابطہ کر سکیں گے... اس وقت تک ہم ایک محفوظ مقام پر پہنچ چکے ہوں گے... آپ ہمارا کچھ نہیں بگاڑ سکیں گے۔"

"اس پوری بات میں ان کی ضمانت کی تو کوئی بات نہیں آئی۔"

"یہ اس بات کی ضمانت دیں گے کہ ہوش میں آنے پر کیپسٹس اور آلات یہاں آپ کو مل جائیں گے... ورنہ ہمارے لیے یہ زیادہ بہتر ہو گا کہ ہم آپ سب کو یہیں ختم کر دیں... تاکہ نہ رہے بانس نہ بجے بانسری۔"

"اوہ... لیکن... یہ کیوں ضمانت دینے لگے۔"

"میں یعنی گولڈی... ان سے علیحدگی میں ملاقات کروں گا..

ان سے چند باتیں کہوں گا... سو یہ ضمانت دینے پر آمادہ ہو جائیں گے۔"

"یہ... یہ کس قدر عجیب بات ہو گی... خیر... مجھے یہ سودا منظور ہے۔"

"اب ہم غیر ملکی بنک کا نام بتاتے ہیں اور ایک آلہ آپ کے منہ کے قریب لاتے ہیں... اس آلے کا سراغ آپ کے ملک کے ماہرین نہیں لگا سکیں گے۔"

"اچھی بات ہے... کریں پھر ایسا۔" روڈی نے تھکے تھکے انداز میں کہا۔

روڈی کے منہ سے ایک آلہ لگا دیا گیا۔

"فری کوئنسی ملی ہوئی ہے... جونہی بٹن دبے گا... آپ کے ملک کے صدر کی ٹرانسمیٹر پر آواز جائے گی... اور وہ بات کریں گے۔"

"اچھی بات ہے۔"

"آپ انہیں یہ نہیں بتائیں گے کہ آپ کہاں ہیں... ورنہ جونہی آپ کے منہ سے ایسی کوئی بات اشارتاً بھی نکلی... آپ کو موت کے گھاٹ اتار دیا جائے گا۔"

"یہ ٹھیک ہے... دو کھرب دے کر اگر مجھے زندگی اور کیپسٹس ملتی ہیں... تو یہ سودا میرے لیے مہنگا نہیں ہے۔"

"تو پھر کریں بات۔" یہ کہہ کر آلہ منہ تک لانے والا بٹن

دبا دیا...

دوسری طرف ہونے والی ٹوں ٹوں اس پر بھی سنائی دینے لگی... پھر یگال کے صدر کی آواز سنائی دی۔

"یہ میں ہوں ہنکاف یوھ... کون بات کرنا چاہتا ہے۔"

"روڈی۔" روڈی نے کہا۔

"مسٹر روڈی... آپ کہاں ہیں۔"

"بتا نہیں سکتا... آپ فوراً انٹرنیشنل بنک میں دو کھرب مسٹر گولڈی کے نام سے جمع کرا دیں۔"

"کیا... کیا... گولڈی..."

"ہاں... گولڈی... کہانی پھر سناؤں گا... آپ فوری طور پر یہ کام کر ڈالیں۔"

"صبح یہ کام ہو جائے گا... کاش آپ بتا دیتے... آپ کہاں ہیں۔"

"سوری۔" اس نے کہا اور ادھر بٹن آف کر دیا گیا۔

"صبح ہم پہلے بنک سے تصدیق کریں گے... پھر انسپکٹر جمشید سے بات کریں گے... وہ آپ کو ضمانت دیں گے... اور پھر آپ کے ساتھ ان کو بھی بے ہوش کر دیا جائے گا۔"

"سات دن تک جب ہم کھائے پیئے بغیر بے ہوش رہیں گے... تو ہوش میں آنے پر ہماری کیا حالت ہوگی۔"

"آپ کو ایک ایک انجکشن دیا جائے گا... جس کی وجہ سے آپ کو ہوش میں آنے پر نہ تو بھوک محسوس ہوگی... نہ کمزوری... آپ تروتازہ رہیں گے... اس کے بعد آپ کیسٹس اپنے ملک لے جائیں گے... اور یہ لوگ اپنے ملک چلے جائیں گے... قصہ ختم ہو جائے گا... تین کھرب کا منصوبہ تھا... دو کھرب مل گئے... خیر... ہم انہیں ہی کافی خیال کریں گے... اور ہم سب لوگ باقی ماندہ زندگی شہزادوں کی طرح گزاریں گے۔"

"بس! تم نے یہ صرف اس لیے کیا کہ باقی ماندہ زندگی شہزادوں کی طرح گزار سکیں۔"

"ہاں! اور کیا... بہت مدت سے خواب دیکھ رہا تھا۔"

"لیکن کیسٹس تو میرے والد کی زندگی میں اڑائی گئی تھیں... میں نے چارج بعد میں سنبھالا تھا۔" روڈی نے حیران ہو کر کہا۔

"آپ کے والد نے ہی تو مجھے ہر چیز کا انچارج بنا رکھا تھا۔"

"اچھا خیر... زندگی رہی تو آئندہ کسی پر بھی اعتبار نہیں کروں گا۔"

"جلدی عقل آ گئی۔" شوکی نے منہ بنایا۔

اور پھر انہیں آرام کے لیے کئی کمروں میں منتقل کر دیا گیا... فوجی ان کے سروں پر پہرہ دے رہے تھے...

پھر جانے انہیں کب نیند آ گئی... صبح آنکھ کھلی... انہوں نے

نماز ادا کی... نو بجے کے بعد گولڈی کی آواز سنائی دی:

"رقم بنک میں جمع ہو گئی ہے... اب ہم منصوبے کے اگلے حصے پر عمل کریں گے... پہلے آپ لوگ ناشتا کر لیں۔"

"شکریہ مسٹر گولڈی... آپ بہت اچھے ہیں۔" پروفیسر داؤد نے خوش ہو کر کہا... اور وہ مسکرا دیے...

انہوں نے خوب ڈٹ کر ناشتا کیا، جانتے تھے کہ سات دن تک بے ہوش رہنا پڑے گا... پھر گولڈی کی آواز سنائی دی:

"آپ ناشتا کر چکے، پروگرام کے مطابق اب ہمیں آپ لوگوں کو بے ہوش کرنا ہے... جب آپ لوگ ہوش میں آئیں گے تو ہم یہاں نہیں ہوں گے... جا چکے ہوں گے... البتہ کیسٹس یہاں موجود رہیں گی... مسٹر روڈی آپ ان کیسٹس کو اپنے ملک لے جایئے گا... اور یہ لوگ اپنے ملک چلے جائیں گے... یہی بات طے ہوئی تھی نا۔"

"لیکن آپ نے ان لوگوں سے ابھی تک ضمانت نہیں دلوائی۔" روڈی نے کہا۔

"اوہ ہاں! میں بھول گیا... انسپکٹر جمشید، صرف آپ سامنے والی سفید عمارت میں آ جائیں۔"

"اچھی بات ہے۔"

"گولڈی تم اس سے علیحدگی میں کیا کہنا چاہتے ہو۔"

"بس دیکھتے جائیں... ویسے مسٹر روڈی... ضمانت تو آپ کو

رقم ادا کرنے سے پہلے لینی چاہیے تھی۔"

"میں اس وقت بھول گیا تھا... لیکن آپ خوش فہمی میں مبتلا نہ رہیں۔" روڈی مسکرایا۔

"جی... کیا مطلب؟"

"جب ہم کیسٹس کو پا لیں گے... آپ کو رقم کی ادائیگی اس کے بعد ہو گی۔"

"یہ کیا بات ہوئی... بنک میں رقم جمع ہو چکی ہے... اب ہم جب چاہیں اس کو نکال سکتے ہیں۔"

"جی نہیں... جب میں چاہوں گا... تب آپ نکال سکیں گے۔"

"یہ تو آپ سارا کھیل خراب کر رہے ہیں.. ذرا غور فرمائیں، ہم یہاں کیسٹس چھوڑ کر چلے جاتے ہیں، اور آپ بنک والوں سے کہہ دیتے ہیں کہ دو کھرب کی ادائیگی نہیں کی جائے گی... تو کیا یہ انصاف ہو گا۔"

"نہیں! یہ انصاف نہیں ہو گا... بھاری قسم کی ناانصافی ہو گی جیسی تم اس سارے معاملے میں کرتے رہے ہو۔" روڈی نے زہریلے انداز میں کہا۔

"تب پھر کیسٹس بھی آپ کو نہیں ملیں گی۔"

"ہمیں کیسٹس کے ساتھ... اصل ضرورت چور کی تھی... اور

اب چور ہمیں مل گیا ہے۔" روڈی مسکرایا۔
"یہ... یہ کیا کہہ رہے ہیں آپ۔"
"ہمیں چور بھی مل گیا اور لیسنس بھی... اب تم لوگ کچھ نہیں
کر سکو گے... اس لیے کہ روڈی کے مقابلے میں تم بچے ہو۔" یہ کہ
روڈی نے قہقہہ لگایا، پھر وہ ہربنگ کی طرف مڑا:
"کیوں مسٹر ہربنگ تم کیا کہتے ہو۔"
"میں سمجھا ہی نہیں سر۔" اس نے حیرت زدہ انداز میں کہا۔
"حیرت ہے مسٹر ہربنگ تم اتنی سی بات نہیں سمجھے۔"
"نہیں! آپ مہربانی فرما کر سمجھا دیں۔" اس نے فوراً کہا۔
"اس میں شک نہیں، ان کا منصوبہ زبردست رہا، لیکن ان
سے ایک غلطی ہو گئی۔"
"غلطی... کیا مطلب؟"
"غلطی یہ کہ انہوں نے میری بات بیگال کے صدر سے کرا
دی۔"
"تو پھر اس سے کیا ہوتا ہے... اس آلے کی فری کوئنسی پکڑی
نہیں جا سکتی۔"
"اس سے کوئی فرق نہیں پڑتا۔"
"جہاز کے آلات ہم نے پہلے ہی اس قابل نہیں رہنے دیے
تھے کہ وہ سمت بتا سکتے۔"

"اس سے بھی کوئی فرق نہیں پڑتا۔"
"تب پھر... فرق کس سے پڑتا ہے۔"
"اس سے کہ آپ نے میری ان سے بات کرا دی... میری
کھوپڑی میں ایک بالکل ننھا سا آلہ فٹ ہے... میں جہاں بھی جاؤں
گا... بیگال کو فوراً معلوم ہو جائے گا... لہٰذا اس وقت بیگال کی فوج اس
پورے علاقے کو چاروں طرف سے گھیر چکی ہے۔"
"نن نہیں۔" گولڈی کے منہ سے نکلا۔
"چاروں طرف دیکھ لو بے وقوفو۔"
اب جو انہوں نے چاروں طرف دیکھا تو وہاں فوج ہی فوج
نظر آئی اور جزیرے والوں کو وہ پہلے ہی قابو میں کر چکے تھے... فوراً وہ
اس سفید عمارت کی طرف بڑھے اور اس میں سے گولڈی کو کھینچ لائے۔
"میں اسے اور اس کے ساتھیوں کو دیکھنا پسند نہیں کرتا... ان
کی لاشیں ضرور تڑپتی دیکھنا چاہتا ہوں۔"
"نن نہیں... مسٹر روڈی... پہلے میری ایک بات سن لیں۔"
گولڈی پوری نفرت سے چلایا۔ لیکن اسی وقت روڈی نے ہاتھ سے
اشارہ کر دیا... گولڈی اور اس کے ساتھیوں پر چاروں طرف سے
فائرنگ کر دی گئی... وہ گرے... تڑپے اور ساکت ہو گئے... اور ایسا
صرف ایک منٹ کے اندر ہو گیا۔
وہاں سکتہ طاری ہو گیا... ایسے میں روڈی کی آواز ابھری:

"رہ گئے ہم... پہلے تو سفید عمارت سے وہ تمام کیسٹس نکال کر لے آؤ..." روڈی نے کہا۔

فوجی فوراً حرکت میں آ گئے۔

"یہ... یہ کیا ہو رہا ہے ابا جان۔" ایسے میں فرزانہ نے سرگوشی کی۔

"تیل دیکھو، تیل کی دھار دیکھو۔" آفتاب مسکرایا۔

"حد ہو گئی... یہاں تیل کہاں سے لاؤں۔"

"تم صرف اس کی دھار دیکھتے رہو۔" فاروق مسکرایا۔

"ہے کوئی تک اس بات کی۔"

"اگر یہاں تیل نہیں ہے تو تک کیسے ہو سکتی ہے۔" مکھن نے حیران ہو کر کہا۔

"توبہ ہے تم سے... کیا یہاں سے بھی نکلواؤ گے۔" فرحت نے منہ بنایا۔

"ہاں واقعی... روڈی صاحب برا مان جائیں گے۔" رفعت نے سرگوشی کی۔

"کیسٹس بھی گئیں... کیس بھی گیا... اب ہم لوٹ کر بدھو گھر کو آئے کے تحت اپنے ملک سدھار جائیں گے... مسٹر روڈی کی نظریں ہمارا تعاقب کریں گی... ہم سے کہیں گی... بس... دیکھ لی کیسٹس..."

انہوں نے دیکھا... فوجی سفید عمارت سے باہر نکل رہے تھے، لیکن ان کے منہ لٹکے ہوئے تھے... نزدیک آ کر ان کے آفیسر نے کہا:

"سوری سر... اس عمارت میں کیسٹس نہیں ہیں۔"

"کیا!!!"

وہ سب چلا اُٹھے... لیکن ان میں سے ایک نہیں چلایا تھا۔

☆...☆...☆

کیسٹس کا چور

چند لمحات کے لیے وہاں موت کا سناٹا طاری ہو گیا... آخر روڈی کی آواز سنائی دی... انہیں یوں لگا جیسے اس کی آواز بہت دور سے آ رہی ہو...

"یہ کیا بات ہوئی۔"

"شاید وہ اسی لیے چیخا تھا۔" انسپکٹر جمشید مسکرائے۔

"کک... کون۔"

"گولڈی... اور کہنا چاہتا تھا... ہمیں مار کر آپ کیسٹس حاصل نہیں کر سکیں گے۔"

"یہ کیسے ہو سکتا ہے... آخر کیسٹس اس جزیرے پر ہی کہیں ہیں... اور وہ کوئی ننھی سی چیز نہیں ہے... کہ نظر نہ آئیں گی... ان سے تو کمرے بھر جائیں... لہٰذا پورے جزیرے پر تلاش کرو۔"

"یس سر۔"

فوجیوں نے کہا اور دوڑ پڑے... اس بار سب نے الگ الگ سمتوں میں دوڑ لگائی... ایک گھنٹے بعد ان کی واپسی ہوئی... ان کے

چہرے لٹکے ہوئے تھے۔

"کیا... کیا مطلب؟"

"نہیں ملیں سر... پورے جزیرے پر کیسٹس نہیں ہیں۔"

"تب پھر وہ جہاز پر ہیں۔" روڈی چیخا۔

فوجی جہاز کی طرف دوڑ پڑے... نہ جانے کیوں انسپکٹر جمشید اور انسپکٹر کامران مرزا کے چہروں پر مسکراہٹیں دوڑ گئیں... روڈی نے فوراً بھانپ لیا... اس نے سرسراتی آواز میں کہا۔

"تت... تو کیا آپ لوگ اس بات کو پہلے ہی بھانپ چکے تھے کہ کیسٹس جہاز پر ہیں اور اسی لیے آپ جہاز پر جانے کی شرط عائد کرتے رہے۔"

"ہاں ایسی سمجھ لیں۔" انسپکٹر جمشید مسکرائے۔

"اوہ گاڈ۔" روڈی بولا۔

"تب تو ان لوگوں نے میدان مار لیا اور ہم رہ گئے۔" شوکی نے برا سا منہ بنایا۔

"یہ ضروری نہیں۔" انسپکٹر کامران مرزا نے عجیب انداز میں کہا۔

"کیا ضروری نہیں۔"

"یہ کہ میدان یہ لوگ مار لیں اور ہم رہ جائیں۔"

"اب اس میں کیا باقی رہ گیا ہے۔"

"یہ کہ ان لوگوں نے ابھی کیپسٹس حاصل نہیں کیں۔"

"اب جب کہ یہ بات معلوم ہو گئی ہے کہ کیپسٹس کہاں ہیں تو ان کو حاصل کرنا کیا مشکل کام ہے۔" شوکی بولا۔

"جب یہ حاصل کر لیں گے... تب اس سلسلے میں بات کریں گے۔" انسپکٹر کامران مرزا نے منہ بنایا۔

"ہم پورے جہاز کو توڑ ڈالیں گے... اس صورت میں بھی کیپسٹس ملیں گی یا نہیں۔" روڈی بھنا اٹھا۔

"ایسی غلطی بھول کر بھی نہ کیجیے گا... پھر ہم واپس کس طرح جائیں گے۔" انسپکٹر جمشید مسکرائے۔

"حد ہو گئی... کیا میں اس قابل بھی نہیں کہ یہاں سے اپنے ملک جا سکوں۔"

"آپ اپنے ملک جا سکتے ہیں اور ہمیں ہمارے ملک بھجوا سکتے ہیں، لیکن ہم تو اس جہاز پر ہی اپنے ملک جانا چاہتے ہیں۔" انسپکٹر جمشید نے مسکرا کر کہا۔

"حد ہو گئی... اب جب اس پر کیپسٹس نہیں رہ جائیں گی... تو آپ لوگ اس جہاز کا کیا اچار ڈالیں گے۔"

"ہاں! شاید۔" فاروق بول اٹھا۔

"ہاں شاید کیا۔" روڈی نے اسے کھا جانے والی نظروں سے گھورا۔

"شاید ہم اچار ہی ڈال لیں اس کا... بہت مزے کا بنے گا.. یعنی سمندری جہاز کا اچار..." فاروق نے چٹخارا بھرا۔

"جیسے کھا ہی تو رہے ہیں۔" رفعت نے جھلا کر کہا۔

"تو تم کیوں مرچیں چبا رہی ہو... تم بھی کھا لو۔" محمود ہنسا۔

"بے چاری ایک وقت میں دو کام کس طرح کر سکتی ہے۔" آفتاب بول اٹھا۔

"کیا مطلب... کون سے دو کام... یہ تو ایک کام بھی نہیں کر رہی۔" آصف چونکا۔

"مرچیں چبانے کا کام کر تو رہی ہے... اوپر سے سمندری جہاز کا اچار کھانا پڑ گیا... تو کیا یہ دوسرا کام نہیں ہو جائے گا۔"

"حد ہو گئی... بال کی کھال اتارنے لگ جاتے ہو۔" فاروق نے اسے گھورا۔

"ان حالات میں اور کر بھی کیا سکتا ہوں۔" آفتاب نے بھی جواب میں اسے گھورا۔

"کیا آپ لوگ پھر لڑائی کے لیے پر تول رہے ہیں۔" روڈی نے گھبرا کر کہا۔

"اب تو آپ سے لڑائی ہو گی... آپس میں تو بہت لڑ چکے ہم۔"

"ہماری اور آپ کی لڑائی اب ختم ہو چکی... کیپسٹس ملنے کی

دیر تھی... بس۔"

"لیکن ابھی کیپسٹس نہیں ملیں۔"

"مل جائیں گی... اب وہ کہاں جائیں گی..."

اور پھر جہاز کی تلاشی لینے والے فوجی واپس لوٹ آئے... ان کے منہ لٹکے ہوئے تھے...

"کیا بات ہے... کیا ہوا؟"

"وہ کیپسٹس جہاز پر نہیں ملیں۔"

"یہ... یہ کیسے ہو سکتا ہے۔" روڈی پوری قوت سے دھاڑا۔

"ہم کیا کہہ سکتے ہیں سر... ہم نے جہاز کا چپہ چپہ چھان مارا۔"

"اف گاڈ... یہ... یہ کیسے ہو سکتا ہے۔" روڈی چیخا... پھر اس کا سر ان کی طرف گھوم گیا... اس کی نظریں انسپکٹر جمشید اور انسپکٹر کامران مرزا پر جم گئیں۔

"تت... تم لوگ... آخر کیا چیز ہو۔"

"کک... کیوں جناب... کک... کیا ہوا۔" انسپکٹر کامران مرزا اسی کے انداز میں ہکلائے... باقی لوگ مسکرا دیے۔

"آپ جانتے ہیں کیپسٹس کہاں ہیں۔"

"بالکل جانتے ہیں۔"

"تو بتائیں... کہاں ہیں۔"

"لیکن... کیوں بتائیں... سوال تو یہ ہے۔"

"اوہ... اوہ۔" روڈی کے منہ سے نکلا... پھر وہ زمین پر اکڑوں بیٹھ گیا، اس نے دونوں ہاتھوں سے اپنا سر تھام لیا... آخر اس نے تھکے تھکے انداز میں کہا:

"میں ہار گیا... میں ہار گیا... آپ لوگوں نے مجھے ہر قدم پر شکست دی... ہزبنگ جیسے سراغرساں کچھ نہیں کر سکے... حالانکہ میرا خیال تھا کہ ہزبنگ آپ لوگوں سے ذہانت میں، طاقت میں اور ہر بات میں بہت آگے ہے... لیکن وہ بھی کیپسٹس کا سراغ نہ لگا سکا... افسوس... صد افسوس... اب میں آپ سے درخواست کرتا ہوں... بتایئے کیپسٹس کہاں ہیں۔"

"ہم بتا چکے ہیں۔" انسپکٹر جمشید پرسکون آواز میں بولے۔

"کیا مطلب... پھر وہی..."

"ہاں پھر وہی... جب کیپسٹس ہیں ہی ہمارے ملک میں تو ہم اور کہاں بتائیں... آپ ہمیں جب تک وہاں نہیں لے جائیں گے... اس وقت تک آپ کو کیپسٹس نہیں مل سکیں گی... آپ ہم سب کو ختم تو کر سکتے ہیں، کیپسٹس ہم آپ کو نہیں دے سکیں گے... اور ہماری یہ شرط بھی آپ کو ماننا ہو گی... ہم ان میں سے چند کیپسٹس کو دیکھیں گے ضرور... ورنہ ہم تمام زندگی سسپنس میں مبتلا رہیں گے اور سسپنس کی حالت میں مر جائیں گے... اگر آپ کو ہماری یہ دونوں باتیں منظور

ہیں تو سفر شروع کریں... ورنہ جو آپ کو کرنا ہے... کرلیں... ہم
اب بہت تنگ آچکے ہیں۔"
روڈی نے ان کی بات کا کوئی جواب نہ دیا... گہری سو
میں ڈوبا رہا... آخر کئی منٹ بعد اس نے کہا:
"ٹھیک ہے... ہم سب آپ کے ملک جائیں گے۔"
"یہ فیصلہ آپ کو بہت پہلے کرلینا چاہیے تھا... خیر... ا
سفر کی تیاری کریں... اور یہ خیال رہے... ہم اس جہاز پر ہی جا
گے۔"
"ٹھیک ہے۔"
"مسٹر بڑ بنگ! آپ کا کیا پروگرام ہے۔" روڈی اس
طرف مڑا... بلکہ اس نے سانٹا اور برائٹ کی طرف بھی دیکھا...
"ہمارے سپنس کے ہمارا برا حال ہے... اس کیس میں
شروع سے ساتھ رہے ہیں... ہماری درخواست ہے... آپ
ساتھ رکھیں..."
"آپ لوگوں کو کوئی اعتراض تو نہیں؟"
"بالکل نہیں... رونق رہے گی۔" انسپکٹر جمشید مسکرائے۔
"بالکل ٹھیک کہا۔" محمود نے فوراً کہا۔
"شکریہ محمود... تم نے میری تائید تو کی۔" انسپکٹر جمشید
خوش ہو کر کہا۔

"اگر آپ کو یہ بات پسند ہے تو ہم سب تائید کرتے ہیں۔"
"تو ٹھیک ہے... ہم سب چلیں گے... ہمارا سفر کل صبح
شروع ہوگا... اور ہم نو دن کے بعد پاک لینڈ کی سرحد پر جا لگیں گے..
ویسے کیا ہی اچھا ہوتا... ہم ہوائی جہاز سے چلتے... یہ جہاز وہاں
ہمارے ساتھ ہی پہنچتا... یعنی ہم اس کو پہلے ہی روانہ کر دیتے..."
"نہیں جناب! ہم جائیں گے تو اسی جہاز پر۔"
"بس یہی بات سمجھ میں نہیں آتی... اگر کیپسنس اس جہاز پر
نہیں ہیں... تب اس بات کی کیا اہمیت ہے کہ اس پر جایا جائے۔"
"ہم اپنی باتوں کا مطلب یا مقصد پہلے ہی بتا دینے کے عادی
نہیں ہیں... بلکہ ہم تو کوشش کرتے ہیں کہ آخر تک کسی کو پتا نہ چلے کہ ہم
ایسا کیوں کر رہے ہیں۔" آفتاب نے شوخ لہجے میں کہا۔
"آصف نے بالکل درست بات کہی۔"
"خیر خیر..." روڈی نے برا سا منہ بنایا۔
اور پھر دوسرے دن ان کا سفر جہاز پر شروع ہوا... نو دن تک
ان کا سفر جاری رہا... اس دوران کوئی ناخوش گوار بات نہ ہوئی.. نہ
کوئی ایسا واقعہ پیش آیا... تاہم سفر کے دوران یہ لوگ بہت ہوشیار
رہے... باری باری سوتے جاگتے رہے... ایسا ایک بار بھی نہ ہوا کہ وہ
سب کے سب سو گئے ہوں... خان رحمان کی نظریں... جہاز کی سمت پر
لگی رہیں... ان کے خیال کے مطابق جہاز ان کے ملک کی طرف ہی

چار ہا تھا، پھر تو نویں دن انہوں نے اپنے ملک کی بندرگاہ کو دیکھ لیا... وہ
مارے خوشی کے اچھل پڑے...

"یہ... یہ کیا مسٹر روڈی... آپ تو ہمیں واقعی ہمارے ملک
لے آئے۔"

"اور کیا کرتا... اس وقت تک کی جدوجہد کا نتیجہ کچھ بھی نہیں
نکلا... لہٰذا میں نے سوچا، وہ بھی کیوں نہ کر کے دیکھ لوں، جو آپ کر
رہے ہیں۔" اس نے برا سا منہ بنا کر کہا... ویسے وہ پورے بحری سفر
کے دوران منہ بناتا رہا تھا... اتنا لمبا بحری سفر کرنے کے بارے میں
اس نے کبھی خواب میں بھی نہ سوچا ہوگا۔

"مسٹر روڈی... آپ اس بات پر حیران ہوتے رہے ہیں
نا... کہ آخر ہم اس جہاز پر ہی کیوں آنا چاہتے تھے۔"

"ہاں! لیکن اب میں وجہ جان گیا ہوں۔" روڈی نے ایک
بار پھر جل بھن کر کہا۔

"چلیے پھر ذرا وجہ ہمیں بھی بتا دیں۔" آصف نے حیران ہو کر
کہا۔

"بس یہی کہ کیسٹس اس جہاز پر ہی کہیں ہیں... یہ اور بات
ہے کہ میرے آدمی ان کو جہاز سے برآمد نہ کر سکے۔"

"بس! یہ ہے آپ کا خیال۔"

"ہاں! بالکل... کیا میرا خیال غلط ہے۔"

"جی ہاں! سو فیصد۔"

"کیا مطلب؟" ہڑ بنگ نے بری طرح چونک کر کہا۔

سائنا اور برائٹ کے چہروں پر بھی حیرت تھی۔

"یہی بات ہے... کیسٹس اس جہاز پر ہرگز نہیں ہیں۔"

"حد ہو گئی... تب پھر کہاں ہیں۔"

"بار بار بتا چکے ہیں۔" محمود نے منہ بنایا۔

"کیا بتا چکے ہیں... یہ کہ کیسٹس آپ کے ملک میں ہیں۔"

"ہاں! بالکل۔"

"نن... نہیں... نہیں... یہ کیسے ہو سکتا ہے۔" ہڑ بنگ نے
کھوئے کھوئے انداز میں کہا۔

"کیا نہیں ہو سکتا۔" انسپکٹر جمشید مسکرائے۔

"کیسٹس آخر یہاں کس طرح ہو سکتی ہیں۔"

"چور کا اس ملک سے اگر کوئی تعلق ہے تو کیسٹس یہاں ہو سکتی
ہیں یا نہیں۔" انسپکٹر کامران مرزا نے شوخ آواز میں کہا۔

"ارے! تت... تو کیا... کیسٹس آپ لوگوں نے چرائی
تھیں۔" ہڑ بنگ چلا اٹھا۔

"آپ بلاوجہ چلا رہے ہیں مسٹر ہڑ بنگ۔" انسپکٹر جمشید نے
منہ بنایا۔

"جی... کیا مطلب... بلاوجہ چلائے ہیں... یہ کیا بات

ہوئی... اب آپ ان کے چلانے پر بھی اعتراض کریں گے۔'' فاروق
کے لہجے میں بلا کی حیرت تھی۔

''اعتراض کرنے کو تو میں ہر بات پر اعتراض کر سکتا ہوں۔''
انسپکٹر جمشید بولے۔

''آپ کی باتیں، آپ ہی جانیں۔'' فرزانہ نے حیران ہو کر
کہا۔

''اچھا تم ذرا چپ رہو... مجھے ان سے بات کرنے دو...
ہاں تو مسٹر ہزبنگ اگر چور اس ملک کا ہے... یا اس کا تعلق اس ملک
سے کسی طرح ہو تو کیا اس صورت میں وہ کیپسنس یہاں نہیں لا سکتا تھا...''

''لا سکتا تھا... لیکن کیا آپ کے ملک میں بندرگاہوں پر جہاز
چیک نہیں ہوتے، ایئرپورٹس پر سامان چیک نہیں ہوتے۔''

''سب کچھ ہوتا ہے... لیکن کام دکھانے والے بھی آخر اسی
میدان کے کھلاڑی ہیں... وہ چور راستے تلاش کر لیتے ہیں۔''

''چچ... چور راستا... یہ کسی ناول کا نام ہو سکتا ہے۔'' فاروق
نے فوراً کہا۔

باقی سب کے منہ بن گئے۔

''مسٹر روڈی... ان کیپسنز کی کہانی عجیب ہے... بلکہ عجیب
ترین ہے... پہلی بات تو یہی کیا کم سسپنس فل ہے کہ ان میں ہے کیا،
دوسری بات یہ کہ ان کو چرا کس نے لیا... چرا کر رکھا کہاں کہ آپ

لوگوں کے اتنے وسائل ہیں... لیکن آپ ان کو تلاش نہ کروا سکے...
یہاں تک کہ ہم جیسوں کو بلانے پر مجبور ہو گئے...''

''ہاں! یہی بات ہے... اس چور میں ہم سے زیادہ عقل
ہے... تبھی تو اس نے ہمیں چکر دے دیے ہیں...''

''اس وقت بھی وہ آپ کو چکر دے جائے گا۔''

''تن نہیں... یہ کیسے ہو سکتا ہے... کیا آپ کو بھی چکر دے
جائے گا۔'' روڈی چیخا۔

''کچھ کہہ نہیں سکتا... یہ تو اب معلوم ہو گا... فی الحال تو ہم
آپ کو اس جگہ لے جا رہے ہیں... جہاں کیپسنس رکھی گئی ہیں... آگے
کیا ہوتا ہے... یہ ہمیں اندازہ نہیں۔''

''کیا مطلب... یہ آپ نے کیا کہا... آگے کیا ہوتا ہے۔''

''ہاں! میں نے یہی کہا ہے۔''

''لیکن اب کیا ہو گا... ہم جانتے ہیں... گولڈی اصل مجرم
تھا... وہ مر چکا ہے۔''

''آپ کی یہ بات ٹھیک ہے... لیکن یہ ہمارا ملک ہے...
اور یہاں ہمارا ابھی کچھ عمل دخل ہے۔'' انسپکٹر جمشید نے کہا۔

''گویا اب آپ رکاوٹ بنیں گے... لیکن آپ کے ملک
نے گارنٹی دی ہے، یہ سوچ لیں۔''

''سوچا ہوا ہے... آیئے چلیں... ہمارے لیے ایک بڑی

گاڑی بالکل تیار کھڑی ہے۔"

"اوہو... اچھا... کمال ہے۔"

"اس میں کمال کی کیا بات ہے۔"

"ہم نے آپ کو کسی کو پیغام دیتے نہیں دیکھا۔"

"میں نے پیغام دیا تھا... آپ اس کو سن نہیں سکے... اس
لیے کہ پیغام دینے کے اپنے طریقے ہیں۔"

"خیر... ہم پہلے صدر صاحب سے بات کرنا پسند کریں
گے۔"

"ہاں ضرور... کیوں نہیں... ابھی بات کرا دیتا ہوں...
جہاز پر سے اترنے سے پہلے آپ بات کر لیں گے فکر نہ کریں۔"

"ٹھیک ہے۔" اس نے مطمئن ہو کر کہا۔

اس وقت تک جہاز کو فوجی گھیرے میں لے چکے تھے... ان
کے انچارج کو انسپکٹر جمشید نے چند ہدایات دیں... جلد ہی ٹرانسمیٹر
ایک آلہ روڈی کے منہ کے قریب کر دیا گیا... دوسری طرف سے صدر
صاحب کی آواز سنائی دی:

"سر! ہم یہاں بندرگاہ پر پہنچ چکے ہیں... مسٹر روڈی آپ
سے بات کرنا چاہتے ہیں۔"

"بہت دیر لگا دی جمشید... ہم تو بہت پریشان تھے کہ تم ا
درمیان میں کہاں غائب ہو گئے۔"

"جی بس... مسٹر روڈی درمیان میں ہمیں سیر کرانے کے
لیے ایک اور جگہ لے گئے تھے۔"

"اچھا خیر... کراؤ بات۔"

انہوں نے روڈی کو اشارہ کیا، وہ فوراً بولا:

"صاحب صدر! ہم یہاں معاہدے کے تحت آئے ہیں...
آپ نے اس بات کی ضمانت دی ہے کہ یہ لوگ کیمسٹس یہاں ہمارے
حوالے کریں گے۔"

"ہاں بالکل... ان لوگوں نے اگر مجھ سے ضمانت دلوائی
ہے... تو بلاوجہ نہیں دلوائی۔"

"خوب! لیکن میں چاہتا ہوں... آپ خود یہاں آ جائیں..
اس طرح میرا اطمینان رہے گا۔"

"میرے خیال میں تو اس کی کوئی ضرورت نہیں... کیوں
جمشید۔"

"بالکل نہیں سر۔" انہوں نے فوراً کہا۔

"لیکن ہمارے خیال میں ضرورت ہے... آپ مہربانی
فرما کر یہاں آ جائیں... زیادہ وقت نہیں لگے گا۔"

"اچھی بات ہے.. میں آ جاتا ہوں.. جمشید کہاں آنا ہے۔"

"سر! آپ کی ضرورت نہیں ہے۔" اس لمحے انسپکٹر جمشید نے
الجھن محسوس کی۔

"لیکن بھئی... ان لوگوں کا اطمینان میرے آنے سے ہو سکتا ہے تو پھر تم کیوں مجھے نہیں آنے دے رہے۔" صدر صاحب نے برا مان کر کہا۔

"آپ کی مرضی سر.. آجائیں پھر.. اس وقت ہم ایئرپورٹ پر ہیں... یہاں سے گاڑی نمبر **PK309** پر سوار ہو کر دل راج روڈ کی طرف روانہ ہوں گے۔"

"ٹھیک ہے... میں وہیں پہنچ رہا ہوں... جونہی تمہاری گاڑی چوک پر پہنچے گی میں تم سے آملوں گا۔"

"ٹھیک ہے سر۔"

اور پھر وہ روانہ ہوئے... اب سب کے چہروں پر الجھن نظر آ رہی تھی... اور یہ صدر کے درمیان میں شامل ہونے کی وجہ سے تھا... ان کا خیال تھا کہ اب وہ کھل کر کام نہیں کر سکیں گے... لیکن وہ کر ہی کیا سکتے تھے... آخر وہ دل راج روڈ پر آ گئے... صدر کی گاڑی ان سے پہلے وہاں پہنچ چکی تھی... اب وہ ان سے آگے چل رہے تھے... آخر **PK.309** کے سامنے ان کی گاڑیاں رک گئیں... یہ حویلی قسم کی پرانی عمارت تھی اور کافی بڑی نظر آ رہی تھی... آس پاس کوئی اور عمارت نہیں تھی... گویا یہ بالکل الگ تھلگ کھڑی تھی... ہاں اس سے کافی فاصلے پر ضرور عمارات موجود تھیں...

اس لمحے ان میں سے صرف ایک کے چہرے پر حد درجے

حیرت نظر آئی... انہوں نے اس کی حیرت کو صاف محسوس کیا...

"آپ کا دعویٰ یہ ہے کہ گیسٹس اس عمارت میں موجود ہیں۔" روڈی کے لہجے میں بلا کی حیرت تھی۔

"ہاں بالکل۔" انسپکٹر جمشید نے کہا۔

"چلیے صاحب... ذرا ہم بھی دیکھیں... یہ کیسے ممکن ہے... ہمارے ملک کے ایک خفیہ ترین مقام سے اڑائی جانے والی گیسٹس آخر یہاں کس طرح پہنچ گئیں۔"

"ایک خفیہ راستے سے... کچھ خاص جرائم پیشہ افراد... میرا مطلب ہے... ملکی اور غیر ملکی افراد اس خفیہ راستے سے واقف ہیں... جب بھی ملک میں کوئی ایسی چیز داخل کی جاتی ہے، اسی راستے سے داخل کی جاتی ہے..."

"کیا مطلب؟" ہزبنگ نے حیران ہو کر کہا۔

"آپ کو کس بات پر حیرت ہے۔" محمود نے حیران ہو کر کہا۔

"اس بات پر کہ ایک طرف تو آپ لوگ کہہ رہے ہیں کہ وہ خفیہ راستہ ہے... یعنی مجرموں کے علاوہ کسی کو بھی اس راستے کا پتا نہیں، لیکن دوسری طرف آپ اس طرح کہہ رہے ہیں... جیسے آپ کو اس راستے کا پتا ہے۔"

"میں اس بات کی وضاحت کر دیتا ہوں۔" انسپکٹر جمشید نے ہنس کر کہا۔

"ضرور... اس لیے کہ مارے بے چینی کے ہمارا برا حال ہے۔"

"تو سنیے... کچھ ملکی اور غیر ملکی... مجرم اس خفیہ راستے سے باخبر ہیں اور جب بھی کوئی چیز وہ ملک میں لاتے ہیں اسی راستے سے لاتے ہیں... وہ ایک خفیہ بندرگاہ ہے... بلکہ یہ کہنا چاہیے کہ زمین دوز بندرگاہ ہے۔"

"کیا کہا... زمین دوز بندرگاہ۔" وہ پکار اٹھے... اس بار تو ان کے اپنے ساتھی بھی پکار رہے تھے۔

"ہاں! زمین دوز بندرگاہ... آب دوزوں کے ذریعے چیز لائی جاتی ہے... ایسی آب دوزوں کے ذریعے جن کے بارے میں ہمارے آلات کوئی اشارہ ظاہر نہیں کرتے... پھر زمین دوز بندرگاہ پر اس چیز کو اتارا جاتا ہے اور زمین دوز راستے سے ایک خفیہ مقام پر پہنچایا جاتا ہے..."

"حد ہو گئی... یہی تو میں کہتا ہوں... جب آپ کو اتنی باتیں معلوم ہیں تو وہ راستا خفیہ کیسے ہو گیا... اور جب آپ کو یہ سب معلوم ہے تو اس عمارت کے بارے میں بھلا کیوں معلوم نہیں ہو گا۔"

"معلوم ہے تبھی تو بتا رہا ہوں... لیکن ان ملکی اور غیر ملکی مجرموں کے نزدیک وہ جگہ اب تک خفیہ ہی ہے۔"

"آخر کیسے؟" روڈی اور ہڑ بنگ وغیرہ چلائے۔

"اس طرح کہ کچھ مدت پہلے ہمیں بھی اس راستے کے بارے میں معلوم نہیں تھا... پھر میری خفیہ فورس کے ایک کارکن نے اس راستے کو دیکھ لیا، لیکن اس نے کسی پر ظاہر نہ کیا... صرف خفیہ طور پر مجھے اطلاع دے دی... اب ہم نے کسی کو کچھ بتائے بغیر اس راستے کی نگرانی شروع کر دی... اور یہ دیکھتے رہے کہ اس سے کون کون فائدہ اٹھاتا ہے اور کس قسم کا... اس طرح ایک سال تک ہم حد درجے خفیہ نگرانی کرتے رہے... اس طرح ہمیں ٹھکانے کا پتا چل گیا... اس راستے کا بھی اور ان لوگوں کا بھی... جو اس راستے سے ملک میں چیزیں لاتے ہیں... سو اب میں بتاتا ہوں مسٹر روڈی... آپ کے ملک میں ہمارے ملک کے کچھ اسلام کے باغی رہتے ہیں... آپ لوگوں کو ہمارے ملک کے خلاف جو کام لینا ہوتا ہے... ان کے خلاف لیتے ہیں، یہ لوگ ایک جھوٹے شخص کو نبی مانتے ہیں... وہ شخص اپنے تمام جھوٹوں سمیت کب کا جہنم رسید ہو گیا... لیکن یہ اب تک ان کو نبی مانتے ہیں... اور اس قسم کے کام ملک کے خلاف کرتے ہیں... اس ایک سال کے دوران جو کچھ بھی اس راستے سے ہمارے ملک میں آیا... اس کے بارے میں ہم اچھی طرح جانتے ہیں... لیکن ہم نے یہ بات کسی پر ظاہر نہیں کی... کیونکہ ہم نے اس طرح ان گنت فائدے اٹھانے کا پروگرام بنایا تھا... میرا خیال ہے... اب بات آپ کی سمجھ میں آ رہی ہو گی۔"

"ہاں! بالکل آ رہی ہے۔" روڈی کی آواز اب بیٹھ چلی
تھی... پھر اس نے قدرے سنبھل کر کہا:

"تت... تو کیا... وہ کیسٹس بھی اسی راستے سے لائی گئی
ہیں۔"

"ہاں! آپ بہت دیر سے سمجھے۔"

"نہیں... نہیں... نہیں۔"

روڈی کے منہ سے چیخنے کے انداز میں نکلا اور وہ نیچے گرتا چلا
گیا... مارے صدمے کے اس کی عجیب حالت ہو گئی تھی۔

"آپ... آپ کو کیا ہو گیا مسٹر روڈی۔" سائنا نے پریشان
ہو کر کہا۔

"انہیں ایک بہت خوفناک بات معلوم ہو گئی ہے۔" انسپکٹر
جمشید مسکرائے۔

روڈی نے اس حالت میں بھی چونک کر ان کی طرف دیکھا:

"تت... تو آپ کو یہ بات بھی معلوم ہے۔"

"میں بتا چکا ہوں... ایک سال سے ہم اس خفیہ راستے کی
نگرانی کر رہے ہیں لہٰذا جب وہ کیسٹس یہاں لائی گئی تھیں... اسی وقت
ہمیں معلوم ہو گیا تھا... لیکن ہم پھر جائزہ لیتے رہے کہ یہ لوگ ان
کیسٹس کا کیا کرتے ہیں... لیکن پھر انہوں نے ان کا کچھ نہ کیا... بس
یہیں رہنے دیں... یہاں تک کہ آپ لوگوں کی طرف سے ہمیں بار

گیا..."

"اف گاڈ... یہ میں کیا سن رہا ہوں۔" روڈی پکارا۔

"اور آپ کو کیا بات معلوم ہو گئی ہے مسٹر روڈی۔" ہر ایک
نے بے تاب ہو کر پوچھا۔

"مم... مجھے... مجھے کیا بات معلوم ہو گئی ہے..." روڈی
کھوئے کھوئے انداز میں بولا۔

"ہاں! بتا دیں ان لوگوں کو... آپ کو کیا بات معلوم ہو گئی
ہے۔"

"نہیں... نہیں... نہیں۔" اس نے پھر مارے خوف کے
کہا۔

"چلیے نہیں بتاتے، نہ بتائیں... میں ان لوگوں کو بتا دیتا
ہوں... انہیں یہ معلوم ہو چکا ہے... کہ کیسٹس کا چور کون ہے۔"

"کیا!!!"

ان سب کے منہ سے نکلا۔

☆...☆...☆

کیا!!!

چند لمحے موت کا سناٹا طاری رہا پھر خان رحمان نے چلانے کے انداز میں کہا:

"لیکن جمشید... ان کیسٹوں کا چور تو پہلے ہی پکڑا جا چکا ہے.. میرا مطلب ہے گولڈی۔"

"گولڈی اصل چور نہیں تھا... اصل چور کا ساتھی تھا... اس نے تو صرف ہدایات پر عمل کیا تھا..." انسپکٹر جمشید مسکرائے۔

"تب پھر اصل چور کون ہے۔" روڈی نے مارے حیرت کے کہا۔

"بتاؤں گا... لیکن پہلے ہم اس عمارت میں داخل ہوں گے۔"

"کیا اب یہ عمارت ہمارے قبضے میں ہے۔"

"نہیں! ہم نے اس عمارت کی اس وقت تک صرف نگرانی کی ہے... اس میں کام کرنے والے لوگوں کو احساس تک نہیں کہ ہم ان کے بارے میں جانتے ہیں... یا کیا کرتے رہے ہیں۔"

"لیکن اگر اس دوران انہوں نے یہاں سے ان کیسٹس کو کہیں اور منتقل کر دیا ہو؟" آصف نے پریشان ہو کر کہا۔

"اگر ان کیسٹس کو یہاں سے کہیں اور منتقل کیا جاتا تو اس کی اطلاع فوراً مجھے مل جاتی... لہٰذا تم فکر نہ کرو... کیسٹس اس عمارت میں ہی ہیں۔"

"نہ جانے کیا بات ہے... مجھے اب تک اس کہانی پر یقین نہیں آ رہا۔" روڈی نے لمبا سانس بھر کر کہا۔

"آ جائے گا... جب آپ ان کیسٹس کو آنکھوں سے دیکھ لیں گے۔"

"لیکن یہ نہیں ہو سکتا۔" ایسے میں فرزانہ نے مضبوط لہجے میں کہا۔

"کیا نہیں ہو سکتا۔"

"اگر آپ کو ان کیسٹس کے بارے میں بہت پہلے معلوم ہو چکا تھا تو یہ ناممکن ہے کہ آپ نے ان کو جوں کا توں عمارت میں رہنے دیا ہو... آپ نے خود یا اپنے کسی خفیہ کارکن کے ذریعے یہ کوشش کی ہو گی کہ ان کیسٹس میں سے کم از کم چند ایک کو تو دیکھ ہی لیا جائے۔"

"اوہ... اوہ۔" انسپکٹر جمشید چونکے۔

"کیا بات ہے... آپ فرزانہ کی بات سن کر بہت زیادہ حیران ہوئے ہیں۔"

"ہاں! اس لیے کہ میں بھی سوچ رہا تھا... یہ سوال کون اٹھاتا
ہے... سو یہ بازی فرزانہ کے ہاتھ رہی... اور اب میں بتاتا ہوں...
میں نے خفیہ کارکن کو ہدایات دی تھیں کہ ان میں سے چند کیسٹس کو
نہایت خاموشی سے پار کر کے دیکھ لے..."

"کیا... نہیں۔" زوڈی چیخا۔

"ہاں! جناب یہی بات ہے... آپ سے ملاقات سے پہلے،
اور یہ معاہدہ ہونے سے پہلے ہی گویا میرا کارکن چند کیسٹس کو دیکھ چکا تھا
اور مجھے رپورٹ دے چکا تھا... ہم تو بس اس انتظار میں تھے کہ یہ لوگ
ان کا کرتے کیا ہیں... ایسے میں آپ لوگوں نے ہمیں بلا لیا، یہ ہے کل
کہانی۔"

"یہ کل کہانی معلوم ہو گئی... اب ہم عمارت کے دروازے
پر پہنچ چکے ہیں۔" ہزبنگ نے گویا اطلاع دی۔

انہوں نے چونک کر دیکھا... وہ واقعی عمارت کے سامنے پہنچ
چکے تھے اور صدر صاحب کار سے نکل کر ان کا انتظار کر رہے تھے۔

"جمشید... یہ کون سی جگہ ہے... یہ تم ہمیں کہاں لے آئے
ہو۔"

"وہ کیسٹس... یہیں ہیں۔"

"اچھا... کمال ہے... یہ آخر چکر کیا ہے۔"

"اندر چل کر تفصیلات سناؤں گا... پہلے میں اپنے کارکن سے

رپورٹ لے لوں۔"

یہ کہہ انہوں نے اپنی گھڑی کا بٹن دبایا... اور بولے:

"ہاں! کیا رپورٹ ہے۔"

"اوکے۔" دوسری طرف سے کہا گیا۔

"محمود... دروازے پر دستک دو۔"

"جی اچھا۔" اس نے کہا اور آگے بڑھ کر دستک دی...

ایک منٹ بعد دروازہ کھلا... ایک غیر ملکی نظر آیا... وہ
دروازے پر اتنے بہت سے آدمیوں کو دیکھ کر بری طرح اچھلا... گویا
اسے ایک فیصد بھی امید نہیں تھی کہ وہاں کوئی آ سکتا ہے۔

"آپ لوگ... اتنے بہت سارے لوگ... خیر تو ہے
جناب۔"

"ہمیں اس عمارت کی تلاشی لینا ہے۔"

"کیا آپ کا تعلق پولیس سے ہے۔"

"ہاں جناب۔"

"وارنٹ ہیں آپ کے پاس۔"

"بالکل۔" وہ مسکرائے۔

"تب پھر وارنٹ دکھا دیں۔"

انہوں نے فوراً وارنٹ دکھا دیے...

"آئیے... آپ لوگ... میں منیجر صاحب کو بلاتا ہوں۔"

"منیجر... کیا مطلب۔"

"یہ ایک تجارتی فرم ہے... وڈیو کیسٹس کا کاروبار کرتی ہے.. لہٰذا اس فرم کے ایک عدد منیجر بھی ہیں... کیا آپ کے خیال میں نہیں ہونے چاہئیں۔"

"ضرور ہونے چاہئیں... آپ فوراً انہیں بلائیں۔" آصف نے برا سامنہ بنایا۔

وہ چلا گیا... جلد ہی ایک لمبے قد کے غیر ملکی کے ساتھ اس کی واپسی ہوئی...

"ہاں جناب! کیا چکر ہے... آپ لوگ کیوں اس عمارت کی تلاشی لینا چاہتے ہیں۔"

"اس عمارت میں غیر ملکی چوری شدہ کیسٹس موجود ہیں۔"

"خالی کیسٹس یا بھری ہوئیں۔"

"فلمائی ہوئیں۔"

"یہاں تو پھر فلمائی ہوئی کیسٹس واقعی موجود ہیں... اب یہ کیسے معلوم ہوگا کہ کون سی کیسٹس چوری شدہ ہیں اور کون سی غیر چوری شدہ۔" اس نے طنزیہ انداز میں کہا۔

"آپ فکر نہ کریں... ہم ان کیسٹس کو الگ کر دیں گے۔"

"اپنے کاغذات دکھا دیں... اور تلاشی کا وارنٹ بھی..."

"ویسے یہ تلاشی کس کے حکم سے لی جائے گی۔"

"صدر مملکت کے حکم پر۔"

"کیا کہا۔" اس کے لہجے میں حیرت تھی۔

"یہی بات ہے... بلکہ صدر صاحب... ہمارے ساتھ موجود تھے۔"

"کیا... کیا یہ اتنا بڑا معاملہ ہے۔"

"اتنے بڑے سے کچھ بڑا۔" فاروق نے فوراً کہا۔

انسپکٹر جمشید اسے گھور کر رہ گئے، پھر بولے:

"صدر صاحب کی یہاں موجودگی کا یہی مطلب ہے... کہ یہ معاملہ بہت اہم اور بڑا ہے... لہٰذا آپ ہمارا وقت نہ ضائع کریں۔"

"آپ تلاشی شروع کر دیں۔"

"آئیے مسٹر روڈی..."

وہ آگے بڑھے اور پہلے کمرے میں داخل ہوئے... پورا کمرہ کیسٹس سے بھرا ہوا تھا...

"مسٹر روڈی! کیا یہ سب کی سب کیسٹس آپ کی ہیں یا ان میں دوسری بھی شامل ہیں۔"

"پہلے میں ذرا ان کو دیکھ لوں... پھر کچھ کہہ سکوں گا۔" روڈی نے منہ بنایا۔

"ضرور دیکھیے... ساری عمارت آپ کے سامنے ہے اور

اس پوری عمارت میں کیسٹس ہی کیسٹس ہیں۔" انسپکٹر کامران مرزا مسکرائے۔

"اور اس کے ساتھ ہی ہم اپنا یہ دعویٰ پورا کرنے میں کامیاب ہو گئے ہیں کہ کیسٹس ہمارے ملک میں ہیں۔" آصف کی آواز سنائی دی۔

"اوہ ہاں... یہ بات تو خیر ہے... اب اس میں کوئی شک نہیں رہ گیا۔" روڈی نے سر ہلا کر کہا۔

"چلیے آپ نے اتنی بات تو مانی۔"

"ابھی یہ اور بہت سی باتیں مانیں گے۔" خان رحمان مسکرائے۔

اب روڈی نے بے تاب انداز میں ان کیسٹس کو دیکھنا شروع کیا... پھر پریشانی کے عالم میں پیچھے ہٹ آیا۔

"کچھ نہیں کہا جا سکتا... ایک کیسٹ کا اگر لیبل اتار دیا جائے تو اس کو وی سی آر میں لگا کر سکرین پر دیکھے بغیر کوئی نہیں بتا سکتا کہ اس میں کیا ہے... ان سب کے لیبل اتار دیے گئے ہیں... اور ان میں ضرور دوسری کیسٹس بھی شامل کر دی گئی ہیں... اب اس کا صرف اور صرف ایک ہی حل ہے۔"

"اور وہ کیا۔" انسپکٹر جمشید نے فوراً کہا۔

"میں یہ تمام کی تمام کیسٹس لے جاتا ہوں... وہاں جا کر ہم

خود ان کو الگ کر لیں گے۔"

"لیکن آپ نے معاہدے میں یہ بات مان لی تھی کہ ہم چند کیسٹس دیکھیں گے۔"

"بہتر تو یہی ہے کہ نہ دیکھیں... آپ کو کوئی فائدہ نہیں ہوگا۔"

"ہمیں اپنے فائدے سے کوئی غرض نہیں... ہم تو اپنے دین کے لیے کام کرتے ہیں، دین کے بعد ہم مسلمان قوم اور اپنے ملک کے لیے کام کرتے ہیں۔"

"صاحب صدر! میں آپ سے درخواست کرتا ہوں... ہمیں یہ کیسٹس اسی طرح لے جانے کی اجازت دی جائے۔"

"دیکھیں جناب! اس معاملے میں میں کچھ نہیں کر سکتا... جو میری ذمہ داری ہے... وہ میں پوری کروں گا۔"

"انسپکٹر جمشید... آپ مجھ سے سودا کر لیں، ان کیسٹس کو دیکھے بغیر ہمارے حوالے کر دیں... بولیے کیا لیتے ہیں۔"

"آپ کو پتا ہے... چور صاحب نے آپ سے کیا مطالبہ کیا تھا۔" وہ مسکرائے۔

"ہاں! تین کھرب ڈالر... لیکن ہم آپ کو اتنی رقم نہیں دے سکتے... یہ رقم تو ہم نے انہیں بھی دینے سے انکار کر دیا تھا۔"

"ہماری وجہ سے... کیونکہ آپ کو یقین ہو گیا تھا... ہم

کیسٹس آپ کو ضرور دے سکیں گے۔'' انسپکٹر کامران مرزا مسکرائے۔

''چلیے یہی سہی... لیکن ہم اتنی رقم نہیں دیں گے۔''

''ہم اتنی رقم مانگ بھی نہیں رہے۔'' انسپکٹر جمشید مسکرائے۔

''ہاں تو پھر... بتایئے... رقم۔''

''مجھے افسوس ہے...'' انسپکٹر جمشید بولے۔

''افسوس ہے... کس بات پر؟''

''ہم نے بس یہی کام نہیں سیکھا... اپنے دین سے غداری نہیں کر سکتے، چاہے جان چلی جائے... ہم مسلمان قوم سے غداری نہیں کر سکتے... چاہے جان چلی جائے اور اس کے بعد اپنے ملک سے غداری نہیں کر سکتے، چاہے جان چلی جائے۔''

''تب پھر... آپ کیا کہتے ہیں۔''

''ہم ان کیسٹس کو دیکھیں گے... اگر ضرورت ہوئی تو اپنی قوم کو دکھائیں گے... ہماری قوم فلمیں دیکھنے کی بہت شوقین ہو گئی ہے... گھر گھر میں اب غیر ملکی فلمیں چلتی ہیں... لہٰذا ہم اپنی قوم کو کہیں گے... اب ذرا وہ یہ فلمیں بھی دیکھیں۔''

''لیکن میں آپ کو یہ اجازت نہیں دے سکتا... زیادہ سے زیادہ آپ صرف، آپ لوگ چند فلمیں دیکھ سکتے ہیں... لیکن؟'' یہ کہتے ہوئے اس کا لہجہ عجیب سا ہو گیا۔

''لیکن کیا؟''

''لیکن یہ کہ میری پہلی کوشش یہی ہو گی کہ آپ لوگ ان فلموں کو نہ دیکھ سکیں۔''

''اور ہماری آخری کوشش یہ ہو گی کہ فلمیں دیکھیں گے۔''

''مسٹر ہزبنگ۔'' روڈی نے عجیب سے انداز میں کہا۔

''یس سر۔''

''میں نے اس معاملے میں آپ کو اپنے ساتھ کیوں رکھا ہے۔''

''میں جانتا ہوں سر۔'' ہزبنگ نے کہا۔

''جانتے ہیں تو پھر حرکت میں آ جائیں...''

''کیا اب بھی آپ یہی کہیں گے سر۔'' ہزبنگ کے لہجے میں حیرت تھی۔

''ہاں! اب بھی میں یہی کہوں گا... جب کہ میں جان چکا ہوں... چور تم ہو۔''

''کیا!!!'' سب لوگ چلائے۔

''اب جب کہ آپ جان چکے ہیں کہ اصل چور میں ہوں... تب پھر آپ یہ بھی جانتے ہیں، ان کیسٹس کے معاملے میں میرا ساتھ لیا ہے... اب تو آپ کو یہ بھی لکھ کر دینا ہو گا کہ آپ میرے خلاف دنیا کی کسی عدالت میں مقدمہ دائر نہیں کریں گے، نہ میرے خلاف کوئی اور کارروائی کریں گے۔''

"ٹھیک ہے... یہ سب باتیں منظور ہیں... بس تم صرف ات
کرو کہ کیسٹس واپس لے چلو... ان لوگوں کو ان کی ہوا تک نہ لگے۔"

"چاہے مجھے ان کے خلاف کچھ بھی کیوں نہ کرنا پڑے۔"

"ہاں! بالکل... چاہے کچھ بھی کیوں نہ کرنا پڑے۔"

"سوچ لیں... یہاں ان کے صدر بھی موجود ہیں۔"

"تو کیا ہوا... یہاں جتنے لوگ ہیں... سب کو موت کے
گھاٹ اتار دو... کسی کو پتا ہی نہیں چلے گا... یہ لوگ یہاں کس سلسلے
میں آئے تھے۔"

"بہت خوب! آپ بہت گریٹ آدمی ہیں... پہلے معلوم
ہو جاتا تو یہ کام نہ کرتا... ویسے ہی آپ سے تین کھرب لے لیتا..."

"تم پاگل ہو۔" ایسے میں انسپکٹر جمشید نے برا سا منہ بنایا۔

"یہ کس بات سے ثابت ہوا۔"

"مسٹر ہڑبنگ... پہلے یہ تمہیں تین کھرب دینے پر ہرگز تیار
نہیں تھے... اب ہر طرف سے پھنس گئے ہیں تو تین کھرب دینے
آمادہ ہو گئے ہیں... لیکن جب یہ کیسٹس لے کر اپنے ٹھکانے پر پہنچ
جائیں گے تو تمہیں گھاس بھی نہیں ڈالیں گے..."

"کیا آپ کے خیال میں میں اتنا بے وقوف ہوں۔"

ہڑبنگ مسکرایا۔

"کیا مطلب؟"

"مطلب یہ کہ میں ان سے تین کھرب یہیں وصول کروں
گا... میرے وکیل ایک خاص ملک میں یہ رقم وصول کریں گے اور میں
وہیں چلا جاؤں گا... مسٹر روڈی وہاں میرا کچھ نہیں بگاڑ سکیں گے...
اس لیے کہ وہاں کا اپنا قانون ہے... اور وہ بیگال یا کسی اور ملک کے
قانون کو نہیں مانتے... جب تک میرا وکیل مجھے فون پر نہیں کہہ دے گا
کہ سب انتظام ہو گیا ہے... اس وقت تک میں ان کے لیے کچھ نہیں
کروں گا..."

اس لمحے روڈی بہت ڈھیلا نظر آیا، پھر اس نے تھکے تھکے
انداز میں کہا:

"ٹھیک ہے مسٹر ہڑبنگ... آپ جیت گئے... میں بہر حال
کیسٹس ان سے بچانا چاہتا ہوں۔"

"آپ فکر نہ کریں... ہر کام آپ کی مرضی کے مطابق ہوگا۔"

"تو پھر شروع کریں... آپ جتنی دیر لگائیں گے... یہ لوگ
اپنا کام نکال لے جانے کے لیے کوئی نہ کوئی چکر چلاتے رہیں گے...
آپ ان کی چکر بازیاں اب تک دیکھ ہی چکے ہیں۔"

"لیکن اصل چکر آپ نے چلایا ہے۔" فاروق نے برا سا منہ
بنایا۔

باقی لوگ مسکرا دیے... پھر روڈی نے جیب سے ٹرانسمیٹر
نکالا اور اس پر کسی سے رابطہ کیا... اسے ہدایات دے کر اس نے

ٹرانسمیٹر بند کر دیا اور بے فکری کے انداز میں ان کی طرف دیکھا...

"چند منٹ انتظار کرنا ہوگا۔"

"کوئی بات نہیں۔" ہٹر بنگ نے کہا۔

"اس کے بعد آپ لوگوں کا کیا پروگرام ہے۔" انسپکٹر کامران مرزا نے پوچھا۔

"اس کے بعد ہم یہ کیسٹس لے کر خفیہ راستے سے واپس چلے جائیں گے... مطلب یہ کہ جس راستے سے کیسٹس آئی تھیں، اس راستے سے واپس چلے جائیں گے اور آپ لوگ ایک دوسرے کا منہ دیکھتے رہ جائیں گے... اور بس۔"

"لیکن یہ کیسے ہوگا۔"

"اس عمارت میں اس وقت کل کتنے افراد ہیں۔" روڈی مسکرایا۔

"آپ ہیں... آپ کے ساتھ یہ تینوں پارٹیاں ہیں... ہم ہیں... یا پھر اس عمارت میں کام کرنے والے چند افراد ہیں۔" انسپکٹر جمشید نے کہا۔

"بس یا اور بھی ہیں۔"

"بس... یہی ہیں۔"

"مسٹر ہٹر بنگ سب کے لیے بہت کافی ہیں... یہ آپ سب کو بے ہوش کر دیں گے اور ہم یہاں سے نکل جائیں گے۔"

"اس کے بعد کیا ہوگا۔"

"اس کے بعد کیا ہونا ہے... کیسٹس ہمیں مل جائیں گی... مسٹر ہٹر بنگ کا مطالبہ پورا ہو جائے گا... یہ اپنے اس ملک میں جا کر باقی ماندہ زندگی عیش سے گزاریں گے۔"

"اور بس! آپ ان کے خلاف کچھ نہیں کریں گے۔"

"ہم کچھ نہیں کر سکیں گے... اس ملک کے معاملات میں ہم دخل اندازی نہیں کر سکتے۔"

"میں آپ کو اس سے سستا نسخہ کیوں نہ بتا دوں۔" انسپکٹر جمشید مسکرائے۔

"کیا مطلب... وہ کیا؟" روڈی اور ہٹر بنگ چونک کر بولے۔

"تین کھرب ڈالر آپ کے ہی رہیں گے... مسٹر ہٹر بنگ کو کچھ بھی نہیں دینا پڑے گا... معاہدے کے مطابق یہ تمام کیسٹس آپ لے جائیں گے... ہم ان میں سے ابتدائی چند کیسٹس دیکھنا چاہتے ہیں اور بس۔"

"لیکن آپ یہ کام نہیں کر سکیں گے نا۔" روڈی نے مایوسانہ انداز میں کہا۔

یہ سن کر ہٹر بنگ ہنسا۔

"کیا مطلب... ہم کیوں نہیں کر سکیں گے۔"

"اس لیے کہ ہڑ بنگ آپ سب کے بس کا روگ نہیں..."

"آپ اس بات کو چھوڑیں... یہ ہمارا کام ہے..."

"آپ کو نہیں معلوم... میں اس وقت طاقت ور فریق سے ڈ[illegible]
معاملہ طے کر سکتا ہوں... ورنہ دوسری صورت میں مسٹر ہڑ بنگ ا[illegible]
مطالبہ بڑھا دیں گے... پھر یہ کہیں گے... اب یہ چار کھرب [illegible]
گے... میں اتنا بڑا نقصان کیوں برداشت کروں۔"

"آپ کی مرضی... پھر ہم بھی مطالبہ بڑھا دیں گے۔"

"کیا مطلب؟" روڈی زور سے چونکا۔

"اگر ہم مسٹر ہڑ بنگ سے یہ جنگ جیت گئے... اور کیپسٹس [illegible]
ہمارا قبضہ ہو گیا... تو ہمارا مطالبہ یہ ہوگا... اب ہم تمام کیپسٹس دیکھ کر [illegible]
آپ کو دیں گے۔"

"نن نہیں... نہیں۔" وہ چیخا۔

"دیکھ لیں... اس صورت میں تو یہی ہوگا۔"

"مسٹر ہڑ بنگ... آپ سن رہے ہیں۔"

"ہاں! سن رہا ہوں۔"

"اس کا مطلب ہے... آپ کو یہ جنگ جیتنا ہوگی... [illegible]
تین کھرب تو دے سکتا ہوں... یہ کیپسٹس مسلمانوں کو نہیں دکھا سکتا [illegible]
تمام کیپسٹس دیکھنے کا مطلب ہے... یہ کیپسٹس صرف یہ لوگ نہیں دیکھیں
گے... بلکہ ان کی پوری قوم دیکھے گی۔"

"آپ فکر نہ کریں مسٹر روڈی... میرے بھی تو یہ تین کھرب
ڈالر کا مسئلہ ہے... میں یہ جنگ نہیں ہاروں گا..."

"بہت خوب!" وہ مسکرایا۔

عین اس وقت آلے پر اشارہ موصول ہوا... روڈی نے فوراً
آلہ آن کیا... دوسری طرف اس کے ماتحت نے کہا:

"مسٹر ہڑ بنگ اپنے وکیل سے بات کر لیں۔"

"بہت خوب!" ہڑ بنگ نے خوش ہو کر کہا... پھر اس نے
آلہ لے لیا اور بات کرنے لگا... جب اس کے وکیل نے ہر طرح
اطمینان دلا دیا تو اس نے شکریہ کہہ کر آلہ بند کر دیا... اور پھر ان کی
طرف مڑا:

"مجھے ان کیپسٹس کے تین کھرب ڈالر مل گئے ہیں... اب
معاملہ میرے اور آپ کے درمیان ہے۔"

"لیکن ایک بات مسٹر روڈی بھول گئے۔" فرزانہ نے منہ
بنایا۔

"اور وہ کیا۔" اس نے حیران ہو کر کہا۔

"فرض کیا اس جنگ میں مسٹر ہڑ بنگ ہار گئے... تو مسٹر
روڈی کے تین کھرب ڈالر کا کیا بنے گا۔"

"اوہ... اوہ۔" ان کے منہ سے ایک ساتھ نکلا۔

"آپ فکر نہ کریں مسٹر روڈی... یہ پڑے مجھے ہرا نہیں

سکتے... یہ آپ بھی جانتے ہیں۔"

"ہاں! میں یہ بات جانتا ہوں لیکن... ان لوگوں نے بھی بڑے بڑوں کو شکست دی ہے۔"

"آپ فکر نہ کریں... آج ایسا نہیں ہوگا... آج شکست ان کا مقدر ہے۔"

"ٹھیک ہے... ذرا جلدی کریں... کہیں یہاں فوج نہ آ جائے... آخر ان کے ملک کا صدر یہاں موجود ہے۔"

"یہاں سب لوگ خفیہ طور پر آئے ہیں... یہ بات معاہدے میں طے تھی۔" ہز بنگ نے کہا۔

"اوہ ہاں... خیر یہ تو ہے۔"

اب ہز بنگ ان کی طرف مڑا:

"ہاں تو انسپکٹر جمشید... اور انسپکٹر کامران مرزا... آ ہو جائیں دو دو ہاتھ... آج کے دو دو ہاتھ آپ کو یاد رہیں گے۔"

"ہم تیار ہیں۔" انسپکٹر جمشید بولے۔

"اگر آپ لوگوں کے پاس پستول وغیرہ ہیں اور آپ ان کے ذریعے دل کی بھڑاس نکالنا چاہتے ہیں تو مجھے کوئی اعتراض نہ ہوگا... یہ بھی سن لیں... میرے جسم پر بلٹ پروف لباس نہیں ہے نہ میں نے آج تک کبھی یہ روگ پہنا ہے۔"

"ہم اور آپ دست بدست لڑیں گے۔" انسپکٹر کامران

نے کچھ سوچ کر کہا۔

"بہت خوب! میرے مقابلے میں آپ میں سے جو آنا چاہے... آ جائے... یہ ہال کافی بڑا ہے... ہم یہاں آسانی سے لڑ سکیں گے۔"

"کاش! یہ لڑائی کھلے میدان میں ہوتی۔" فرحت بولی۔

"اگر آپ لوگوں کی یہ خواہش ہے تو مجھے اس پر بھی کوئی اعتراض نہیں۔"

"نہیں! اب ہم کھلے میدان کا انتظام کہاں سے کریں... یہیں ٹھیک ہے۔"

"جمشید! مجھے مقابلہ کرنے دو۔" خان رحمان بولے۔

"نہیں۔" انہوں نے کہا۔

"کامران مرزا مجھے مقابلے میں جانے دو۔" منور علی خان بولے۔

"نہیں۔" انہوں نے کہا۔

"تب پھر۔"

"فرزانہ مقابلہ کرے گی۔" انسپکٹر جمشید بولے۔

"کیا!!!" وہ ایک ساتھ بولے۔

☆...☆...☆

چٹکی کی مار

فرزانہ پرسکون انداز میں مسکرائی اور اپنے ساتھیوں کے درمیان سے نکل کر ہڑ بنگ کے سامنے آ کھڑی ہوئی، اس کے چہرے پر قطعاً کوئی خوف نہیں تھا۔

"مجھے افسوس ہے فرزانہ صاحبہ!" ہڑ بنگ ہنسا۔

"کس بات پر؟"

"آپ کے والد نے آپ کو قربانی کا بکرا بنا ڈالا۔"

"اس سے اچھی بات میرے حق میں کیا ہوگی۔"

"لیکن مسٹر ہڑ بنگ یہاں آپ تھوڑی سی غلطی کر گئے۔"

ایسے میں فاروق بول اٹھا۔

"اور وہ کیا؟"

"فرزانہ قربانی کا بکرا نہیں بکری ہو سکتی ہے۔" فاروق مسکرایا۔

"حد ہو گئی۔" رفعت نے جھلا کر کہا۔

"اس کا کیا ہے، وہ تو ہوتی ہی رہتی ہے۔"

"آپ پریشان نہ ہوں... یہ ہماری پرانی عادت ہے... اپنے بچوں کو قربانی کا بکرا بنانا۔" خان رحمان نے ہانک لگائی۔

"لیکن یہ تو میری ایک چٹکی کی مار ہے۔"

"ہمیں اس چٹکی سے تو ہی سبق سیکھنا ہے۔" محمود مسکرایا۔

"بالکل ٹھیک کہا محمود۔" انسپکٹر جمشید نے اس کی تعریف کی۔

"تمہاری تم جانو... مجھے تو تم سب کو لمبا لٹانا ہے... اور کیسٹس روڈی صاحب کے حوالے کر کے رخصت ہو جانا ہے۔"

"اور ہمیں آپ کو یہیں روکنا ہے... صدر صاحب! واضح ہو... معاہدہ ختم ہو چکا ہے... اب آپ کی کوئی ذمہ داری نہیں رہی... کیونکہ جس طرح یہ کیسٹس وصول کرنا چاہتے ہیں... معاہدہ اس کے بالکل برعکس ہوا تھا۔" انسپکٹر کامران مرزا نے گویا اعلان کیا۔

"بالکل درست... تو کیا میں چلوں پھر۔" صدر صاحب بولے۔

"ہاں! آپ جا سکتے ہیں۔"

"ہرگز نہیں۔" روڈی سخت ترین لہجے میں پکار اٹھا... اب اس کے ہاتھ میں خوفناک پستول نظر آیا...

"ارے باپ رے... یہ تو پستول پر اتر آئے... ابھی تک تو بڑے شریف رہے تھے۔"

"یہ شرافت کا نقاب اس وقت اتارتے ہیں جب کوئی چارہ نہ

رہے... اب ذرا مسٹر روڈی کو تو دیکھیں... ان کے چہرے پر کیسی
شرافت نظر آ رہی ہے دور دور تک... اور ذرا مسٹر ہڑ بنگ کو دیکھو..."
"انہیں ہی نہیں... آپ ہمیں بھی دیکھ لیں... اس لیے کہ ہم
بھی مسٹر روڈی اور ہڑ بنگ کا پوری طرح ساتھ دیں گے۔" سانٹا بولا۔
"لیکن ان کے تو اپنے راستے یہاں سے الگ ہو جائیں
گے۔"
"ہم مسٹر روڈی کے ساتھ ہی واپس جائیں گے۔" سانٹا نے
کہا۔
"شکریہ مسٹر سانٹا اور برائٹ... میں نے تو کوشش کی تھی کہ
مسٹر ہڑ بنگ بھی میرا ساتھ دیں... لیکن انہوں نے اپنا راستا الگ
کر لیا ہے... خیر کوئی بات نہیں... اس صورت میں بھی یہ ہمارے
ساتھ ہیں۔"
"یہی دھوکا ہے۔" رفعت بول اٹھی۔
"کیا کہا۔"
"مسٹر ہڑ بنگ کو اور مسٹر روڈی معاف کر دیں..."
"لیکن جس ملک میں جاؤں گا... وہاں بیگال کی دال نہیں
گلتی۔"
"یہ اپنے خفیہ کارکنوں سے بھی کام نہیں لے سکتے۔"
"ان کے میرے آگے پہلے ہی پر جلتے ہیں۔"

"اوہ... اچھا خیر... آپ مانیں... نہ مانیں... ہمارے
اللہ کا فرمان اس وقت سو فیصد درست ثابت ہو گا۔"
"کیا مطلب... کون سا فرمان۔" ہڑ بنگ چونکا۔
"اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں فرمایا ہے کہ یہود اور نصاریٰ
تمہارے دوست نہیں ہو سکتے... وہ آپس میں دوست ہیں... دیکھ
لیں... تمام تر اختلافات کے باوجود اس وقت آپ لوگ دوست بن
گئے... تین کھرب وصول کرنے والا بھی روڈی صاحب کا دوست نظر
آ رہا ہے ہمارے مقابلے میں، جب کہ ہم صرف چند کیپسٹس دیکھنے کا
مطالبہ رکھتے ہیں اور بس۔"
"نہیں... یہ نہیں ہو سکتا۔" روڈی نے پر زور انداز میں کہا۔
"تب پھر ہمارے اور آپ کے درمیان فیصلہ ہو گا... دو دو
ہاتھ ہوں گے... میدان جس کے ہاتھ رہا... کیپسٹس وہ لے جائے گا
لہٰذا اب مقابلہ شروع، اس لیے کہ پہلے بہت وقت اس چکر میں برباد
ہو چکا ہے۔" انسپکٹر جمشید نے برا سا منہ بنا کر کہا۔
"اب ہم کسی معاہدے کے پابند بھی نہیں ہیں۔"
"بالکل ٹھیک... ہم نے یہ معاہدہ اس وقت تک کے لیے کیا
تھا جب تک ہم کیپسٹس تک نہ پہنچ جائیں... اب جب کہ ہم کیپسٹس تک
پہنچ چکے ہیں تو کیسا معاہدہ۔" روڈی ہنسا۔
"آپ سن رہے ہیں نا سر۔" انسپکٹر جمشید صدر کی طرف

مڑے۔

"ہاں! بالکل ... میں سن رہا ہوں... اب ہم بھی کسی معاہدے کے پابند نہیں ہیں... جمشید... یہ تمام کیسٹس حاصل کر لو... ہم ان کیسٹس کو پوری اسلامی دنیا کو دکھائیں گے۔"

"وہ دن نہیں آئے گا صاحب صدر... آپ کو معلوم نہیں... ہڑ بنگ کیا چیز ہے۔" روڈی ہنسا۔

"ہڑ بنگ وہ چیز ہے... کہ اس نے خود آپ کو بھی دھوکا دیا ہے۔"

"یہ ہمارا آپس کا معاملہ ہے... اور ہم نے اس کو طے کر لیا ہے۔"

"خیر! ہمیں اس سلسلے میں کچھ کہنے کی ضرورت نہیں..."

"میں جانتا ہوں... آپ کو یقین ہے... جب یہ سارا معاملہ ختم ہو جائے گا... اور میں ان تین کھرب کے ساتھ ساری زندگی کی بہاریں لوٹ رہا ہوں گا تو مسٹر روڈی میرے خلاف خفیہ کارروائی کروائیں گے اور مجھے قتل کروا دیں گے... اور تین کھرب واپس حاصل کر لیں گے... ہی نا... لیکن۔" ہڑ بنگ یہاں تک کہہ کر رک گیا۔

"لیکن کیا۔" کئی آوازیں ابھریں۔

"لیکن مسٹر روڈی پھر بھی ہڑ بنگ کو نہیں جانتے... اس نے

بھی تمام انتظامات کر رکھے ہیں... مسٹر روڈی اس کو ہاتھ نہیں لگا سکیں گے۔" ہڑ بنگ نے مسکرا کر کہا۔

روڈی کا رنگ اڑ گیا... اس نے ہڑ بنگ کو تیز نظروں سے گھورا، پھر کہا:

"اگرچہ یہ موقع ان باتوں کا نہیں... لیکن پھر بھی میں پوچھنا چاہتا ہوں... آخر وہ کیا انتظامات ہیں... کیا سمجھ رکھا ہے آپ نے۔"

"سوری! یہ تو خیر میں نہیں بتاؤں گا... صرف اتنا بتا دیتا ہوں کہ آپ جس دن میرے خلاف کوئی کارروائی شروع کریں گے... اسی دن آپ کے خلاف بھی کارروائی کا آغاز ہو جائے گا... یہ وقت بتائے گا کہ کون نقصان میں رہتا ہے۔"

"اوہ اوہ۔"

"جی ہاں مسٹر روڈی... کسی خوش فہمی میں نہ رہیے گا... میں نے ان کیسٹس کو اڑانے کے لیے منصوبہ آج سے پانچ سال پہلے تیار کیا تھا... پانچ سال تک میں اس کی تیاریوں میں لگا رہا ہوں اور جب تمام تیاریاں مکمل ہو گئیں... تب میں نے عملی قدم اٹھایا تھا... اپنی حفاظت کا انتظام سب سے پہلے کیا تھا... اور اپنے خلاف کوشش کی صورت میں کیا کچھ جواب میں آپ کو دیکھنا اور برداشت کرنا ہو گا، اس کا اندازہ آپ اس وقت نہیں لگا سکیں گے۔"

''خیر! اس پر بعد میں غور کر لیں گے کہ مجھے آپ کے خلاف
کیا کرنا ہے یا نہیں...'' روڈی مسکرایا۔

''آپ کے مسکرانے کا انداز بتا رہا ہے کہ آپ میرے خلاف
کارروائی کریں گے۔'' جواب میں ہڑبنگ بھی مسکرایا۔

''اور آپ کے مسکرانے کا انداز بتا رہا ہے کہ آپ کو اپنے
انتظامات پر کچھ زیادہ ہی بھروسہ ہے۔'' روڈی نے منہ بنایا۔

''اس میں شک نہیں۔''

''لیکن اس وقت ہمیں مشترکہ دشمنوں سے فیصلہ کرنا ہے۔
جب تک یہ اپنے پیروں پر کھڑے ہیں... اس وقت تک ہم یہاں سے
کیپسٹس لے کر نہیں جا سکتے۔''

''آپ ان کے بارے میں فکر مند نہ ہوں... ان کو لمبا لٹانے
میں زیادہ وقت نہیں لگے گا، پھر ہم یہاں سے اطمینان سے رخصت
ہو سکیں گے۔''

''میں یہ ادھر ادھر کی باتیں سن کر تھک چکی ہوں۔'' فرزانہ
نے بھناتے ہوئے انداز میں کہا۔

''اوہ سوری بے بی... آپ کو انتظار کرنا پڑ گیا۔''

یہ کہہ کر وہ اس کی طرف ایک قدم بڑھا، پھر وہیں سے اچھلا۔
اس کے اچھلنے کا انداز حد درجے عجیب تھا، اس کے پاؤں زمین سے
اٹھے تھے، وہ فضا میں پھرکی کی طرح گھوما، اس گھومنے کے دوران اس

اس کی ایک ٹانگ فرزانہ کی طرف نکلی... ادھر فرزانہ پوری طرح تیار
تھی، اس نے بھی اپنی جگہ سے چھلانگ لگائی... لیکن اس لات سے وہ
بچ نہ سکی... چکر کھاتی دیوار سے جا ٹکرائی، اس کے منہ سے دلخراش چیخ
نکل گئی۔

''بہت خوب مسٹر ہڑبنگ... یہ ان کی فوج کے پہلے سپاہی کا
انجام تھا... دوسرا سپاہی آگے آئے۔''

''منور علی خان۔'' انسپکٹر جمشید سوچ کر بولے۔

''خوشی ہوئی۔'' منور علی خان مسکرائے اور آگے نکل آئے...

ادھر شاید ہڑبنگ انہیں مہلت دینے کے لیے تیار نہیں تھا، وہ
فوراً زمین پر گرا اور کسی گیند کی طرح لڑھکتا چلا آیا اور ان سے ٹکرایا، منور
علی خان کو ابھی کچھ کرنے، سوچنے کا موقع ہی نہیں ملا تھا... وہ بری
طرح فضا میں اچھلے اور دور جا کر گرے... اس طرح کہ پھر نہ اٹھ سکے..

اس کے بعد تو وہ سکتے میں آ گئے... اس کا مطلب یہ تھا،
ہڑبنگ ہر بار نیا انداز اختیار کرنے کا فن جانتا تھا اور کوئی اندازہ نہیں لگا
سکتا تھا کہ اس مرتبہ کس طرح حملہ کرے گا... اس وقت انسپکٹر جمشید کی
آواز گونجی۔

''خان رحمان۔''

''ضرور! کیوں نہیں۔''

خان رحمان آگے آئے... ان کی نظریں ہڑبنگ پر جمی تھیں،

وہ اس کا وار روکنے کے لیے تیار تھے... ایسے میں ہڑ بنگ بجلی کی تیزی سے نیچے جھکا... اس کا سر فرش پر ٹک گیا... ساتھ ہی اس نے قلابازی کھائی... اس کے دونوں پیر خان رحمان کے سینے پر لگے... اگرچہ انہوں نے خود کو بچانے کی پوری کوشش کی تھی... وہ دھڑام سے چاروں شانے چت گرے... اور ساکت ہو گئے...

ان پر گویا خوف چھا گیا... ایک لمحے کے لیے انہوں نے ایک دوسرے کی طرف دیکھا جیسے کہہ رہے ہوں، یہ کیا ہو رہا ہے... ایسی لڑائی تو کسی نے دیکھی نہ سنی...

"دوسرا وار میں نے آج تک کسی پر نہیں کیا، صرف پہلے وار میں دشمن کو زمین دکھا دیتا، یہ ہے میری ریت... اور یہ بھی بتا دوں... اگر میں چاہوں تو پہلے وار سے ہی تم سب کو باری باری موت کے گھاٹ بھی اتار سکتا ہوں.. لیکن مسٹر روڈی اور خود میں بھی ایسا نہیں چاہتے.. ہم چاہتے ہیں... اس قدر بڑی ناکامی کا رونا رونے کے لیے تم لوگ بعد میں بھی زندہ رہو... کسی کو بتا سکو کہ تمہارے ساتھ کیا گزری۔"

"اخلاق احمد۔" انسپکٹر جمشید نے جیسے اس کے الفاظ سنے ہی نہیں... بس وہ تو اپنی دھن میں اپنے ایک ایک سپاہی کو میدان میں بھیج رہے تھے۔

"حاضر ہوں۔" اخلاق نے کہا اور وہیں سے زمین پر لڑھک کر ہڑ بنگ کی طرف بڑھا...

ہڑ بنگ کو ہنسی آ گئی... اخلاق نے اس کی ہنسی سے فائدہ اٹھایا اور اس کی دونوں ٹانگوں کے درمیان سے نکل کر اس کی کمر کی طرف آتے ہی اس کو زوردار ٹکر رسید کر دی...

ساتھ ہی اس کے منہ سے ہولناک چیخ نکل گئی... وہ اچھل کر روڈی پر جا گرا... اس نے دونوں ہاتھوں سے اسے اچھال دیا... اور وہ ان کے نزدیک آ کر گرا... انہیں محسوس ہوا جیسے اس میں زندگی کے آثار نہ ہوں... شوکی پریشان ہو کر اس پر جھکا... پھر بولا:

"دل دھڑک رہا ہے..."

"فکر نہ کرو، گردن کی ہڈی پر اس نے خود چوٹ کھائی ہے.. ٹھیک ہو جائے گا... دو چار ماہ کے علاج کے بعد۔" ہڑ بنگ نے ہنستے ہوئے کہا۔

"محمود۔" انسپکٹر جمشید کے منہ سے نکلا۔

"جی بہتر۔" محمود نے کہا اور اپنی صف سے آگے نکل آیا... لیکن اپنے خیال میں اس نے درمیان میں اتنا فاصلہ رکھا کہ ہڑ بنگ حملہ کرے تو وہ اپنا بچاؤ کر سکے۔

اس کی اس تدبیر کو دیکھ کر ہڑ بنگ مسکرایا اور بولا:

"میرے بارے میں لوگ اس خوش فہمی میں مبتلا ہو جاتے ہیں کہ میں اتنے فاصلے سے وار نہیں کر سکوں گا... حالانکہ اس فاصلے سے تو میں بغیر اپنی جگہ سے ہلے وار کر سکتا ہوں... یہ دیکھیے۔"

یہ کہہ کر اس نے اپنی ٹانگ گھمائی... ان کے خیال کے مطابق
ٹانگ محمود تک نہیں پہنچ سکتی تھی... لیکن وہ اس کی ٹھوڑی سے ٹکرائی...
اور وہ دوسری طرف الٹ گیا... اس منہ سے چیخ نکل گئی۔

ابھی تک وہ اس کے لڑنے کے انداز کو سمجھ نہیں سکے تھے... وہ
ہر بار نئی چال چل رہا تھا... انسپکٹر جمشید اور انسپکٹر کامران مرزا اس کے
ہر انداز کو بغور دیکھ رہے تھے، اس وقت انسپکٹر جمشید نے کہا:

"فرحت۔"

"جی بہتر!" فرحت پرسکون انداز میں مسکرائی۔

"بہت خوب انسپکٹر جمشید۔" ایسے میں ہڑبنگ بول اٹھا۔

"یہ تعریف کس سلسلے میں۔" انہوں نے منہ بنایا۔

"اس سلسلے میں کہ آپ بڑی بے جگری سے اپنے ساتھیوں کو
آگے لا رہے ہیں اور یہ آ رہے ہیں، لیکن... اس کی وجہ یہ ہے کہ ان
لوگوں کو معلوم ہے... میں جان سے مار ڈالنے والی ضرب تو لگا ہی نہیں
رہا ہوں... ڈر کیسا... لہٰذا یہ بے دھڑک آ رہے ہیں۔"

"میں تو ایسا نہیں سمجھتا۔" انسپکٹر جمشید اس کی بات سن کر
مسکرائے۔

"کیا مطلب... آپ کیا سمجھتے ہیں۔"

"ایسا کہ اگر ان لوگوں کو معلوم ہو کہ یہ اس وار کے بعد زندہ
نہیں بچیں گے، تب بھی اسی بے جگری سے آگے آئیں گے... اس

لیے کہ۔" وہ کہتے کہتے رک گئے۔

"آج تو آپ باتوں کے دوران رک جانے کا ریکارڈ قائم
کرتے نظر آ رہے ہیں۔" ہڑبنگ نے طنزیہ کہا۔

"اس لیے کہ یہ سب جانتے ہیں... موت کا ایک دن مقرر
ہے... موت اس سے پہلے یا اس کے بعد آئے گی ہی نہیں، اس وقت
آئے گی، جو مقرر ہے... اور اس قسم کی لڑائی کے موقعے ہماری
زندگیوں میں آتے ہی رہتے ہیں... آج کوئی پہلی بار موقع نہیں ملا...
اور وہ لمحات آج جیسے نہیں تھے... یعنی دشمن کوئی رعایت کرنے پر تیار
نہیں تھا... پھر بھی ہم لوگ آگے بڑھے اور مقابلہ کیا۔"

"خیر خیر... ہو گی یہ بات... تو اب مجھے اس ننھی سے بچی
سے مقابلہ کرنا ہے۔"

"ہاں! بالکل۔" فرحت نے کہا۔

"یہ بے چاری تو میری ایک پھونک کی مار ہے۔"

"کیا کہا... پھونک کی... اگر آپ سچے ہیں تو پہلے مجھے
صرف پھونک سے شکست دیں۔" فرحت نے بلند آواز میں کہا۔

"ضرور کیوں نہیں... یہ لو میں تم پر پھونک مار رہا ہوں۔"

یہ کہہ کر اس نے منہ سے فرحت کی طرف پھونک ماری...
فرحت پورے زور سے لڑکھڑائی اور دیوار سے جا ٹکرائی۔

ان کی حیرت کا کیا پوچھنا... اس وقت شوکی نے پوچھا:

"کیا آپ جادوگر بھی ہیں۔"

"ارے نہیں... مجھے جادو وادو بالکل نہیں آتا۔"

"تب پھر یہ کیسے ممکن ہے۔"

"ایک پھونک تم بھی چکھ لو... معلوم ہو جائے گا... یہ کیسے ممکن ہے۔"

"کیا خیال ہے انکل... میں پھونک کا مزا چکھ لوں۔"

"نہیں... ابھی تمہاری باری نہیں آئی... رفعت تم آؤ۔"

"جی اچھا!"

اس نے شرما کر کہا... اور آگے بڑھی۔

"حد ہو گئی... لڑتے ہوئے شرما رہی ہو۔" مکھن جل گیا۔

"اس کا مطلب ہے... یہ اور موقعوں پر شرماتے ہیں۔"

فاروق مسکرایا۔

"تم چپ رہو۔" مکھن غرایا۔

"ج... جی اچھا۔" فاروق گھبرا گیا۔

"فاروق تمہاری نظر تو کمزور نہیں ہو گئی... اس وقت تم سے انکل نے نہیں... مکھن نے بات کی ہے۔"

"ہاں جانتا ہوں... لیکن تم نے اس کے غرانے کا انداز نہیں دیکھا..."

"اوہ اچھا... اب سمجھا... تم غرانے کے انداز سے ڈرے

ہو... خیر ڈر لو... ہمارا کیا جاتا ہے... چلو بھئی رفعت... چڑھ جاؤ سولی پر۔"

"س... سولی... کہاں ہے سولی... اور اس پر چڑھوں کیسے... یہاں تو کوئی سیڑھی بھی نہیں ہے۔" رفعت نے گھبرائے ہوئے انداز میں کہا۔

"یہ... یہ بچی بھلا کیا لڑے گی... شاید آپ لوگوں میں سے اس سے زیادہ بزدل کوئی نہیں ہو گا۔"

"آپ کا مطلب ہے... ہم سب بزدل ہیں۔"

"نہیں خیر... یہ تو میں نہیں کہہ سکتا۔" ہڑ بنگ گھبرایا...

اسی وقت اچانک رفعت اس کی طرف دوڑ پڑی...

"ارے ارے... یہ کیا۔" ہڑ بنگ ہنسا۔

رفعت نے اس کے نزدیک پہنچتے ہی اونچی چھلانگ لگائی... وہ ابھی ہنسنے میں مصروف تھا کہ اس نے اس کے لمبے بال دونوں ہاتھوں میں جکڑ لیے اور پیچھے کی طرف الٹ گئی...

اس کے ساتھ ہڑ بنگ الٹا... پھر اس سے پہلے کہ وہ کچھ کر سکتا... رفعت ایک پلٹنی اور کھا گئی... اس کے ساتھ ہی ہڑ بنگ کو بھی پلٹنی کھانا پڑ گئی... ان سب نے اس کے چہرے پر تکلیف کے آثار صاف دیکھے... انسپکٹر جمشید چلا اٹھے:

"بہت خوب رفعت، بہت شاندار رفعت۔"

"حد ہو گئی... اتنی سی دیر میں دو لقب لے اڑی۔"

عین اس لمحے ہڑ بنگ کا مکا اس کے کندھے پر لگا، اس کے منہ سے چیخ نکل گئی... وہ بری طرح تڑپی اور پھر ساکت ہو گئی۔

"ک... کیا... کیا رفعت۔" آصف آگے نہ کہہ سکا۔

انسپکٹر جمشید فوراً اس پر جھکے... پھر پر سکون آواز میں بولے:

"الحمد للہ زندہ ہے... فکر کی کوئی بات نہیں۔"

"بہت مشکل کام تھا میرے لیے۔" ہڑ بنگ کی آواز سنائی دی۔

"ک... کون سا کام۔" فاروق بولا۔

"اس بچی کو زندہ چھوڑنے کا... پھر بھی میں نے ہاتھ اوچھا را... ورنہ اس نے مجھے پوری طرح غصہ دلا دیا تھا۔"

"اور غالباً پہلا سپاہی ہے... جس نے آپ کے پاؤں اکھاڑے۔" پروفیسر داؤد ہنسے۔

"ہاں! یہ کہا جا سکتا ہے... لیکن اس سے کیا فرق پڑا ہے... کچھ بھی نہیں۔"

"نہیں مسٹر ہڑ بنگ اس سے بہت فرق پڑا ہے... یوں سمجھیں... آپ کی شکست کی بنیاد رفعت نے رکھ دی ہے۔"

"ایسی کوئی بات نہیں... بال میری کمزوری نہیں ہیں... جیسا کہ آپ لوگ سمجھ بیٹھے ہیں۔"

"تب پھر پلٹنا کھانے کی کیا ضرورت تھی۔" انسپکٹر کامران مرزا نے منہ بنایا۔

"فاروق اور آفتاب... ایک وقت میں دو۔" انسپکٹر جمشید نے کچھ سوچ کر کہا۔

"جی اچھا۔" دونوں نے ایک ساتھ کہا اور پر سکون انداز میں آگے آئے... لیکن مختلف سمتوں سے... اب فاروق ہڑ بنگ کے سامنے کھڑا تھا جب کہ آفتاب اس کی کمر پر تھا۔

"تو یہ دونوں بیک وقت حملہ کریں گے۔"

"ہاں! اور کیا۔"

"ایک میرے بال پکڑے گا... دوسرا سامنے سے وار کرے گا۔" اس نے طنزیہ انداز میں کہا۔

"ہاں! یہی بات ہے۔" انسپکٹر جمشید نے عجیب سے انداز میں کہا۔

"اور آپ کا خیال ہے... میں اس طرح ان سے شکست کھا جاؤں گا۔"

"یہ میرا اندازہ ہے... جو غلط بھی ہو سکتا ہے۔"

"چلو بھئی آؤ... پکڑ لو میرے بال سامنے سے بھی کر لو حملہ.. جس طرح چاہو۔"

آصف نے اس کے بال پکڑ لیے اور جھول گیا... فاروق نے

اس کی طرف دوڑ لگائی اور سر کی ٹکر سینے میں دے ماری... اس کے منہ
سے دل دوز چیخ نکل گئی... وہ اچھل کر پیچھے گرا... چند لمحے تڑپا اور
ساکت ہو گیا...

انہوں نے گھبرا کر ایک نظر اس پر ڈالی... ادھر ہڑ بنگ نے
سر کو جھٹکا مارا... آفتاب گویا ہوا میں اڑتا ہوا دیوار کی طرف آیا...
لیکن انسپکٹر کامران مرزا نے فوری طور پر چھلانگ لگا دی... اور اسے
دیوار سے ٹکرانے سے بچا لیا...

"آپ کی فوج کے دو سپاہی اور گئے..." ہڑ بنگ ہنسا۔

"یہ... یہ کیسے ہو سکتا ہے۔" انہوں نے پروفیسر داؤد کی
آواز سنی۔

"کیا کیسے ہو سکتا ہے۔"

"م... میرا مطلب ہے... رفعت کی باری میں ہڑ بنگ
کیوں الٹ گیا تھا۔"

"بس الٹنے کا شوق چرایا تھا... میں نے سوچا... چلو آج
لوگوں کو ذرا سی دیر کے لیے خوش کر دیا جائے۔"

"کوئی پروا نہیں... آصف آگے آؤ۔"

"جی ضرور... کیوں نہیں۔" آصف نے سنجیدہ لہجے میں
اور ایک ایک قدم اٹھاتا ہڑ بنگ کی طرف بڑھا...

ہڑ بنگ نے اس کے بڑھنے کے انداز کو دیکھا... ایک لمحے

کے لیے اس کے چہرے پر پریشانی کے آثار نمودار ہوئے... پھر غائب
ہو گئے... اس نے فوراً آصف پر چھلانگ لگائی... اس کا سر آصف
سے ٹکرایا اور آصف لڑھکنیاں کھاتا دیوار سے جا ٹکرایا...

"ایک اور گیا... اب کون آگے آئے گا۔"

"م... میں... پروفیسر داؤد... میں آگے جاؤں گا۔"
پروفیسر داؤد نے کہا۔

"یہ کیا... آپ اپنے آپ کو کہہ رہے ہیں... پروفیسر داؤد
میں آگے جاؤں گا۔"

"دراصل یہ کہنا چاہتے تھے... انسپکٹر جمشید! میں آگے جاؤں
گا۔" انسپکٹر کامران مرزا ہنسے۔

"غلط سمجھے کامران مرزا۔" وہ ہنسے۔

"کیا مطلب؟" انہوں نے چونک کر کہا۔

"میں یہ نہیں کہنا چاہتا تھا... بلکہ جو میں نے کہا ہے، وہی کہنا
چاہتا تھا۔"

"گویا آپ انسپکٹر جمشید کو کمانڈر نہیں سمجھتے۔" انسپکٹر کامران
مرزا نے حیران ہو کر کہا۔

"یہی بات ہے۔" وہ مسکرائے۔

"کیا کہا... پروفیسر صاحب۔"

"ابھی تم مجھے لڑنے کی اجازت دو گے نہیں... لہٰذا میں تمہیں

کمانڈ نہیں مانتا... اپنے طور پر لڑوں گا۔"

"آپ کا یہ خیال غلط ہے... میں آپ کو لڑنے کی اجازت دینے والا تھا... لیکن باقی تمام ساتھیوں کے بعد... اور آپ دیکھ رہے ہیں... ابھی شوکی، اشفاق اور آصف باقی ہیں۔"

"بس اب مجھ میں ہمت نہیں رہ گئی۔" پروفیسر بولے۔

"جی... کس بات کی ہمت۔"

"اپنے ساتھیوں کو گرتے ہوئے دیکھنے کی ہمت۔"

"گویا اب آپ خود گر جانا چاہتے ہیں۔" ہڑ بنگ ہنسا۔

"یہی سمجھ لو... مجھے اپنی شو مارنا نہیں آتا... میں تو بس کوشش کروں گا۔"

"آیئے آیئے کریں کوشش۔"

"آپ کو میری طرف سے اجازت ہے..."

"شکریہ جمشید۔" وہ مسکرائے۔

پھر انہوں نے ہاتھ میں پکڑی کوئی چیز فرش پر لڑھکا دی۔ شیشے کی ایک گولی تیزی سے لڑھکتی ہوئی ہڑ بنگ کی طرف بڑھی... اس نے چونک کر گولی کی طرف دیکھا... خود کو اس کی زد سے بچانے کے لیے وہ اچھلا... اسی وقت گولی پھٹی، اس میں سے ایک شعلہ نکلا... اور پھر ہڑ بنگ کے منہ سے چیخ نکل گئی... وہ اپنی آنکھوں پر ہاتھ رکھ کر بیٹھتا چلا گیا...

"جلدی کرو جمشید... انسپکٹر کامران مرزا۔" پروفیسر داؤد نے حیرت زدہ انداز میں کہا۔

انسپکٹر جمشید نے بالکل رفعت کے انداز میں اس کی طرف دوڑ لگا دی... پھر اس کے نزدیک پہنچ کر اچھلے اور اس کے بالوں کو مٹھیوں میں جکڑتے ہوئے دوسری طرف الٹ گئے.. ان کے الٹتے ہی ہڑ بنگ نے بھی پلٹنی کھائی... وہ ایک اور پلٹنی کھا گئے... ہڑ بنگ کو بھی پلٹنی کھانا پڑی... اتنے میں انسپکٹر کامران مرزا نے آگے بڑھ کر اس کی دونوں ٹانگیں پکڑ لیں...

"میں ایک پلٹنی اور کھانا چاہتا ہوں... لہٰذا میں ایسا کروں.. آپ ٹانگیں چھوڑ دیں... ادھر یہ بھی پلٹنی کھائے گا... آپ اس کے فوراً بعد ٹانگیں پکڑ لیں۔"

انسپکٹر کامران مرزا نے فوراً سر ہلا دیا، ساتھ ہی انہوں نے پلٹنی کھائی... ہڑ بنگ کا جسم ان کے ساتھ پلٹا... جونہی جسم سیدھا ہوا، انہوں نے ٹانگیں پکڑ لیں...

"ٹھیک ہے.. اب آپ اسے چھوڑ دیں... میں ان شاء اللہ سنبھال لوں گا۔"

"جج... جی... کیا دیکھ لیں گے۔" اشفاق نے بوکھلا کر کہا۔

"یہ کہ یہ کتنے پانی میں ہے... تم اور شوکی مل کر اپنے ساتھیوں کو کھینچ کھینچ کر دیوار کے ساتھ لگا دو... کہیں وہ لپیٹ میں نہ

آجائیں۔"

"ج... جی اچھا۔" اشفاق ہکلایا۔

پھر وہ اس کام میں لگ گئے... لیکن ان کی نظریں ان پر
جمی تھیں... ادھر انسپکٹر جمشید نے بالوں پر گرفت اور سخت کر دی
انہوں نے ہڑبنگ کا چہرہ سرخ ہوتے دیکھا... اچانک اس نے
سانپ کی طرح بل کھایا... اور اس کے دونوں ہاتھ انسپکٹر جمشید
گردن پر جم گئے۔

اس لمحے انسپکٹر جمشید کو یوں لگا، جیسے ان کا سانس سینے
اٹک رہا ہو... اور اگر انہوں نے اس کے ہاتھوں کو گردن پر سے نہ
تو سانس بالکل رک جائے گا... اور گردن اسی صورت میں چھ
جا سکتی تھی جب ان کے ہاتھ آزاد ہوتے، ہاتھوں سے انہوں نے
کے بال پکڑے ہوئے تھے... اور ادھر وہ بال چھوڑتے... ادھر وہ
اسی طرح طاقت ور ہو جاتا... پھر وہ اس کی زد سے بچ نہیں
تھے... لہٰذا انہوں نے پھنسی پھنسی آواز میں کہا:

"انسپکٹر کامران مرزا... میری گردن۔"

انسپکٹر کامران مرزا چند لمحے پہلے ہی صورت حال بھانپ
تھے... چنانچہ تیر کی طرح آگے بڑھے... اور پھر ان کے دونوں
اس کی کلائیوں پر جم گئے... انہوں نے کلائیوں پر پورا زور صرف
دیا، لیکن اس نے گردن نہ چھوڑی... اب انہوں نے اس کی بغل

پنڈلی کے ساتھ والی جگہ میں اپنی انگلیاں پوری قوت سے گھونپ دیں۔

پہلی بار انہوں نے ہڑبنگ کی چیخ کی آواز سنی... اور اس کے
ہاتھ گردن پر سے ہٹتے نظر آئے... جونہی ہاتھ ہٹے، انسپکٹر جمشید پلٹی
کھا گئے... اس کے بعد تو انہوں نے اوپر تلے کئی پلٹیاں کھائیں... ہر
بار ہڑبنگ کے ساتھ، ایسے میں اچانک اس کی ایک لات انسپکٹر جمشید کی
پنڈلی پر جا لگی... بس پھر کیا تھا، ان کے منہ سے ہولناک چیخ نکل گئی...
بالوں پر سے ان کے ہاتھ ہٹ گئے... وہ لڑکھڑائے اور پیچھے کی طرف
گرے... ایسے میں انسپکٹر کامران مرزا بھی تیزی سے اچھلے اور انہوں
نے دونوں مٹھیوں میں بال پکڑنے کی بھرپور کوشش کی... لیکن منہ کے
بل گرے... ہڑبنگ فوری طور پر پیچھے ہٹ گیا تھا اور ان کی کمر پر دایاں
پاؤں دے مارا... ان کے منہ سے دلدوز چیخ نکل گئی... وہ گرتے نظر
آئے... اب وہاں موت کا سناٹا چھا گیا... جو ہوش میں تھے، پھٹی پھٹی
آنکھوں سے دیکھنے لگے... ہڑبنگ نے ادھر ادھر نظریں دوڑائیں اور
فاتحانہ انداز میں بولا:

"بس یا کوئی اور ہے۔"

"دو کمزور سے بچے ہی باقی ہیں... انہیں معلوم نہیں تھا کہ سب
سے آخر میں ان کی باری آئے گی۔" شوکی کی آواز سنائی دی۔

"آؤ آؤ... تم لوگ بھی بے کار ہو جاؤ۔"

"جی ہاں! یہی سوچ رہے ہیں... اب کار آمد رہ کر ہم کیا

کریں گے بھی کیا۔"

یہ کہتے ہوئے شوکی آگے بڑھا، اور پھر اس نے ایک عجیب حرکت کی... دوسرے لمحے ہڑبنگ کے منہ سے ایک ہولناک چیخ نکل گئی۔

☆...☆...☆

یہ مرچیں

شوکی نے اس کی آنکھوں میں پسی ہوئی سرخ مرچیں جھونک دی تھیں، مرچوں کا سفوف وہ ایک چھوٹی سی ڈبیا میں ہمیشہ اپنے پاس رکھتا تھا، اس وقت اس نے اسی سفوف سے کام لیا تھا۔

"میں کم از کم تمہیں زندہ نہیں چھوڑوں گا۔" ہڑبنگ دھاڑا۔

"ارے باپ رے... یہ... یہ انصافی ہے۔" شوکی گھبرا گیا۔

"کیا کہا... ناانصافی۔"

"ہاں! جان سے مارنا ہے تو سب کو ماریں... صرف مجھے کیوں۔"

"یہ سب وہ کام نہیں کر سکے... جو تم کر گزرے... کم بخت میری آنکھوں کا بیڑا غرق کر دیا۔"

"کک... کیا واقعی؟" شوکی نے بے یقینی کے عالم میں کہا۔

"ہاں! لیکن میں تم سے اس حالت میں بھی نبٹ سکتا ہوں۔"

ان الفاظ کے ساتھ ہی وہ تیر کی طرح شوکی کی طرف آیا۔

"نہیں نہیں۔" شوکی مارے خوف کے چلایا اور اس نے بھی

اپنی جگہ سے چھلانگ لگا دی...

شاید ان مرچوں کی وجہ سے ہڑ بنگ بالکل درست چھلانگ نہ لگا سکا... یا پھر شوکی نے وقت سے ایک لمحہ پہلے اپنی جگہ سے چھلانگ لگا دی... لہٰذا نتیجہ یہ ہوا کہ شوکی بال بال بچا، ہڑ بنگ دیوار سے ٹکرایا... اس بار اس کے منہ سے کوئی چیخ نہ نکل سکی... یہ دیکھ کر ان لوگوں کی حیرت کا کوئی ٹھکانہ نہ رہا جو ہوش میں تھے۔

"مسٹر... کیا آپ کو چوٹ نہیں لگی۔"

"نہیں... لیکن یہ مرچیں۔" وہ مارے تکلیف کے بولا۔

"آپ لیٹ جائیں... ہم آپ کی آنکھوں کو دھو دیتے ہیں۔" اشفاق نے ڈرے ڈرے انداز میں کہا۔

"پاگل ہوئے ہو... دشمن کی آنکھوں کو دھوؤ گے..." فرزانہ دھاڑی... وہ ہوش میں آ چکی تھی۔

"ہاں! اس لیے کہ دشمن سے بھی اچھا سلوک کرنا چاہیے... کیا خبر یہ ہمارے اچھے سلوک سے اس لڑائی کو ترک کر دیں... اور ہم سے صلح کر لیں... آدھی کیپسٹس یہ لے لیں... آدھی ہمیں دے دیں، اس طرح بھی تو ہمارا کام چل جائے گا۔" اشفاق نے جلدی جلدی کہا۔

"بالکل بالکل۔" ہڑ بنگ جلدی سے بولا۔

"تت... تو پھر آپ لیٹ جائیں... میں پانی لاتا ہوں۔"

"دماغ تو نہیں چل گیا۔" آصف چیخا۔

"ہاں چل گیا ہے... بے چارے ہڑ بنگ بہت تکلیف میں ہیں... ہم انہیں راحت پہنچائیں گے تو یہ ضرور ہمارا احسان مانیں گے، آپ لوگ دیکھ لیجیے گا۔"

"ارے احمق... یہ لوگ سانپ ہیں سانپ... یہ کم از کم مسلمانوں کے دوست نہیں ہو سکتے۔"

"کیا خبر یہ ہمارے حسن سلوک سے متاثر ہو کر مسلمان ہو جائیں۔"

"بالکل بالکل... بس آپ میری آنکھوں میں پانی ڈال دیں... میں آپ کا پکا دوست اور مسلمان ہونے کو بھی تیار۔" ہڑ بنگ نے جلدی سے کہا۔

"خبردار اشفاق... یہ غلطی نہ کرنا... مارے جاؤ گے... آنکھیں درست ہوتے ہی یہ سب سے پہلے تم پر وار کرے گا۔" فرحت نے چیخ کر کہا... شاید باری باری سب ہوش میں آ چلے تھے۔

"کوئی پروا نہیں۔"

"شوکی... اس پاگل کو سمجھاؤ۔"

"ہاں اشفاق... سمجھ جاؤ... یہ سب غلط نہیں کہہ رہے..." شوکی نے گویا اس سے درخواست کی۔

"نہیں سمجھوں گا... آپ لوگ دیکھتے نہیں... بے چارے مسٹر ہڑ بنگ کا کتنا برا حال ہے... آنکھوں سے مسلسل بارش ہو رہی

ہے۔"

"حد ہو گئی... اب ہڑ بنگ کو مسٹر ہڑ بنگ بنا دیا۔" فاروق کی جھلائی ہوئی آواز سنائی دی۔

"تت... تو آپ آگے آ جائیں... اور دھو دیں ان کی آنکھیں۔" اشفاق گڑبڑا گیا۔

"ہمارے دماغ نہیں چل گئے۔" آصف چیخا۔

"میں لیٹ گیا... پانی لے آئیں... جلدی... انہیں کہنے دیں..." ہڑ بنگ نے جلدی سے کہا۔

"شوکی... شوکی تمہیں کیا ہو گیا ہے... تم اسے روک کیوں نہیں رہے۔"

"اشفاق رک جاؤ ورنہ۔"

"ورنہ آپ کیا کر لیں گے۔" اشفاق نے آنکھیں نکالیں۔

"میں... میں بہت کچھ نہیں کروں گا... صبر کروں گا... اس لیے کہ لڑائی بھڑائی میری لائن کی چیز نہیں ہے... میں تو ہمیشہ لڑے بھڑے بغیر ہی کام نکال لیتا ہوں۔"

"بس تو پھر... مجھے اپنا کام کرنے دیں... میں صلح کا یہ موقع ہاتھ سے نہیں جانے دوں گا... میں پانی لا رہا ہوں مسٹر ہڑ بنگ۔"

اشفاق یہ کہہ کر باتھ روم کی طرف دوڑا۔

"کیا کہا... مسٹر ہڑ بنگ۔" ہڑ بنگ چلا اٹھا۔

"معاف کیجئے گا..." اشفاق وہیں سے پکارا۔

"اچھا اچھا... معاف کیا... آپ بہت اچھے ہیں... ان سب سے اچھے ترین... سب تو فضول ترین ہیں۔"

"کیا کہا... آپ میرے ساتھیوں کو فضول ترین کہہ رہے ہیں..." اشفاق گرجا۔

"سس... سوری... میں بھول گیا تھا۔" ہڑ بنگ نے بوکھلا کر کہا۔

"کیا بھول گئے تھے۔"

"یہ کہ آپ میرے لیے پانی لا رہے ہیں۔"

"اچھا بس... اب آپ چپ رہیں... یہ لیں... لے آیا میں پانی..."

"یہ... یہ کیا۔" ایسے میں روڈی کی حیرت زدہ آواز ابھری۔

"کیا ہوا مسٹر روڈی۔" ہڑ بنگ نے چونک کر کہا۔

"کچھ نہیں... یہ لڑکا پانی ایک گلاس میں لایا ہے... جب کہ میرے خیال میں زیادہ پانی کی ضرورت پڑے گی۔" روڈی کی آواز لہرائی۔

"میں اور لے آؤں گا... وہاں کوئی کام کا برتن اس وقت نہیں ہے۔"

"اچھا اچھا... آپ یہ گلاس تو انڈیل دیں۔" وہ بے چین

ہو کر بولا۔

"یہ لیں... کھولیں آنکھ... مگر آپ سے کہاں کھلے گی... مجھے ہی آنکھ کھولنا ہو گی..."

پھر دو ہاتھوں سے ہڑ بنگ کی دونوں آنکھیں بے وقت کھول دیں... تکلیف کے عالم میں وہ یہ بھی نہ پوچھ سکا کہ اشفاق نے دونوں ہاتھوں سے آنکھیں کھول دی ہیں تو وہ پانی کس طرح ڈالے گا...

اور پھر ہال میں ہڑ بنگ کی دل دوز چیخ گونجی... وہ بری طرح تڑپا... اس سے پہلے اشفاق اور شوکی اس سے کافی دور جا چکے تھے ورنہ اس کے تڑپنے کے چکر میں وہ بھی اس کی لپیٹ میں آ جاتے...

"یہ ہائے ظالم... یہ تم نے میری آنکھوں میں کیا ڈال دیا۔"

ہڑ بنگ کی دھاڑ نے پورے ہال کو ہلا کر رکھ دیا۔

"پہلے مرچیں... اب تیزاب۔" اشفاق کی آواز سنائی دی۔

"کیا کہا... تیزاب۔"

"ہاں! مسٹر ہڑ بنگ سڑ بنگ... آپ ہمیشہ کے لیے اندھے ہو چکے ہیں۔"

"نن... نہیں۔" اس کی چیخ بہت بلند تھی۔

"میں اور کر بھی کیا سکتا تھا..." اشفاق نے مسمسی صورت بنائی۔

"جیو اشفاق... بہت شاندار رہے... مزا آ گیا۔"

"خبیث لڑکے! اب میں تمہیں نہیں چھوڑوں گا... میں اس حالت میں بھی تم سب کا کچومر نکال سکتا ہوں... لیکن... لیکن..." اس کے منہ سے مارے حیرت کے نکلا۔

"یہ دو عدد لیکن لیکن کس سلسلے میں منہ سے نکالے آپ نے۔"

"مسٹر روڈی... آپ کو کیا ہو گیا... آپ نے مجھے خبردار کیوں نہیں کیا... کہ یہ پانی نہیں تیزاب ڈالنے جا رہے ہیں... ظاہر ہے... یہ گلاس میں تو تیزاب لائے نہیں ہوں گے... ڈراپر میں ہو گا۔"

"ہاں! اس میں شک نہیں... یہ ڈراپر میں تیزاب لایا تھا۔" روڈی کی آواز سنائی دی۔

"اور پھر بھی آپ نے مجھے خبردار نہیں کیا۔"

"میں نے چیخ کر کہا تو تھا ارے یہ کیا..."

"آپ نے آگے بھی کہا تھا... یہ کہ یہ پانی ایک گلاس میں لایا ہے... جب کہ زیادہ پانی کی ضرورت پڑے گی۔" ہڑ بنگ نے منہ بنایا۔

"یہ میں نے نہیں کہا تھا... میں جملہ وہیں تک کہہ سکا تھا... پھر بس اس لمحے انسپکٹر جمشید نے میرے منہ پر ہاتھ جما دیا تھا... اور دوسرے ہاتھ سے اس نے میری گردن دبوچ لی تھی... بعد والے الفاظ انسپکٹر جمشید کے منہ سے نکلے تھے... میں اب تک حیران ہوں... میری

آواز کی اس قدر زبردست نقل اس نے کیسے کر لی۔"

"بس ہوتے رہیں آپ حیران... حیران ہونے کے لیے اب ساری عمر پڑی ہے... یہ لوگ یہ بازی جیت چکے ہیں... جس کے بارے میں ہمارا خیال تھا کہ کسی صورت یہ بازی نہیں جیت سکیں گے۔"

"لیکن مسٹر ہٹر بنگ... تم اس حالت میں بھی ان سے لڑ سکتے ہو۔"

"لیکن میں اب لڑ کر کیا کروں گا... میں اندھا ہو گیا ہوں... اب جینے کا کیا مزا رہا۔"

"کسی مسلمان کی آنکھیں نکلوا کر لگوا دوں گا۔"

"ارے ہاں... واقعی... تب تو میں ان سے لڑوں گا۔"

جواب میں روڈی کی آواز سنائی نہ دی...

"آپ نے جواب میں کچھ نہیں کہا مسٹر روڈی۔" ہٹر بنگ کی آواز لہرائی۔

لیکن روڈی اب بھی کچھ نہ بول سکا... بولتا بھی کیسے... اس وقت تک یہ گفتگو انسپکٹر جمشید کرتے رہے تھے... روڈی کو تو انہوں نے پہلے ہی بے ہوش کر دیا تھا... عمارت کا عملہ پہلے ہی خان رحمان اور منور علی خان کے ذریعے لمبا لیٹ چکا تھا... اب صرف ہال میں ایک ہٹر بنگ کھڑا تھا اور انسپکٹر جمشید نے اپنے ساتھیوں کو اشارے میں کہہ دیا تھا کہ کوئی نہ بولے... اس لیے کہ وہ آواز پر حملہ کرے گا... اس

ساتھ ہی انہوں نے منور علی خان کو اشارہ کیا۔

انہوں نے فوراً اپنا آنکڑا نکال لیا... اور اس کو گھمانا شروع کیا... ہال میں سائیں سائیں کی آواز گونجنے لگی...

"یہ... یہ کیسی آواز ہے... مسٹر روڈی... آپ بولتے کیوں نہیں... ان لوگوں کو کیا ہو گیا ہے... یہ بات کیوں نہیں کر رہے.. اوہ اب سمجھا... یہ اس لیے نہیں بول رہے کہ میں آواز کی سمت وار کروں گا... یہ واقعی بہت چالاک لوگ ہیں... ہم نے ان کی چالاکی کا غلط اندازہ لگایا تھا... ہمیں یہاں آنے کے بعد انہیں کوئی مہلت نہیں دینا چاہیے تھی... کیوں مسٹر روڈی... آخر آپ کو کیا ہو گیا ہے... اوہ ہاں... تو آپ اس وقت انسپکٹر جمشید کے قبضے میں ہیں... خیر آپ فکر نہ کریں... بس یہ وعدہ یاد رکھیں کہ میری آنکھیں لگوا دیں گے... اب دیکھیے گا... میں اندھا ہو جانے کے باوجود کس طرح انہیں پیس کر رکھ دیتا ہوں۔"

ان الفاظ کے ساتھ ہی اس نے ایک سمت میں چھلانگ لگائی اور دیوار سے ٹکرایا...

اسی وقت منور علی خان کا آنکڑا پوری قوت سے اس کے سر پر لگا...

☆...☆...☆

کردو ذبح

انہوں نے ہڑ بنگ کا سر پھٹتے دیکھا، ساتھ ہی روڈی کی
آنکھوں میں خوف پھیل گیا... ہڑ بنگ کے منہ سے چیخ نکلی اور اس کے
منہ سے حیرت زدہ آواز۔

"نن نہیں... نہیں... یہ نہیں ہو سکتا۔"

اسی وقت ہڑ بنگ دھڑام سے گرا...

"کک... کیا نہیں ہو سکتا جناب! ہم سمجھے نہیں۔" فاروق کی
آواز لہرائی۔

"یہ... یہ نہیں ہو سکتا، میں ضرور خواب دیکھ رہا ہوں، یہ صاحب
ہڑ بنگ تو پوری فوج پر بھاری ہے... میں نے آج تک اسے کبھی
شکست کھاتے نہیں دیکھا۔"

"آج تک نہیں... آج سے پہلے... آج تو آپ دیکھ رہے
ہیں، یہ صاحب لیٹے لیٹے لمبے لمبے سانس لے رہے ہیں... آپ
نہیں رہے۔" آفتاب کی شوخ آواز ابھری۔

"دیکھ تو خیر میں رہا ہوں۔" خان رحمان کی آواز ابھری۔

"حد ہو گئی... ہم آپ کے دیکھنے کی نہیں، مسٹر روڈی کے
دیکھنے کی بات کر رہے ہیں۔"

"یہ بے چارے اب کیا دیکھیں گے... ہم انہیں دکھائیں
گے۔"

"کک... کیا۔" وہ سب ایک ساتھ بولے۔

"کیسٹس۔" خان رحمان مسکرائے۔

"یہ کیسٹس تو پہلے ہی ان کی دیکھی بھالی ہیں... یہ تو اب ہم
دیکھیں گے۔" منور علی خان ہنسے۔

"تو کیا ہوا... ہمیں دیکھتے ہوئے کیا یہ نہیں دیکھیں گے۔"
آصف بولا۔

"توبہ ہے تم سے... بال کی کھال اتارنے لگتے ہو... اس
وقت ضرورت ہے... مسٹر ہڑ بنگ کو مسٹر سڑ بنگ بنانے کی... کیا خبر
یہ صاحب پھر اٹھ بیٹھیں... منور علی خان تم اسے حرکت کرنے کے قابل
نہ رہنے دو۔"

"بہت اچھا۔"

یہ کہہ کر وہ بلا جھجکے اس کے نزدیک چلے گئے... اس لیے کہ
اب اس کے سر سے خون مسلسل بہہ رہا تھا اور کم از کم اس حالت میں وہ
ان کے لیے خطرناک ثابت نہیں ہو سکتا تھا... انہوں نے پہلے اس کی
نبض دیکھی... پھر دل کی رفتار دیکھی... سر کے زخم کا معائنہ کیا... آخر

بولے:

"ایک ضرب کی اور ضرورت ہے... لیکن پھر یہ ہما
ساتھ کیسٹس نہیں دیکھ سکیں گے۔"

"کوئی پروا نہیں... ایسے خطرناک شخص کو زندہ چھوڑ
طرح مناسب نہیں... ہر وقت دھڑکا لگا رہے گا کہ نہ جانے کیا کر بی
جب کہ مسٹر روڈی سے ہمیں یہ خطرہ نہیں... یہ ہاتھ پیر ہلانے کے
نہیں ہیں... یہ تو بس دماغی ہاتھ پیر چلانے کے ماہر ہیں۔"

"اس میں بھی یہ ہڑبنگ سے شکست کھا گئے... اس کی
اصل ہیرو ہڑبنگ ہے... کیسٹس چرانے کا منصوبہ اسی نے بنایا تھا
گولڈی کو تو اس نے بعد میں ساتھ ملایا تھا... اور رقم ملنے پر یہ گولڈ
بھی نہ چھوڑتا..."

"لیکن اس کے بغیر مزا نہیں آئے گا۔" شوکی بول اٹھا۔

"کیا مطلب؟"

"جب ہم کیسٹس دیکھ رہے ہوں گے... اس وقت ان
چہروں پر ناکامی کے جو آثار ہوں گے، ہم ان کو دیکھنا چاہتے ہیں۔"

"بالکل یہی ہم کہنے والے تھے۔"

"اچھی بات ہے... تب پھر... کوئی ایسی ترکیب کی
کہ یہ لڑنے بھڑنے کے قابل نہ رہے... اس غرض کے لیے رسی با
سے باندھنا حماقت ہوگی۔"

"اس کی ضرورت نہیں... سر سے خون بہہ رہا ہے کافی مقدار
میں خون بہہ جانے کے بعد اس میں اس حد تک کمزوری ہو جائے گی کہ
یہ حرکت بھی مشکل سے کر سکے گا... لہٰذا ہم ابھی اس کے سر پر پٹی نہیں
باندھیں گے... خون کی کافی مقدار نکل جانے دیں گے۔" منور علی
خان نے جلدی جلدی کہا۔

"میرے خیال میں یہ ترکیب بہترین رہے گی۔" انسپکٹر
کامران مرزا نے فوراً کہا۔ انسپکٹر جمشید نے بھی سر ہلا دیا۔

"اور مسٹر روڈی اور دوسروں کا کیا کریں... یعنی مسٹر سانتا،
وائٹ... اور ان کے ساتھیوں کا۔"

"میرے خیال میں ہڑبنگ کا انجام دیکھ کر ان میں مقابلہ
کرنے کی خواہش ختم ہو گئی ہوگی... تاہم اگر یہ مقابلہ کرنا چاہتے ہیں تو
ہم تیار ہیں۔"

روڈی نے جلدی سے ان کی طرف دیکھا... لیکن ان کے سر
لٹکے ہوئے تھے۔

"گویا تم مقابلہ نہیں کرو گے۔" روڈی نے نفرت زدہ انداز
میں کہا۔

"جی نہیں... ہم نے ان کے لڑنے کا انداز دیکھا ہے...
مسٹر ہڑبنگ کے لڑنے کا انداز بھی دیکھا ہے... اس جتنی مہارت تو خود
ان میں بھی نہیں... لیکن اس کے باوجود انہوں نے مسٹر ہڑبنگ کو چت

کر دیا ہے... ہم تو مسٹر ہڑ بنگ کے پاسنگ بھی نہیں... ہمیں تو ا
چھوٹے سے چھوٹا سپاہی شکست دے سکتا ہے... ہم ان کا مقابلہ
کریں گے۔"

"افسوس! میں کتنے بزدل لوگوں کو ساتھ لے کر آیا۔" ر
کے لہجے میں بلا کی حسرت تھی۔

"آئندہ سوچ سمجھ کر ساتھ لائیے گا۔" آفتاب نے م
دیا۔

روڈی اسے گھور کر رہ گیا، پھر بولا:

"اچھی بات ہے... اب جو ہوگا دیکھا جائے گا... ویسے
اب بھی پیش کش کرتا ہوں۔"

"اور وہ کیا؟"

"یہ کہ آپ ان کیسٹس کو دیکھے بغیر میرے حوالے کر دیں
اپنے ملک کے لیے ایک بڑی رقم لے لیں۔"

"کتنی بڑی۔" انسپکٹر جمشید مسکرائے۔

"تین کھرب ڈالر تو میں ہڑ بنگ کو دینے کے لیے تیار
تھا... آپ کو اس سے زیادہ دے سکتا ہوں... وہ رقم آپ کے
کے کام آئے گی... آپ اپنے ملک کے تمام قرضے اتار سکیں گے ا
کا ملک خوش حال ہو جائے گا... کیوں مسٹر صدر۔" یہ کہتے ہو
خاص طور پر صدر کی طرف مڑا... کیونکہ اس نے محسوس کر لیا تھا، و

کی بات سے متاثر ہو رہے تھے۔

"اوہ... اوہ... آخر کتنی بڑی رقم..." صدر پکار اٹھے۔

"تین کھرب سے آگے... چار کھرب... پانچ کھرب...
یک دس کھرب۔"

"نن نہیں... دو... دس... دس کھرب..." صدر صاحب
لڑکھڑا گئے... ان کے چہرے پر زلزلے کے آثار نمودار ہو گئے... پھر
وہ دھڑام سے گرے اور بے ہوش ہو گئے...

"ارے ارے... یہ انہیں کیا ہوا۔" روڈی چلا اٹھا۔

"خوشی برداشت نہیں ہو سکی... حالانکہ انہیں وہ رقم ملی نہیں
اور نہ ابھی ہم نے لینے کا فیصلہ کیا ہے۔" انسپکٹر جمشید نے برا سا منہ بنایا۔

پھر صدر صاحب کو ہلایا جلایا گیا... جونہی انہوں نے آنکھیں
کھولیں، پکار اٹھے:

"جمشید... ضرور سودا کر لو... بھاڑ میں گئیں کیسٹس... ہم کیا
کریں گے انہیں دیکھ کر... ہوگا ان میں کچھ... بس تم رقم لے لو...
کیسٹس انہیں دے دو۔"

انسپکٹر جمشید نے ان کی بات کا کوئی جواب نہ دیا... ان کی
نظریں اپنے ساتھیوں کی طرف اٹھ گئیں... ان کے چہروں کو دیکھ کر وہ
مسکرا دیے... پھر بولے:

"میں نے اپنے ساتھیوں سے مشورہ کیا ہے سر۔"

"کیا کہا... مشورہ کیا ہے... کب کیا ہے... ابھی ابھی
میں نے یہ بات کہی ہے۔" صدر صاحب کے لہجے میں حیرت تھی۔
"آنکھوں ہی آنکھوں میں مشورہ ہونے میں کوئی دیر نہیں
لگتی... ادھر میں نے ان کی طرف دیکھا... ادھر مشورہ ہو گیا...
آپ جانتے ہی ہیں... مشورہ کرنے میں برکت ہے... سو ان کا فیصلہ
یہ ہے کہ ہم یہ سودا نہیں کریں گے۔"
"کیا.. کیا کہا تم نے جمشید.. پھر سے کہنا۔" صدر چلائے۔
"میں نے کہا ہے سر... ان لوگوں کا فیصلہ یہ ہے کہ یہ کیسٹس
انہیں نہیں دی جائیں گی۔"
"کیا... ان لوگوں نے میرا حکم نہیں سنا... میں جو اس ملک کا
صدر ہوں۔"
"بے شک سنا ہے... آپ اس ملک کے واقعی صدر ہیں
اور ہم ادنیٰ ماتحت... لیکن ان حالات میں ہم کیسٹس کو دیکھے بغیر نہیں رہ
سکتے... مسلمان قوم کو یہ کیسٹس دکھائے بغیر نہیں رہ سکتے ہیں...
انہیں خود بھی دیکھیں گے اور پھر قوم بھی دیکھے گی.. پھر آپ دیکھیے گا
کیا ہوتا ہے۔"
"کیا ہوتا ہے... میں کچھ نہیں جانتا... میں صرف یہ جانتا
ہوں... اگر تم میرا حکم ماننے سے انکار کرو گے تو پھر تمہیں اسی وقت
ملازمت سے نکال باہر کروں گا... تم ہو کیا... ایک انسپکٹر... میرے

مقابلے میں تمہاری حیثیت مچھر کے پر کے برابر بھی نہیں ہے... میں
تمہیں ملازمت سے الگ کر رہا ہوں... نکل جاؤ یہاں سے۔"
"آئیے... چلیں۔" انسپکٹر جمشید بولے۔
"کیا کہا... آئیے چلیں۔"
"ہاں! ہم اس ملازمت میں نہیں رہ گئے... اگر اب بھی ہم
اپنی مرضی چلائیں گے تو یہ ہمیں گرفتار کرا دیں گے۔"
"بالکل! میں یہی کروں گا۔"
"بالکل ٹھیک... اب ہمیں یہاں سے نکل جانا چاہیے۔"
انسپکٹر کامران مرزا نے انسپکٹر جمشید کی تائید کی۔
اور پھر وہ سب منہ لٹکائے وہاں سے نکل کر باہر آ گئے...
"یہ... یہ آپ نے کیا کیا۔"
"اس کے سوا اور ہم کیا کر سکتے تھے۔"
"لیکن اب کیا ہوگا... یہ لوگ تو کیسٹس لے جائیں گے۔"
آصف بولا۔
"ایسا تو خیر نہیں ہوگا... مسٹر روڈی اتنا بے وقوف نہیں
ہے۔" انسپکٹر جمشید مسکرائے۔
"کک... کیا مطلب۔"
"تیل دیکھو... تیل کی دھار دیکھو... ذرا صبر کرو... انتظار
کرو۔" انہوں نے جلدی جلدی کہا۔

"جی بہت بہتر... کیا ہم ابھی یہیں ٹھہریں گے۔"

"ہاں! بالکل۔"

پھر تین منٹ بعد انسپکٹر جمشید نے فاروق سے کہا:

"فاروق... تمہیں عمارت کے اندر پہنچنا ہے... جلدی کرو۔"

"جی اچھا۔"

دو منٹ بعد ایک دروازہ کھل گیا... سب خاموشی سے اندر داخل ہو گئے اور اس ہال کی طرف بڑھے... جس میں تھوڑی دیر پہلے سب ساتھ اندر موجود تھے... انہوں نے صدر صاحب کی خوف زدہ آواز سنی۔

"نن... نہیں... نہیں۔"

ساتھ ہی روڈی کی آواز ابھری:

"کرو ذبح صدر کے بچے کو۔"

"نہ... نہ ایسا کریں۔" انسپکٹر جمشید نے دروازے کو ایک زوردار ٹھوکر رسید کرتے ہوئے کہا۔

روڈی اور اس کے ساتھی بری طرح اچھلے... روڈی کا ایک ماتحت خنجر صدر کی گردن پر تان چکا تھا۔

"خبردار..." انسپکٹر کامران مرزا غرائے۔

"تو آپ لوگ پھر آ گئے... اس کا مطلب ہے... مجھے پ

ہی پروگرام پر عمل کرنا پڑے گا... رہنے دو بھئی... صدر کو ذبح نہ کرو۔"

"او کے..." اس کا ماتحت مایوسانہ انداز میں منہ بنا کر پیچھے ہٹ گیا۔

"تو آپ کا کوئی پروگرام بھی ہے۔"

"ہاں! ہم یہاں ایسے تو نہیں آ گئے... پہلے آپ اپنے صدر سے پوچھ لیں... اب یہ کیا کہتے ہیں۔"

وہ صدر کی طرف گھوم گئے۔ ان کے چہرے پر اب تک دہشت کے آثار تھے... وہ لمبے لمبے سانس لے رہے تھے۔ انہوں نے کچھ دیر تک انتظار کیا تا کہ وہ اپنا سانس بحال کر لیں... آخر کار انسپکٹر جمشید نے کہا:

"اب پہلے تو آپ بتائیں... آپ کیا کہتے ہیں۔"

"یہ حالات، واقعات عجیب و غریب ہیں... میری عقل دنگ ہے، ان حالات میں میں کیا کہوں... بہر حال چونکہ یہ مسئلہ صرف تم لوگوں کا مسئلہ نہیں ہے... یہ پورے ملک کا مسئلہ ہے... اس لیے"

"معاف کیجئے گا صدر انکل۔" ایسے میں محمود بول اٹھا۔

"کیا بات ہے بیٹے۔" صدر نے حیران ہو کر اس کی طرف دیکھا۔

"یہ مسئلہ پورے ملک کا نہیں، پوری دنیا کا ہے، پہلے تو یہ مسئلہ پورے عالم اسلام کا ہے، پھر یہ مسئلہ پورے عالم کفر کا ہے... اور خاص

طور پر مسئلہ بیگال کا ہے اور جب یہ مسئلہ بیگال کا ہے تو انشارجہ کا خود بخود
ہو گیا... کیا میں نے غلط کہا۔" یہ کہتے ہوئے اس نے اپنے والد کی
طرف دیکھا۔

"نہیں... بالکل درست بات کہی... لہٰذا صدر صاحب کو ان
حالات پر غور کر کے فیصلہ کرنا ہے کہ اب ہم کیا کریں۔"

"میں بہت زیادہ الجھن محسوس کر رہا ہوں، یہاں میرا کوئی
مشیر بھی نہیں ہے، کیا میں اپنے ایک دو مشیر نہ یہاں بلا لوں۔"

"اس طرح الجھن اور بڑھ جائے گی... پہلی بات تو آپ یہ
نوٹ فرما لیں کہ اب ہم کیمنس کو دیکھے بغیر نہیں رہ سکتے... دنیا ادھر کی
ادھر ہو جائے... یہ تو نہیں ہو گا اب... مسٹر ہڑ بنگ کو تو مسٹر روڈی تین
کھرب ڈالر دینے کے لیے تیار ہو گئے تھے... ہمیں تو یہ تیس کھرب
دیں... تب بھی ہم نہیں مانیں گے... کیوں دوستو۔"

"بالکل..." وہ ایک ساتھ بولے۔

"صاحب صدر! آپ کو ابھی معلوم نہیں... آپ کی حکومت
قائم نہیں رہے گی... میں انشارجہ کو ایک اشارہ کروں گا... وہ آپ کے
ملک میں فوری طور پر ہل چل مچا کر رکھ دے گا... ایسی سازش کے بیج
بوئے گا کہ آپ غائب ہو جائیں گے... اس کا تجربہ آپ کو اچھی طرح
ہے... آپ سے پہلے صدر کو جب ہم نے اڑانا چاہا تو پہلے آپ سے
معاملات طے کیے تھے... جب آپ نے صدارت کی کرسی سنبھالنے کی

حامی بھری تھی تو یک دم سیاسی حالات سابقہ صدر کے خلاف ہو گئے تھے
یا نہیں... جب کہ اس سے پہلے وہ ملک کے مقبول ترین صدر تھے... پھر
اچانک کیا ہو گیا تھا... سب لوگ ان کے خلاف بدظن کیوں ہو گئے
تھے... اس طرح ہو گئے تھے کہ یک دم ان کی زندگی کے تمام پہلو ہم
نے عوام کے سامنے پیش کر دیے تھے... تو آپ کی زندگی کے تمام پہلو
بھی ہمارے پاس تصاویر کی صورت میں موجود ہیں... ان کو عوام کو
دکھانے کی دیر ہے... پھر آپ کے اڑ جانے میں ذرا بھی دیر نہیں لگے
گی۔"

"نہیں... نہیں..." صدر صاحب چلائے۔

"آپ کو کیا ہوا صاحب صدر... حوصلہ رکھیں... یہ ان کی
گیدڑ بھبکیاں ہیں۔" شوکی نے دل ہی دل میں مسکرا کر کہا۔

"نہیں... یہ ان کی گیدڑ بھبکیاں نہیں ہیں۔" صدر چلائے۔

"کیا کہا... تو کیا آپ کے خلاف ان کے پاس مواد موجود
ہے۔"

"ہو گا... تبھی مسٹر روڈی نے دعویٰ کیا ہے نا۔"

"لیکن وہ کس قسم کا میٹر ہے... جس کے سامنے آنے پر آپ
صدر نہیں رہ سکیں گے۔"

"سابقہ صدر کے خلاف بھی جو کچھ سامنے آیا... وہ بالکل جعلی
تھا... لیکن یہ لوگ اس طرح تیار کرواتے ہیں کہ کوئی اس کو نقل ثابت

نہیں کرسکتا... میرے خلاف بھی ان کے پاس ایسی نقلی چیزیں ضرور ہوں گی۔"

"تب بھی... آپ کو صدارت کا لالچ تو ہونا ہی نہیں چاہیے، آپ کو تو ان سے یہ کہنا چاہیے تھا... مجھے صدارت کی کوئی پروا نہیں۔"

"بات یہی ہے... لیکن آپ لوگ ذرا غور کریں... بات صرف صدارت کے چھن جانے کی نہیں ہے... آدمی اس حد تک رسوا ہو جاتا ہے کہ معاشرے میں کسی انسان کے سامنے سے گزر بھی نہیں سکتا... آپ اس پر غور کریں۔"

"ایک منٹ... مسٹر روڈی... آپ نے جو کچھ صدر صاحب کے خلاف جمع کر رکھا ہے... کیا وہ اصلی ہے... حقیقت ہے۔"

"نہیں... سراسر جھوٹ ہے... لیکن آپ لوگ اس جھوٹ کو ثابت نہیں کرسکتے۔" روڈی نے پرغرور انداز میں کہا۔

"کیا کہا آپ نے... وہ سب کا سب جعلی ہے جو آپ نے صدر کے خلاف تیار کر رکھا ہے۔"

"ہاں! لیکن آپ کی قوم اس کو ہرگز جعلی نہیں مانے گی... ہم جو بات آپ کی قوم سے منوانا چاہتے ہیں... وہ فوراً منوا لیتے ہیں... ہمارے پاس ایسے ہتھکنڈے موجود ہیں۔"

"اس کا مطلب ہے... سابقہ صدر بھی بالکل بے گناہ تھے۔"

"ہاں! بالکل... ان پر جو الزامات لگائے گئے... ان میں سے کوئی ایک بھی درست نہیں تھا... لیکن دیکھ لیں... وہ صدر گمنامی کے گڑھے میں جا گرے ہیں... کوئی دو کوڑی کا انسان تک ان سے بات کرنے کو تیار نہیں۔"

"اور صاحب صدر آپ نے یہ سب جانتے بوجھتے صدارت کا عہدہ قبول کرلیا... یعنی آپ کو بتا دیا گیا تھا کہ صدر کے خلاف تمام الزامات فرضی ہیں، لیکن ہمارا پروگرام اب انہیں اور برداشت کرنے کا نہیں ہے... اس لیے ہم انہیں ہٹا رہے ہیں اور آپ کو اوپر لا رہے ہیں' ان سب باتوں کے باوجود آپ نے صدارت قبول کرلی۔" انسپکٹر جمشید کے لہجے میں تلخی آگئی۔

"جی نہیں... یہ بات ہرگز نہیں ہے... مجھے وہ تمام ثبوت جب دکھائے گئے تو یہی بتایا گیا تھا کہ یہ سابقہ صدر کے کرتوت ہیں اور سو فیصد درست ہیں... میں نے سوچا... جب صدر صاحب ایسے گندے کردار کے مالک ہیں تو انہیں ملک کا صدر رہنے کا کوئی حق نہیں... لہٰذا میں نے ان کی تجویز مان لی تھی... یہ بات تو مسٹر روڈی سے اب معلوم ہوئی کہ وہ تمام ثبوت جھوٹے تھے۔" انہوں نے جلدی جلدی کہا۔

"آپ کیا کہتے ہیں مسٹر روڈی۔"

"بات یہی ہے... لیکن اب اس کا کوئی فائدہ نہیں... ہم

نے ان کے خلاف بھی ایسے ہی جھوٹے ثبوت تیار کروا رکھے ہیں تاکہ
جونہی یہ آنکھیں پھیریں... ہم ان کا کانٹا نکال دیں... اور مسٹر انسپکٹر
جمشید... تم کچھ نہیں کر سکتے... تم نہیں جانتے... تم اپنے ملک میں کس
قدر بے بس ہو... تمہارے ملک کے صدر کس قدر بے بس ہیں....
جب میں یہاں کے لیے روانہ ہوا تھا... تو یہاں انشارجہ کے سفارت
خانے کو پوری طرح چوکنا کر دیا گیا تھا... اس وقت یہ عمارت انشارجہ
کے خفیہ آدمیوں کے گھیرے میں ہے... پورا انشارجہ اس وقت حرکت
میں ہے، اور مجھے یہاں سے بحفاظت نکال لے جانے کے لیے میدان
میں آ چکا ہے... آپ پر اب مقدمہ چلے گا... آپ نے میرے ایک
عزیز ساتھی بزجنگ کو اس حد تک زخمی کر دیا ہے کہ شاید وہ زندہ نہ بچ
سکے... آپ نے مجھے یہاں قید میں رکھا... میرے باقی ساتھیوں کو قید
میں رکھا... آپ پر مقدمہ چلے گا... ''یہ کہتے ہوئے اس نے بلند آواز
میں کہا:

''آ جائیں بھئی... اب دیر کیوں لگا رہے ہیں۔''

فوراً ہی دروازہ کھلا... اور سپریم کورٹ کے ایک جج مجسٹریٹ
سمیت اور دوسرے بہت سے لوگوں کے ساتھ اندر داخل ہوئے... ان
کے ساتھ ملک کے نائب صدر بھی تھے، ان کے چہرے پر مسکراہٹ تھی
فاتحانہ مسکراہٹ...

''صدر صاحب مجھے افسوس ہے...''

''افسوس... کیسا افسوس۔''

''آپ اس ملک کے صدر نہیں رہے، آپ پر سنگین الزامات
ہیں... نائب صدر ہونے کی حیثیت سے میں صدر کا چارج سنبھال چکا
ہوں۔''

''یہ کیسے ہو سکتا ہے۔''

''میں بتاتا ہوں...'' یہ کہتے ہوئے انشارجہ کا سفیر آگے
آ گیا۔

''اوہ... آپ بھی آئے ہیں۔''

''ابھی تو باہر نہ جانے کون کون موجود ہیں... آپ کے ملک
کے ذمے دار لوگوں کو یہاں جمع کرلائے ہیں، اس سارے پروگرام کی
فلم بن رہی ہے... بلکہ ساتھ ساتھ ٹی وی پر دیکھا جا رہا ہے۔''

''کیا مطلب...'' انسپکٹر جمشید وغیرہ مسکرائے۔

''مسٹر انسپکٹر جمشید... آپ مار کھا گئے... آپ ہمیں دھوکا
دینا چاہتے تھے... لیکن خود زندگی کا سب سے بڑا دھوکا کھا گئے...
جب آپ نے بار بار یہ کہنا شروع کیا کہ کیپسٹن ہمارے ملک میں ہیں..
یہ فوراً حرکت میں آ گئے... انہوں نے تمام حالات انشارجہ اور بیگال
کو بتا دیے... سمندر سے ہی اس جہاز کی نگرانی شروع ہو گئی... وہاں
سے لے کر یہاں تک نگرانی کا ایک جال بچھا دیا گیا... یہاں ہونے
والی گفتگو کا ایک ایک لفظ سنا گیا ہے... پھر یہ کیسے ممکن ہے کہ باہر

ہمارے ساتھی موجود نہ ہوں۔"

اس لمحے انسپکٹر جمشید کو اپنا دل ڈوبتا محسوس ہوا... انہیں یوں
لگا جیسے وہ بازی ہار چکے ہوں... پھر بھی انہوں نے خود پر قابو پا
ہوئے کہا:

"لیکن آپ لوگوں سے ایک غلطی ہو چکی ہے۔"

"اور وہ کیا۔"

"اس بات چیت کے دوران میں نے مسٹر روڈی کے
سے دو بار یہ نکلوایا ہے کہ انہوں نے سابقہ صدر کے خلاف تمام ثبوت
جعلی تیار کروائے تھے... یہی کچھ موجودہ صدر کے ساتھ کیا گیا...
دوسری طرف آپ لوگوں کا بیان ہے کہ ٹی وی پر بھی یہ پروگرام پوری
قوم دیکھ رہی ہے۔"

"اس میں شک نہیں۔" سفیر مسکرایا۔

"تو کیا پوری قوم اور پوری دنیا یہ نہیں دیکھ رہی ہوگی
ہمارے صدر کے خلاف تمام ثبوت جھوٹے تراشے گئے تھے۔"

"نہیں... یہاں ہونے والی گفتگو پہلے ہی ہے... پھر وہ آگے
پیش ہو رہی ہے... آپ جب لوگوں میں جائیں گے تو آپ کو معلوم
ہو جائے گا یہ جملے عوام تک کس صورت میں پہنچے ہیں... جو لوگ اس
قدر جھوٹے ثبوت بالکل سچے انداز میں پیش کر سکتے ہیں... کیا وہ
سچے جملوں کو جھوٹ میں تبدیل نہیں کر سکتے۔"

"لیکن ساتھ ساتھ کیسے ممکن ہے۔"

"ایڈیٹنگ اسی کا تو نام ہے... پہلے یہ پروگرام درمیان
میں ایک جگہ دیکھا جا رہا ہے... کہاں دیکھا جا رہا ہے... میں اس
مقام کا نام نہیں بتا سکتا... جانتا ہی نہیں... تو بتاؤں کیسے... وہاں سے
جملے درست کر کے پروگرام آگے بھیجا جا رہا ہے... لیکن یہ بات کون
جان سکتا ہے... کہ ان تک جو پروگرام پہنچ رہا ہے... وہ الف سے
لے کر 'ی' تک غلط ہے... کیا سمجھے۔"

"یہ باتیں حلق سے نہیں اتر رہیں۔"

"اتنے لوگوں کو یہاں دیکھ کر بھی نہیں اتر رہیں۔"

"ہاں مسٹر نہیں اتر رہیں۔"

"تب پھر مسٹر انسپکٹر جمشید... آپ ایسا کریں کہ اپنا آخری
حربہ آزما لیں۔" روڈی نے کہا۔

"آخری حربہ۔" فاروق نے کہا۔

"ہاں! آپ اپنا آخری حربہ آزما لیں... اپنی خفیہ فورس کو
بلا لیں... وہ بھی باہر تیار کھڑی ہے... اگر اس کے چہرے پر ہوائیاں
اڑتی نظر آ جائیں تو آپ ہار گئے اور اگر ان کے چہروں پر سکون نظر
آئے تو ہم ہار گئے... بلا لیں... ہم جانتے ہیں فورس باہر تیار کھڑی
ہے۔"

"آپ کی معلومات پر حیرت ہو رہی ہے... مسٹر ہڑبنگ

کے سامنے تو آپ بھیگی بلی نظر آرہے تھے..."

"آپ لوگوں کو خوش کر رہا تھا... ورنہ ہڑ بنگ جیسے تو میرے آگے پانی بھرتے ہیں... اسے جو آپ نے سزا دی... وہ بھی میری مرضی سے دی... میں نہ چاہتا تو آپ اسے زخمی بھی نہ کر سکتے... میرے یہ آدمی بہت پہلے یہاں آسکتے تھے... یہ اس وقت سے یہاں موجود ہیں، جب آپ ہمیں لے کر یہاں پہنچے تھے۔"

"تو کیا آپ کو اس عمارت کا پتا تھا۔"

"نہیں... اس حد تک تو خیر ہڑ بنگ ہی کامیاب تھا... کیسٹس اور اس عمارت کو اس نے ہوا نہیں لگنے دی... دراصل یہ گھر کا بھیدی ہے... جب گھر کا بھیدی غداری کرے تو اس وقت بہت نقصان دہ ہوتا ہے... سو ہم اس نقصان کی زد میں آگئے تھے... لیکن اب مسٹر ہڑ بنگ کا کانٹا نکل گیا ہے... ہم براہ راست بات کریں گے... بلکہ اب کیا بات کریں گے... اب تو بات ختم ہو گئی... ان لوگوں کو گرفتار کرلیا جائے۔"

"اور آپ ہمیں کس خوشی میں گرفتار کر رہے ہیں۔"

"اب ٹی وی پر پروگرام نہیں دکھایا جا رہا... لہٰذا آپ کو گرفتار کرنے میں کوئی حرج نہیں۔"

"اوکے... جو کرنا ہے، کرلیں... پہلے میں اپنی فورس کے ایک فرد کو اندر بلانا چاہتا ہوں۔"

"ضرور بلالیں... اس سے حالات پوچھ لیں... تاکہ آپ کو اندازہ ہو جائے۔"

انہوں نے گھڑی کے ذریعے ہدایات دیں... پہلی بار روڈی کوان کی گھڑی کا احساس ہوا... وہ بولا:

"ان کے ہاتھ سے یہ گھڑی اتار لی جائے۔"

"اوکے سر۔" انشارجہ کی فورس کا ایک کارکن فوراً آگے بڑھا۔

عین اس لمحے فورس کا ایک کارکن اندر داخل ہوا... اس کے چہرے پر نظر پڑتے ہی وہ جان گئے کہ یہ بازی مکمل طور پر ہار چکے ہیں۔

☆...☆...☆

اس سے پہلے...

انسپکٹر جمشید کی نظریں اس پر جم گئیں۔

"سر! مجھے افسوس ہے... ہم کچھ نہیں کر سکتے... باہر انشارجہ کی پوری ایک فوج موجود ہے، لیکن یہ بات ہم جانتے ہیں، ورنہ وہ عام لباس میں ہے اور مقامی لوگوں پر ہی مشتمل ہے، لیکن ان کے پاس ایسے آلات اور ہتھیار ہیں جن کے بارے میں ہم بہت اچھی طرح جانتے ہیں... وہ ہمیں چند سیکنڈ میں ڈھیر کر سکتے ہیں... اب اگر آپ چاہتے ہیں... ہم ان سے ٹکرا جائیں تو ہم یہ ضرور کریں گے... لیکن نتیجہ صفر ہوگا... مطلب یہ ہم سب مارے جائیں گے... آپ کو ان کے قبضے سے چھڑا نہیں سکیں گے، اب جو حکم آپ دیں گے... ہم کریں گے۔"

"اگر تم لوگ جانا چاہو تو کیا یہ تمہیں جانے دیں گے۔"

"ہاں! اس پر انہیں کوئی اعتراض نہیں۔"

"اور ہماری حکومت... کیا وہ اس سٹیج پر کچھ کرنے کے لیے تیار نہیں۔"

"پہلی بات تو یہ سر کہ اگر فوج ہماری مدد کو آ جائے، تو بھی وہ

کچھ نہیں کر سکے گی... ان آلات کے ساتھ ان کی بھی ایک نہیں چلے گی... دوسری بات، نائب صدر اس وقت انشارجہ کے احکامات کی مکمل طور پر تعمیل کر رہے ہیں، ان سے کہہ دیا گیا ہے... ملک کے آئندہ صدر بہر حال وہ ہوں گے، اگر انہوں نے ان کے احکامات مانے۔"

"ہوں ٹھیک ہے... تم لوگ واپس چلے جاؤ۔"

"ہم... مجھے بہت افسوس ہے سر... جاتے ہوئے حد درجے رنج محسوس کریں گے ہم... اس سے یہ کہیں بہتر تھا، ہم لڑ کر مر جاتے.. لیکن اس کا دور دور تک کوئی فائدہ نہیں۔" اس نے جذباتی آواز میں کہا۔

"ٹھیک ہے... مجھے تم سے کوئی گلہ نہیں، زندہ رہے تو پھر ملیں گے۔"

"اسی بات کا تو امکان نظر نہیں آ رہا۔"

"کس بات کا۔"

"اس بات کا یہ کہ آپ لوگ زندہ واپس آ سکیں گے... ہمیں ہمارے انشارجہ میں موجود ایک ساتھی نے بتایا ہے... روڈی دنیا کی خوفناک ترین چیز کا نام ہے... پورا انشارجہ، بیگال... برطانیہ اور نہ جانے کتنے ملک اس کے اشاروں پر ناچتے ہیں... اور آپ لوگوں کے خلاف جال بچھانے میں کئی حکومتیں پورا زور لگائے ہوئے ہیں... آپ اس عمارت سے اگر زندہ سلامت نکلنا چاہیں تو وہ آپ کو ایسا نہیں کرنے

دیں گے... ہاں آپ ان کے سامنے ضرور زندہ حالت میں جائیں گے
ہیں... مسٹر روڈی آپ کو اپنے ساتھ زندہ لے جانے کے خواہش مند
ہیں... ورنہ آپ ایسا بھی نہ کر سکتے۔"

"لیکن یہ معلومات تم تک کس نے پہنچائیں۔"

"باہر یہ کارروائی ڈھکی چھپی نہیں... یہ باتیں تو اب عام
لوگوں کو بھی معلوم ہو چکی ہیں... غیر ملکی ٹی وی یہ خبریں نشر کر رہے
ہیں..."

"اوہ اوہ۔" وہ دھک سے رہ گئے۔

"اور کیا قوم کو یہ بھی بتا دیا گیا ہے کہ نائب صدر اس وقت کیا
کر رہے ہیں، کس کے احکامات مان رہے ہیں۔"

"نہیں... یہ ایک پہلے چھپا دیا گیا ہے... اس کا علاقہ بس
انشارجہ میں موجود ایجنٹوں کے ذریعے ہوا ہے... عوام کو تو بس یہ معلوم
ہے کہ اگر اس وقت انشارجہ کی بات نہ مانی گئی... تو وہ پورے ملک کو تباہ
کر دے گا... اس کے کروز میزائل سرحد پر بالکل تیار کھڑے دکھائے
گئے ہیں۔"

"کہاں کھڑے دکھائے گئے ہیں۔"

"شارجستان کی سرحد پر... اس وقت شارجستان کی سرحد
گویا انشارجہ کی سرحد ہے... وہ اس سرحد سے ہمارے خلاف کچھ بھی
کارروائی کر سکتا ہے۔"

"اور... اور یہ سب کچھ صرف اس لیے ہوگا کہ ہم وہ کیسٹس
نہ دیکھ سکیں۔"

"ہاں سر... اب کیسٹس کی بات بھی لوگوں کو معلوم ہو چکی
ہے... ویسے لوگ ان کیسٹس کے بارے میں سسپنس میں مبتلا ہو گئے
ہیں اور انہیں دیکھنا چاہتے ہیں۔"

"پروگرام تو اپنا بھی یہی تھا۔" انسپکٹر جمشید نے آہ بھری۔

"اب آپ بہت معلومات حاصل کر چکے... لہٰذا اسے جانے
دیں۔"

انسپکٹر جمشید نے اسے جانے کا اشارہ کیا، تاہم وہ بولے:

"میرے دوست ہم سے گلے مل لو... معلوم نہیں ہم پھر ایک
دوسرے کو دیکھ سکیں گے یا نہیں۔"

"کیا مجھے اجازت ہے۔" فورس کے کارکن نے روڈی کی
طرف دیکھا۔

"سمجھدار ہو... مجھ سے اجازت لے رہے ہو... خیر... تم
بھی کیا یاد کرو گے... مل لو... اور یہ یقین کر کے ملو... کہ آخری بار مل
رہے ہو۔"

"جی نہیں۔"

"اس بات کو لکھ لو... میں انسپکٹر جمشید اور اس کے تمام
ساتھیوں کو اب زندہ واپس نہیں جانے دوں گا... لیکن اس سے

پہلے۔"

"اس سے پہلے کیا؟"

"اس سے پہلے میں انہیں یہ تمام کیمسٹس ضرور دکھاؤں گا۔"

"کیا... کیا واقعی۔" وہ سب چلا اٹھے۔

"ہاں! میں تمہاری یہ آخری خواہش ضرور پوری کروں گا... خفیہ فورس کے کارکن... تم گلے ملنے کے بعد ایک کام اور کرو گے۔"

"وہ کیا؟"

"اپنے باس کی کلائی پر سے یہ گھڑی اتار کر ساتھ لے جاؤ... وقت دیکھنے کے کام آئے گی۔"

اس نے سوالیہ انداز میں انسپکٹر جمشید کی طرف دیکھا، انہوں نے مسکرا کر سر ہلا دیا... جیسے کہہ رہے ہوں...

"اتار لو بھئی... اتار لو۔"

"سر! آپ ان حالات میں بھی مسکرا سکتے ہیں۔" کارکن نے بھرائی ہوئی آواز میں کہا۔

"ہاں! یہی تو زندگی ہے۔"

"اچھا سر... میں چلا۔"

یہ کہتے ہوئے اس نے گھڑی اتار لی... دروازے کی طرف بڑھا... وہ سب ایک ساتھ بولے:

"اللہ حافظ۔"

وہ ان کی طرف مڑا اور بولا:

"اللہ حافظ۔"

اس کے جانے کے بعد دروازہ اندر سے بند کر دیا گیا...

"اب ہم یہاں سے واپسی کا رخ کریں گے... ملک کو اب اس صدر کی ضرورت نہیں... لہٰذا اسے شوٹ کر دیا جائے۔"

"نہیں نہیں۔" وہ لوگ چلائے۔

"کمال ہے... تم اس شخص کو بھی زندہ دیکھنا چاہتے ہو... جس نے اپنے ملک سے بھی وفاداری نہیں نبھائی... جب اس سے کہا گیا کہ ملک کے اگلے صدر تم ہو گے... اگر تم نے انشارجہ کے احکامات تسلیم کی... تو اس نے فوراً کہا تھا... میں ہر طرح تیار ہوں... کیا یہ ملک سے غداری نہیں ہے۔"

"اگر انہوں نے ایسا کیا تھا تو یہ واقعی ملک سے غداری ہے... ہم ان پر مقدمہ چلوائیں گے... عدالت انہیں جو سزا دے... وہ یہ بھگتیں گے... لیکن ہم نہیں چاہتے... ہمارے ملک کے صدر کو... آپ سزا دیں۔" انسپکٹر جمشید نے سرد آواز میں کہا۔

"لیکن آپ کو اس سے کیا فرق پڑ جائے گا... آپ کو اس سے ہمدردی کیوں ہے۔"

"بات ہمدردی کی نہیں... اصول کی ہے... اگر یہ ملک کے مجرم ہیں تو انہیں سزا بھی ملک کا قانون دے گا۔"

"اگر آپ یہی چاہتے ہیں تو ٹھیک ہے... یہ بھی آپ کے
ساتھ رہیں گے... جو انجام آپ کا ہوگا... وہی ان کا ہوگا۔"

"یہ ٹھیک رہے گا۔" انسپکٹر جمشید مسکرائے۔

صدر کے چہرے کا خوف کچھ کم ہو گیا... انہوں نے فوراً کہا:

"لیکن میں نے غداری نہیں کی تھی... مجھے سابقہ صدر کے
خلاف ایسی ایسی باتیں دکھائی گئی تھیں... ثبوت سمیت کہ خدا کی پناہ...
اس وقت میں نے محسوس کیا تھا کہ اگر ایسا بدکردار آدمی ملک کا صدر رہا
تو ملک کا بیڑا غرق ہو کر رہے گا... اس لیے میں نے یہ بات منظور کی
تھی... یہ تو اب معلوم ہوا کہ وہ سب ثبوت جھوٹے تھے۔"

"اور سابقہ صدر کہاں ہیں... آپ جانتے ہیں۔"

کامران مرزا نے برا سا منہ بنایا۔

"جیل میں۔"

"ہاں! وہ تین سال سے جیل میں سڑ رہے ہیں... ایک غدار
کی حیثیت سے اور ظاہر ہے، انہیں پھانسی کی سزا دی جائے گی... تاکہ
لوگ اپنے ملک نہ پہنچ سکے۔"

"ہاں! یہ تو ہے۔" صدر نے کانپ کر کہا۔

"جب ان لوگوں نے صدر کے خلاف وہ ثبوت پیش کیے... آپ کے سامنے رکھے
تھے... تو آپ کو چاہیے تھا کہ یہ مسئلہ پوری کابینہ کے سامنے رکھتے
آپ نے تو بس صدر بننے کی خوشی میں انشارجہ کی بات مان لی...

آپ بھی مجرم ہیں۔"

"میں اس حد تک اپنے جرم کا اقرار کرتا ہوں۔"

"بس تو پھر... اب آپ ملک کے صدر تو رہ نہیں سکیں گے..
ہاں عدالت اگر آپ کو معاف کر دے تو ملک میں ایک شہری کی حیثیت
سے رہ لیجئے گا۔"

"اوہو! انسپکٹر جمشید کیا باتیں کر رہے ہیں... کہاں کے
خواب دیکھ رہے ہیں... آپ لوگ اب واپس نہیں آ سکیں گے... یہ
روڈی کا اعلان ہے... جسے اس وقت کئی حکومتیں بیک وقت سن رہی
ہیں اور اس کا مطلب ہے... وہ بھی پابند ہیں اس بات کی... کہ آپ
لوگوں کو زندہ حالت میں اب اس ملک میں نہیں آنے دیا جائے گا۔"

"پکا اور سچا مسلمان... ایک عقیدہ رکھتا ہے اور وہ یہ کہ پوری
دنیا کے انسان مل کر اگر کسی کو کوئی نقصان پہنچانا چاہیں تو نہیں پہنچا سکتے
اور فائدہ پہنچانا چاہیں تو نہیں پہنچا سکتے جب تک کہ اللہ نہ چاہے۔"

"خیر... دیکھیں گے۔" روڈی ہنسا۔

"اب چلنے کی تیاری کی جائے... ہم اسی راستے سے واپس
جائیں گے... اگرچہ ہم عام راستے سے اعلانیہ بھی جا سکتے ہیں... لیکن
میں یہی مناسب سمجھتا ہوں کہ خفیہ راستے سے ہی جائیں گے... اور تمام
[illegible] بھی بحری جہاز پر ساتھ لے کر جائیں گے... سات ملکوں کی
بحری فوج ہماری حفاظت کرے گی... ہر قسم کے حملہ کا مقابلہ کرنے کے

لیے تیار رہے گی۔"

وہ یہ الفاظ سن کر سکتے میں آ گئے... انہوں نے سوچا بھی نہ
تھا... کہ اپنے ملک میں آ کر وہ اس حد تک بے بس ہو سکتے ہیں
اپنے خیال میں تو وہ یہاں مکمل طور پر کامیاب ہو کر آئے تھے...
اس لمحے وہ عمارت سے خفیہ راستے کی طرف بڑھے تو ان کی آنکھ
میں آنسو آ گئے... اس خیال سے کہ شاید اب وہ اپنے وطن نہ آ
گے...

ان کو واپسی کا سفر بھی اسی طرح محسوس ہوا جس طرح وہ
تھے... روڈی نے ہوائی سفر سے انکار کر دیا تھا، لہٰذا وہ اسی طرح
سے واپس بیگال تک پہنچے... فوج اور پولیس نے فوراً ان کے گ
ڈال دیا...

"انہیں مہمان خانے میں پہنچا دیا جائے... کچھ دن
آرام کرنے دیا جائے... ہم بھی ذرا سفر کی تھکان اتار لیں...
کے ساتھ پروگرام شروع کیا جائے گا... اور دیکھو... یہ معزز
ہیں... ان کے ساتھ کوئی برا سلوک نہ ہو۔"

"یس سر... آپ کے حکم کی تعمیل ہو گی۔"

انہیں ایک قلعہ نما عمارت میں لایا گیا... اس عمارت
وہ سکتے میں آ گئے... دیواریں خون آلود تھیں، انسانی جسموں
کی بو وہاں پھیلی ہوئی تھی۔ چھتوں میں جگہ جگہ ک لگے ہوئے

ان کنڈوں سے لوہے کی زنجیریں اور عجیب و غریب اوزار لٹکے ہوئے
تھے...

"یہ تک... کیسا مہمان خانہ ہے بھئی۔"

"مسٹر روڈی کا پسندیدہ مہمان خانہ..." ان کے ساتھ آنے
والوں میں سے ایک نے کہا۔

"آپ لوگوں کا پروگرام کیا ہے۔"

"تین دن تک آپ لوگوں کی مہمان نوازی کی جائے گی...
تین دن بعد مسٹر روڈی کے سامنے پیش کیا جائے گا، اس کے بعد وہ
جانیں، آپ جانیں! ہمارا کام تو بس اتنا کہ ہم آپ کو اس قابل نہ
چھوڑیں کہ آپ اپنے پیروں پر کھڑے رہ سکیں... جب آپ ان کے
سامنے جائیں تو کھڑے ہوئے نہ ہوں... فرش پر گرے ہوئے
ہوں۔" اس نے کہا۔

"اس سے انہیں کیا فائدہ ہو گا۔"

"وہ آپ کو وہ تمام گیسٹس دکھانا چاہتے ہیں، لیکن اس حالت
میں کہ آپ کچھ کرنے کے قابل نہ ہوں... بس آپ ان گیسٹس کو دیکھ کر
پیچ و تاب کھائیں، بل کھائیں اور بل کھا کھا کر سسک سسک کر راکھ بن کر
رہ جائیں... کچھ نہ کر سکیں... یہی ہے آپ کا انجام... ان گیسٹس کو
دیکھنے کے لیے بہت بے چین تھے نا آپ... آپ کو ایک ایک دکھائی
جائے گی..."

"ولل... لیکن۔" شوکی کے منہ سے نکلا۔

"کیا بات ہے۔" انچارج ان کی طرف مڑا۔

"اتنا عرصہ تک مسٹر روڈی ہمارے ساتھ کس طرح بیٹھ سکیں گے بھلا۔"

"انہیں ساتھ بیٹھنے کی ضرورت نہیں، وہ وقتاً فوقتاً آپ کو دیکھتے رہیں گے اور لطف اندوز ہوتے رہیں گے۔"

"اور جب گیسٹس ختم ہو جائیں گی۔"

"یہ وہ جانیں کہ اس وقت وہ آپ کے ساتھ کیا سلوک کرتے ہیں... بہر حال اب دیکھ لیں پوری دنیا کو معلوم ہے کہ ان کی قید میں ہیں... اس کے باوجود کوئی آپ کے لیے کچھ نہیں کر سکتا... یہاں تک کہ آپ کی خفیہ فورس تک کچھ نہیں کر سکتی۔"

"ہمیں معلوم نہیں تھا کہ ہم ان حالات میں گھر جائیں گے۔ ویسے مسٹر ہڑ بنگ کا کیا حال ہے۔"

"بہت برا... اگر آپ لوگ دیکھنا چاہیں تو دکھا سکتا ہوں، وہ بھی اس عمارت میں موجود ہے۔"

"نہیں... بس! ہم کیا کریں گے دیکھ کر۔" انسپکٹر جمشید نے جلدی سے کہا۔

"واقعی... آپ کا تو اب اپنا وہی حال ہونے والا ہے۔"

ان کے چاروں طرف اس وقت عجیب و غریب پستول والے

چاق و چوبند فوجی موجود تھے... ویسے بھی شاید وہ گیس پستول تھے، ان سے نشانہ لینے کی ضرورت تو ہوتی نہیں اور نہ وہ ادھر ادھر اچھل کود کر ان کی گیس سے خود کو بچا سکتے تھے... لہٰذا وہ پوری طرح بے بس تھے۔ پھر بھی ان کے دماغ تیزی سے کام کر رہے تھے... ایک مسئلہ گیسٹس کا تھا، ان کو دیکھنے کا انہیں موقع مل رہا تھا... لیکن کس حالت میں... ادھ موئی حالت میں... اور ادھ موا ہوتا بھی کوئی آسان بات تو تھی نہیں... لیکن اس سلسلے میں بھی وہ کیا کر سکتے تھے بھلا۔

اور پھر انہیں زنجیروں میں جکڑ دیا گیا، اس کے بعد ان کی مرمت شروع ہو گئی... کچھ عجیب و غریب آلات سے ان کے جسموں پر ضربات لگائی گئیں۔ یہ عمل نہ جانے کب تک جاری رہا، پھر وہ ایک ایک کر کے بے ہوش ہو گئے... ہوش میں آئے تو پھر ظلم شروع ہو گیا... وہ پھر بے ہوش ہو گئے... درمیان میں انہیں پانی تک نہ دیا گیا... بھوک پیاس اور شدید ضربات نے انہیں دن میں تارے دکھا دیے... انہیں اپنی ٹانگوں سے واقعی جان نکلتی محسوس ہو رہی تھی... سب سے برا حال پروفیسر داؤد کا تھا، یہ محسوس کر کے انسپکٹر جمشید بولے:

"ہمیں افسوس ہے پروفیسر صاحب... لیکن آپ فکر نہ کریں، ہم کم از کم آپ کا ان سے انتقام ضرور لیں گے۔"

"ہاہاہا۔" انچارج کا قہقہہ گونج اٹھا۔

"کس بات پر ہنس رہے ہو بھئی۔"

"تم لوگ ہم سے انتقام لو گے... اتنی طاقت ہی کہاں رہ جائے گی تم میں۔"

"جب طاقت آ جائے گی... اس وقت لے لیں گے... آپ پریشان نہ ہوں۔" فاروق نے منہ بنایا۔

"واہ! یہ تو ابھی تک باتیں کرنے کے قابل ہیں۔"

"تو کیا آپ کے خیال میں ہم بات چیت کرنے کے قابل بھی نہیں رہ جائیں گے... پہلے تو آپ نے کہا تھا کہ اپنے پیروں پر کھڑے نہیں ہو سکیں گے ہم۔"

"اس کے ساتھ ساتھ آپ بول بھی نہیں سکیں گے۔"

"اچھی بات ہے... دیکھا جائے گا... ہم نے بھی آپ سے انتقام نہ لیا تو بات نہیں۔"

"لیکن ہمارا اس میں کیا قصور... ہمیں تو جو حکم ملتا ہے... وہ کرتے ہیں۔"

"جن کا قصور ہے... ہم انہیں بھی نہیں چھوڑیں گے۔"

"ہاہاہا..." وہ سب ہنسنے لگے۔

"کیا آپ کو ہماری بات پر یقین نہیں آتا۔"

"نہیں... اس سے بڑھ کر پاگل پن اور کیا ہو سکتا ہے بھلا... اس حالت میں کہہ رہے ہیں کہ مسٹر روڈی سے انتقام لیں گے۔"

"ہم آپ کو یقین دلا سکتے ہیں۔" انسپکٹر کامران مرزا بول

اٹھے۔

"کیا مطلب۔"

"آپ نزدیک آ کر میری بات سن لیں۔"

"ہاں ضرور کیوں نہیں... یہ لیں آ گیا نزدیک..." اس نے پھر ہنس کر کہا۔

انسپکٹر کامران مرزا اس وقت الٹے لٹکے ہوئے تھے... ان کے دونوں ہاتھ فرش سے لگے ہوئے تھے... جونہی وہ نزدیک آیا... ان کے دونوں ہاتھ حرکت میں آ گئے اور پھر اس کے منہ سے ایک چیخ نکل گئی۔

☆...☆...☆

عملی مظاہرہ

انہوں نے اس کی دونوں ٹانگیں پنڈلیوں پر سے پکڑ کر اپنی
طرف گھسیٹ لیں، نتیجہ یہ کہ وہ پشت کے بل فرش پر گرا اور اس کے منہ
سے چیخ نکل گئی... ساتھ ہی انہوں نے اسے اپنی طرف گھسیٹا اور اس کی
گردن دبوچ لی... ہلکا سا جھٹکا ڈالتے ہوئے وہ بولے:

"اب بتاؤ! ہم ان حالات میں بھی انتقام لے سکتے ہیں یا
نہیں۔"

اس کی آنکھوں میں خوف دوڑ گیا، اس سے پہلے کہ وہ کچھ کہہ
سکتا، انہوں نے گردن پر دباؤ اور بڑھا دیا۔

"لل... لے سکتے ہیں... بالکل لے سکتے ہیں۔" اس کے
منہ سے پھنسی پھنسی آواز نکلی۔

"بہت خوب! یہ لو... تمہیں چھوڑ دیا... اب اس دن تم سے
پوچھیں گے... جس دن تم سے واقعی انتقام لیں گے، یہ تو انتقام کی ایک
جھلک تھی..."

"کک... کیا... کیا انکل۔" فاروق کے منہ سے بے

مشکل سے نکلا... شاید ایک ایک لفظ اس کو منہ سے نکالنا مشکل محسوس
ہو رہا تھا۔

"میں نے کہا ہے... یہ تو انتقام کی ایک جھلک ہے۔"

"یہ... یہ تو... کسی ناول کا نام۔" فاروق بس اتنا کہہ سکا..
پھر اس کا جسم ڈھیلا پڑ گیا... شاید وہ مکمل طور پر بے ہوش ہو چکا تھا۔

"ہوش میں آؤ فاروق، میں تمہیں شاباش دینا چاہتا ہوں۔"
انسپکٹر کامران مرزا گرجے۔

فاروق نے چونک کر آنکھیں کھول دیں اور کمزور آواز میں
بولا:

"آپ... آپ نے مجھ سے کچھ کہا۔"

"ہاں! میں تمہیں شاباش دیتا ہوں... تم ان حالات میں بھی
یہ کہہ رہے ہو... یہ تو کسی ناول کا نام ہو سکتا ہے... خوب... بہت
خوب۔"

"شش... شش... شش۔" اس کے منہ سے مشکل سے یہ
نکل سکا۔

"حد ہو گئی... بے چارے شکریے کے تین ٹکڑے کر دیے...
وہ بھی نامکمل۔" آفتاب نے برا سا منہ بنا کر مشکل سے کہا اور آخر
کامیاب ہو گیا۔

"واہ بھئی واہ۔" اس بار انسپکٹر جمشید نے تعریف کی۔

اِدھر انچارج دور کھڑا اپنی گردن مسل رہا تھا، پھر اس نے غرا
کر کہا:

"ان کی وہ حالت بناؤ کہ کیا کسی کی بنائی ہوگی۔"

"لیکن ایک خیال رہے... ہمیں زندہ حالت میں روڈی
کے سامنے پیش کرنا ہے۔" انسپکٹر کامران مرزا مسکرائے۔

"ضرور پیش کروں گا، شروع ہو جاؤ... میں نے کیا کہا
ہے۔" وہ چیخا۔

اس کے ساتھی اپنے اوزار اور آلات لے کر آگے بڑھے:

"ایک اور خیال رہے۔" ایسے میں محمود کی آواز سنائی دی۔

"اور وہ کیا۔"

"ہم پر اتنا ظلم کرنا، جتنا خود سہہ سکو۔"

"تم اس پوزیشن میں نہیں آسکو گے... یہ میرا دعویٰ ہے...
زندگی بھر اپنے پیروں پر کھڑے نہیں رہ سکو گے۔" وہ گرجا۔

اور پھر اس کے ماتحت ان پر اپنا فن آزمانے لگے... ہال
سے چیخوں کی آوازیں بلند ہونے لگیں...

"ٹھہرو۔" ایسے میں اکرام نے بلند آواز میں کہا۔

انچارج نے حیران ہو کر اس کی طرف دیکھا... پھر ہاتھ کے
اشارے سے اپنے ماتحتوں کو رکنے کا حکم دیا۔

"کہو... کیا کہنا ہے۔"

"میں ان سب کا ساتھ چھوڑنے کے لیے تیار ہوں... اگر
آپ لوگ مجھے چھوڑتے ہیں... میں ان کے بارے میں بہت سی راز کی
باتیں بھی بتا سکتا ہوں۔"

"اکرام... دماغ تو نہیں چل گیا۔" انسپکٹر جمشید گرجے۔

اکرام نے ان کی طرف دیکھا تک نہیں... بس انچارج کی
طرف دیکھتا رہا... اور وہ سوچ میں ڈوب گیا تھا۔

"یہ چال ہو سکتی ہے... لیکن پھر بھی مجھے مسٹر روڈی سے تو
پوچھنا ہوگا..." اس نے پریشان آواز میں کہا۔

"تو پوچھ لو... روکا کس نے ہے۔"

اس نے جیب سے ایک آلہ نکالا، اس کا بٹن دبایا، پھر سلسلہ
ملنے پر بولا:

"سر... ان میں سے ایک ان کا ساتھ چھوڑنے پر آمادہ ہے،
لیکن ہو سکتا ہے... یہ ان کی کوئی چال ہو۔"

"اس کا نام کیا ہے۔"

"اکرام کہہ رہے ہیں یہ اسے۔"

"اسے میرے پاس بھیج دو... اگر اس نے کوئی کام کی بات
بتائی یا اس کے پاس واقعی کچھ کام کی باتیں ہوئیں تو ہم اس سے سودا
کر سکتے ہیں۔"

"اوکے سر۔" اس نے کہا اور اکرام کو کھولنے کا اشارہ کیا۔

"اکرام! یہ تمہیں کیا سوجھی... تم اس طرح انہیں دھوکا نہیں دے سکو گے... یہ لوگ اتنے سیدھے نہیں ہیں... تم نے دیکھا نہیں... ہم یہ بازی کس انداز میں جیت چکے تھے، لیکن جیتی جتائی بازی بھی انہوں نے کس طرح اپنے رخ پر کر لی... لہٰذا تم اس خیال کو دل ودماغ سے نکال دو کہ تم چال چلنے میں کامیاب ہو جاؤ گے اور کوئی کام دکھاؤ گے... تم یہاں ایسے ہی رہو تو بہتر ہے... ہم سے الگ رہ کر نہ جانے تم پر کیا بیت جائے۔"

"سوری سر! میں اب آپ لوگوں کے ساتھ نہیں چل سکتا... بہت چل چکا بلکہ تھک گیا چلتے چلتے... اب میں آرام کرنا چاہتا ہوں... دنیا کے کسی خوب صورت گوشے میں اپنے بیوی بچوں کے ساتھ زندگی کے باقی دن عیش سے گزارنا چاہتا ہوں سر۔"

"اکرام! یہ زندگی تمہیں عیش کرنے کے لیے نہیں... اللہ کی عبادت کرنے کے لیے ملی ہے... کیا تم یہ باتیں بھی بھول گئے۔"

"ہاں سر... میں نے زندگی کا یہ بھیانک روپ دیکھا ہے... تو میرا ذہن بدل گیا ہے... کیا ملے گا آپ کو یہ ماریں کھا کر... اگر آپ ان کے مقابلے میں کامیاب ہو بھی جاتے ہیں... تو کیا ہوگا... بس صدر صاحب دو چار الفاظ تعریف کے بول دیں گے... ملک واہ واہ کر ڈالے گا اور بس... آج تک کیا اس سے زیادہ کچھ ہوا ہے۔"

"ہم اپنے اللہ کو راضی کرنے کی فکر میں ہیں اکرام... ہمیں

لوگوں کی واہ واہ اور شاباش کی ضرورت نہیں... ہم تو جو کرتے ہیں... اللہ کی رضا حاصل کرنے کے لیے کرتے ہیں، اگر اللہ کی رضا حاصل ہو گئی تو ہمیں اور کیا چاہیے... کچھ بھی نہیں، اس سے بڑھ کر دنیا کی کوئی قیمت، کوئی دولت ہو ہی نہیں سکتی... لہٰذا اب بھی وقت ہے... اپنے خیال سے باز آ جاؤ۔"

"سوری سر۔"

"بھئی ان کے ڈائیلاگ کا سلسلہ ختم نہیں ہوگا... تم اسے میرے پاس بھیج دو۔"

"او کے سر۔"

اور پھر اکرام وہاں سے باہر کی طرف جانے لگا... ایک دو بار اس نے مڑ کر طنزیہ انداز میں انسپکٹر جمشید اور دوسروں کی طرف دیکھا... اور پیٹھ کر کے نفرت زدہ انداز میں ہنکارا ابھرا، پھر کمرے سے نکل گیا۔

"افسوس! ہم سوچ بھی نہیں سکتے تھے... اس مقام پر آ کر اکرام ہم سے غداری کر بیٹھے گا۔"

"اس بات کا امکان ہے... کہ یہ شخص چکر چلانا چاہتا ہو۔"

انچارج بولا۔

"جب اس کے بڑے کوئی چکر نہیں چلا سکے تو یہ کیا چلائے گا۔"

"بہت بہتر سر... ان کے بارے اب کیا حکم ہے۔"

"کیا یہ اپنے پیروں پر کھڑے ہونے کے قابل نہیں رہے۔"

"ابھی تو ایسا نہیں ہے... ایک دو دن تو لگیں گے۔"

"کوئی پروا نہیں... کوئی جلدی نہیں... اب تو انہیں تمام زندگی ہمارے پاس ہی رہنا ہے... یہ اور بات ہے کہ ان کی تمام زندگی اب بہت مختصر ہو کر رہ گئی ہے۔" روڈی نے ہنس کر کہا۔

ان پر ایک بار پھر سے ضرب پڑنے لگی... یہاں تک کہ وہ بے ہوش ہو گئے... ان کے ساتھ یہ سلوک تین دن تک جاری رہا... تین دن بعد انچارج نے کہا:

"ان کی زنجیریں کھول دو۔"

زنجیریں کھول دی گئیں... وہ فرش پر لمبے لیٹ گئے...

"تم میں سے کون اپنے پیروں پر کھڑا ہو سکتا ہے... ذرا کھڑا ہو کر دکھائے۔"

وہ جوں کے توں پڑے رہے... اس نے یہ الفاظ دو تین بار کہے...

"یہ یوں تو کھڑے ہوں گے نہیں... فرش گرم کرو... خود بخود کھڑے ہو جائیں گے۔"

ایک ماتحت نے بجلی کا ایک بٹن دبا دیا... فوراً ہی فرش گرم ہونے لگا... وہ لگے ادھر ادھر لڑھکنے... لیکن اس سے کیا ہو سکتا تھا... فرش بدستور اور گرم ہو رہا تھا... اور پھر ان کی چیخیں بلند ہونے لگیں...

"کمرے کا دروازہ کھلا ہے... اٹھو اور اس کمرے سے نکل جاؤ... دوسرے کمرے کا فرش ٹھنڈا ہے۔"

انہوں نے ہاتھوں اور پیروں کے بل اٹھنے اور دروازے کی طرف جانے کی سر توڑ کوشش شروع کر دی... لیکن ایسا نہ کر سکے... آخر انچارج نے کہا:

"سوئچ بند کر دو... یہ اب اپنے پیروں پر کھڑے نہیں ہو سکتے اور اسی وقت کیا... کبھی نہیں ہو سکتے۔"

"کک... کیا مطلب.." ایسے میں خان رحمان نے چونک کر کہا۔

"مطلب یہ کہ یہ آلات عارضی طور پر کام نہیں کرتے... جو کام کرتے ہیں، مستقل کرتے ہیں... اب آپ لوگ تمام زندگی کے لیے اپاہج ہو چکے ہیں... ان ٹانگوں سے کبھی نہیں چل سکیں گے... مصنوعی ٹانگیں لگواؤ گے تو یہ ٹانگیں کٹوانا پڑیں گی اور ایسا یہ کروائیں گے نہیں۔"

"ہوں! بات تو یہی ہے۔"

"لہٰذا آپ تمام زندگی کے لیے اپاہج ہو چکے ہیں... اب آپ کو سر روڈی کی خدمت میں بھیجا جا رہا ہے..."

انہوں نے کچھ نہ کہا... بس خاموش پڑے رہے... پھر انہیں اٹھا اٹھا کر بند گاڑی میں ڈالا گیا... آخر گاڑی انہیں ایک وادی میں

لے آئی... اور انہیں اٹھا کر اس کی وادی میں پھینک دیا گیا... گاڑی
وہاں سے چلی گئی۔

"یہاں تو مسٹر روڈی نہیں ہیں۔" شوکی نے حیران ہو کر کہا۔

"آئیں گے۔" آفتاب نے برا سا منہ بنایا۔

"ارے! یہ... یہ تو وہی وادی ہے... سٹوڈیو والی وادی۔"

"کیا کہا... سٹوڈیو والی وادی۔"

وہ ایک ساتھ بولے اور جلدی جلدی اس وادی کا جائزہ لینے
لگے... انہوں نے محسوس کیا... شوکی کا خیال بالکل درست تھا۔

"پتا نہیں... یہ لوگ ہم سے کیا کھیل کھیل رہے ہیں۔"
پروفیسر بڑبڑائے۔

"انسپکٹر جمشید... تم اور تمہارے ساتھی ان کیمسٹس کو دیکھنے
کے لیے بری طرح بے چین ہو نا۔"

"ہاں... یہ تو خیر ہے..."

"تب پھر اس غرض کے لیے... تمہیں اٹھ کر سامنے والے
ہال میں جانا ہوگا... وہ ہال سینما نما ہے... اور اس ہال کی ایک طرف
سینما جتنی بڑی ایک سکرین لگی ہوئی ہے... تمہیں یہ کیمسٹس بڑی سکرین
پر دکھائی جائیں گی تا کہ ایک ایک منظر پوری طرح واضح ہو جائے...
مقامات تمہیں صاف دکھائی دیں۔"

"اور ہم وہاں تک کیسے جائیں۔"

"اٹھ کر... کھڑے ہو کر۔"

"لیکن ہماری ٹانگوں میں اتنی سکت نہیں ہے۔"

"سکت کو آواز دو... اپنی طاقت کو پکارو... تمہارا تو دنیا میں
بہت نام ہے۔"

"اچھی بات ہے... ہم کوشش کرتے ہیں۔"

"انچارج صاحب... آپ سن رہے ہیں... یہ کیا کہہ رہے
ہیں... آپ ان سب کو دیکھ رہے ہیں نا۔"

"یس سر! میں سن رہا ہوں۔" اس نے کانپ کر کہا۔

"اگر ان میں سے ایک بھی اٹھ کر ہال تک پہنچ گیا... تو
تمہاری سزا جانتے ہو کیا ہے۔" روڈی کی آواز گونجی۔

"ہاں! جانتا ہوں... موت۔" وہ کانپ کر بولا۔

"شاباش! سنو... اس ہال میں وہ کیمسٹس تمہارا انتظار کر رہی
ہیں... اٹھو... کوشش کرو... وہاں پہنچ جاؤ۔"

انہوں نے ایک بار پھر اٹھنے کی کوشش شروع کی... لیکن سر
توڑ کوشش کرنے کے بعد بھی وہ اٹھ نہ سکے۔

"تم جیت گئے... انعام پہنچ جائے گا۔"

"شش شکریہ سر۔" انچارج کی چہکتی آواز سنائی دی۔

"لیکن..." وہ خوفناک آواز میں بولا۔

"لل... لیکن کیا سر۔"

"اگر یہ ان کی چال ہوئی... یہ اٹھ تو سکتے ہیں، لیکن اٹھ نہیں رہے، تب... یہ بات معلوم ہونے پر تمہیں موت کی سزا دی جائے گی۔"

"کوئی بات نہیں سر... اب مجھے یقین ہو گیا ہے... یہ نہیں اٹھ سکیں گے۔"

"خیر... دیکھا جائے گا... چلو بھئی... ان سب کو اٹھا کر ہال میں پہنچا دو... ہال کے دروازے باہر سے بند کر دو... یہ ہال میں قید رہیں گے... وہیں انہیں کھانے پینے کی چیزیں ملتی رہیں گی اور یہ مزے لے لے کر فلمیں دیکھیں گے... ایسی دلچسپ فلمیں انہوں نے کبھی نہیں دیکھی ہوں گی۔"

"یس سر۔"

انہیں اٹھا کر ہال میں پہنچا دیا گیا... پھر پہنچانے والے ہال سے نکل گئے... دروازے خود بخود بند ہو گئے... ہال واقعی کسی سینما گھر جیسا تھا... سامنے بڑی سکرین تھی اور کرسیاں ڈھلوان کے انداز میں لگی ہوئی تھیں... جب کہ انہیں تو آگے پیچھے بیٹھنے کی ضرورت ہی نہیں تھی... وہ تھے ہی کتنے... وہ تو ان کرسیوں کی صرف ایک قطار میں آ سکتے تھے... دائیں طرف ایک کونے میں ایک ٹی وی بھی رکھا تھا... پہلے اس ٹی وی کی سکرین روشن ہوئی اور اس پر انہیں روڈی نظر آیا...

"یہ لیں! میں بھی اس کمرہ میں آپ کے ساتھ موجود ہوں۔

روڈی کی تصویر ہنس کر بولی۔

"لیکن صرف ایک تصویر کی صورت میں... گویا آپ اس حالت میں بھی ہم سے ڈر رہے ہیں جب کہ ہم اپنے پیروں پر کھڑے بھی نہیں ہو سکتے۔" فاروق نے برا سا منہ بنایا۔

"ایسی بات نہیں... میری اور بہت مصروفیات ہیں... میں اپنے کام کاج بھی کرتا رہوں گا اور آپ لوگوں کے ساتھ موجود بھی رہوں گا۔"

"یہ کیسے ہو سکتا ہے۔"

"بھئی سائنس کے دور میں سب کچھ ہو سکتا ہے، اس بات کو چھوڑیں... میں یہاں موجود ہوں... آپ مجھ سے بات کر سکیں گے، میں آپ کو جواب دوں گا... بس میں جسمانی صورت میں یہاں موجود نہیں ہوں گا..." اس نے جلدی جلدی کہا۔

"تا کہ ہم آپ پر حملہ نہ کر سکیں۔"

"ایسی بات نہیں، میں یہاں جسمانی طور پر موجود ہوں، تب بھی آپ لوگ مجھ پر حملہ نہیں کر سکتے... لہٰذا آپ صرف اور صرف گیمنٹس دیکھیں... یہ کیا کم بات ہے کہ جن گیمنٹس کو دیکھنے کے لیے آپ بے چین تھے، وہ میں خود آپ کو دکھا رہا ہوں... اگرچہ ہم لوگ یہ گیمنٹس کسی مسلمان کو نہیں دکھا سکتے۔"

"تب پھر ہمیں کیوں دکھا رہے ہیں۔"

"اس لیے کہ آپ لوگ اب یہاں سے زندہ اپنے ملک ج
نہیں سکیں گے... ان کیسٹس کو دیکھ کر آپ کی کیا حالت ہوگی... یہ میں
ہی جانتا ہوں... اور اس کے بعد آپ کے لیے موت کا گڑھا تیا
ہے... وہ گڑھا اس ہال کے نیچے موجود ہے۔"

"اب آپ ایک گڑھا اٹھا لائے... وہ بھی موت کا۔"
آفتاب نے جل کر کہا۔

"تم لوگوں کے لیے اگر کوئی گڑھا ہو سکتا ہے تو موت کا ہی
ہو سکتا ہے۔"

"اللہ اپنا رحم فرمائے۔"

"اب مرنے کے بعد ہی تم اپنے اللہ کا رحم حاصل کر
گے۔"

"حد ہوگئی... آپ کی ہر بات مرنے پر ہی کیوں ختم ہو
ہے... آپ زندگی پر بات نہیں کر سکتے۔" آصف جلا اٹھا۔

"کیوں کیوں... میں نے تو سنا ہے... مسلمان موت سے
نہیں ڈرتے۔"

"کس سے سنا ہے۔" محمود کے لہجے میں حیرت تھی۔

"مجھے باتوں میں لگا کر بھی آپ کوئی فائدہ نہیں اٹھا سکتے...
میں آپ سے بہت دور ہوں... ایک ایسی جگہ... جہاں تمہارا خ
تک نہیں پہنچ سکتا۔"

"تب پھر وہ پہنچ گیا..." انسپکٹر جمشید مسکرائے۔

"کیا کہا... وہ پہنچ گیا... یعنی خیال پہنچ گیا۔"

"آپ سمندر میں اسی جہاز پر ہیں اس وقت۔"

جواب میں انہوں نے روڈی کے چہرے پر حیرت کی بجلی
چمکتی دیکھی... آخر اس کی آواز سنائی دی:

"حیرت ہے... کمال ہے... تم لوگ واقعی عجیب و غریب
ہو... شاید اسی لیے تم اتنے مشہور ہو... دوسرے لوگ تمہارے بارے
میں یہی سوچتے ہیں کہ تم ان کے بارے میں اندازہ تک نہیں لگا سکتے...
جب تمہیں اندازہ کیا... یقین کی حد تک معلوم ہوتا ہے... خیر... اب
وقت کیوں ضائع کریں... لیجیے... پہلی کیسٹ حاضر ہے۔"

"ایک منٹ جناب۔" ایسے میں شوکی کی آواز ابھری۔

"اب کیا ہے۔" روڈی کے لہجے میں ناگواری تھی۔

"یہ کیسٹس تو ان گنت ہیں... اتنی جلدی سے تو یہ کام ختم نہیں
ہوگا اور ہم دن رات کیسٹس نہیں دیکھ سکتے... آخر ہمیں آرام بھی کرنا
ہوگا۔"

"رات کے اوقات میں آپ لوگوں کو کوئی کیسٹس دکھائی
جائیں گی... دن میں آپ لوگ سو لیا کریں۔"

"یہ الٹا کام کیوں... اللہ نے رات آرام کے لیے بنائی ہے
اور دن کام کے لیے... لہٰذا آپ ہمیں دن میں دکھائیں اور رات کو ہم

آرام کیا کریں گے۔"

"نہیں... ہم لوگ رات کو جاگتے ہیں... دن میں سو
ہیں۔"

"خیر... آپ کی مرضی... ہم کیا کہہ سکتے ہیں... ویسے بہ
ہوتا کہ آپ ہمیں یہ کیپسٹس بطور تحفہ دے دیتے... اور ہم انہیں اپ
ملک لے جا کر ایک ایک کر کے آرام اور سکون سے دیکھتے رہتے۔"

"ہاہاہا..." روڈی نے قہقہہ لگایا... لیکن آگے کچھ نہ کہا۔

"اس قہقہے کا مطلب سمجھ میں نہیں آیا۔" رفعت نے منہ بنایا۔

"قہقہے کا مطلب خفیہ ہوتا ہے۔" روڈی نے ہنس کر کہا۔

"اب آپ سے کون مغز مارے... آپ یہاں موجود ہوتے
تو ایک بات بھی تھی۔"

"مطلب یہ کہ آپ لوگ میری یہاں موجودگی کے لیے بے
چین ہیں تا کہ کوئی موقع پا کر مجھ پر حملہ کر سکیں... لیکن آپ کو ایک بات
معلوم نہیں..."

"اور وہ کیا؟"

"میں نے آج تک یہ بات کسی کو نہیں بتائی... صرف مجھے
ٹریننگ دینے والے یہ بات جانتے ہیں۔"

"کون سی بات؟"

"یہ کہ... ٹھہریں... آپ لوگوں کا ہڑبنگ کے بارے میں

کیا خیال ہے... وہ لڑائی بھڑائی کا ماہر تھا یا نہیں۔"

"کوئی ایسا ویسا... زبردست ماہر تھا... ہم سب کو اس نے
تگنی کا ناچ نچا دیا تھا... وہ تو بس... پتا نہیں کیسے... مار کھا گیا بے
چارہ۔"

"بس تو پھر... اس جیسے میرے آگے پانی بھرتے ہیں۔"

"کک... کیا مطلب۔"

"مجھے ٹریننگ دینے والوں کا خیال ہے... ہر قسم کی لڑائی
میں... یعنی ہتھیاروں سے ہو یا ہاتھوں اور پیروں سے... اس وقت
دنیا میں مجھ سے ماہر کوئی نہیں... اور یہ بات انہوں نے بغیر کسی دلیل
کے نہیں کہی تھی... باقاعدہ دلیل سے کہی ہے۔"

"وہ... وہ... وہ کیسے؟" شوکی نے ڈرے ڈرے انداز میں
کہا۔

"مجھے عام شکل و صورت میں لا کر میرا مقابلہ دنیا کے بڑے
بڑے لڑاکوں سے کرایا گیا، مطلب یہ کہ مقابلہ کے لیے آنے والوں کو
معلوم نہیں تھا کہ ان کا مقابلہ کس سے ہے... بس مقابلے پر بہت بڑا
انعام رکھا گیا تھا... تا کہ ہر مقابلہ کرنے والا انعام حاصل کرنے کے
لیے سرتوڑ کوشش کر سکے... لیکن ایسا ہو نہ سکا... ویسے میں تم لوگوں کو
اس کا عملی مظاہرہ کرا دیتا ہوں۔"

"عملی مظاہرہ... کیا مطلب؟"

"مطلب یہ کہ... ابھی لیں۔" یہ کہہ کر اس نے تالی بجائی۔
فوراً ایک سیاہ فام اس کے کمرے میں داخل ہوا۔
"ہڑ بنگ کو لے آؤ۔"
"او کے سر۔" یہ کہہ کر وہ چلا گیا۔
"یہ کیا... آپ نے مسٹر ہڑ بنگ کو کیوں بلایا ہے۔"
"بس دیکھتے جائیں۔"
"گویا آپ ہمیں اس سے لڑائی دکھائیں گے... لیکن بھلا وہ بے چارہ آپ سے کیا لڑے گا... وہ جانتا ہے... آپ اس کے خلاف کچھ بھی کر سکتے ہیں، جب کہ وہ کچھ نہیں کر سکتا۔"
"چند منٹ کے لیے انتظار کریں۔" روڈی نے منہ بنایا۔
پھر ہڑ بنگ اس کے کمرے میں داخل ہوتا نظر آیا۔
انہوں نے اس کے چہرے پر حیرت دیکھی...
"اب کیا ہے مسٹر روڈی... آپ نے مجھے کیوں بلوایا ہے۔"
اس کے چہرے پر بے زاری تھی۔
"دیکھو ہڑ بنگ... تم نے اچھا کیا یا برا کیا... تمہارے لیے ایک آخری چانس ہے... چاہو تو اس سے فائدہ اٹھا لو"
"آخری چانس... کیا مطلب؟"
"مطلب یہ کہ تم آزاد ہو سکتے ہو... اپنی باقی زندگی آزاد فضا میں گزار سکتے ہو... کسی جزیرے پر جا کر رہ سکتے ہو۔"

"مجھے کیا کرنا ہوگا۔" اس نے خوش ہو کر کہا۔
"ایک آدمی کو شکست دینا ہوگی۔"
"جی... کیا مطلب... میں سمجھا نہیں۔"
"زندگی اور موت کی لڑائی لڑنا ہوگی... اگر تم نے اس آدمی پر فتح پالی... اس نے اپنی ہار مان لی... تو میں تمہیں آزاد کر دوں گا... تمہیں کہیں بھی جانے کی اجازت ہوگی... ورنہ دوسری صورت میں تو تم اس کے ہاتھوں مارے ہی جاؤ گے.. اس کی وضاحت کی کوئی ضرورت نہیں۔"
"او کے! میں تیار ہوں.. بتائیں... مجھے کس سے لڑنا ہے۔"
"وہ میں ہوں۔"
روڈی نے سینے پر ہاتھ مار کر کہا۔
"کیا!!!" ہڑ بنگ چیخا۔

☆...☆...☆

مسلمانوں کی تاریخ

انہوں نے ہزبنگ کے چہرے پر حیرت کی بجلیاں چمکتی دیکھیں، پھر وہ خوش ہو کر بولا:

"آپ نے مجھے میری زندگی کی سب سے بڑی خوش خبری سنا دی۔"

"وہ کیسے؟" روڈی پرسکون آواز میں بولا۔

"آپ تو میرے ایک ہاتھ کی مار بھی نہیں... لیکن آپ نے یہ حیرت انگیز فیصلہ کیسے کر ڈالا۔" اس نے پوچھا۔

"اس طرف دیکھو... ٹی وی سکرین کی طرف۔"

اس نے اپنے کمرے کے ایک کونے کی طرف اشارہ کیا۔ اب پہلی بار انہوں نے دیکھا... روڈی کے کمرے میں بھی ایک ٹی وی موجود تھا، اس کی سکرین پر وہ لوگ نظر آ رہے تھے۔

"یہ... یہ تو وہی لوگ ہیں... جو میری جڑوں میں بیٹھے ہیں۔"

"ہاں! میں ان لوگوں کو دکھانا چاہتا ہوں کہ میں کیا ہوں،

ان کا خیال ہے کہ میں اگر ان کے کمرے میں جسمانی طور پر موجود نہیں ہوں... تو ان سے ڈر کی وجہ سے۔"

"مطلب یہ کہ آپ ان سے ڈرتے ہیں۔" ہزبنگ ہنسا۔

"ہاں! حالانکہ ان سے ڈرنے کی وجہ دور دور تک موجود نہیں، پھر جب میں نے بتایا کہ جسمانی طور پر بھی ان سے کمزور نہیں... تو یہ میری بات سن کر بری طرح ہنسے... اب آپ ہی بتائیں ہزبنگ... کیا یہ بات ہنسی کی ہے۔"

"ہاں! بہت... جو لوگ میرے لیے ٹیڑھی کھیر ثابت ہوئے ہیں... ان کے لیے بھلا آپ کیا چیز ہیں۔"

"میں انہیں بھی دکھانا چاہتا ہوں کہ میں کیا چیز ہوں... لہذا آپ سے مقابلہ کروں گا... یہ لوگ اس مقابلے کو دیکھیں گے... مسٹر ہزبنگ آپ کے لیے ایک سنہری موقع ہے... آپ مجھے شکست دے کر اپنی جان بچا سکتے ہیں۔"

"آپ نے میرے لیے بہت آسان تدبیر سوچی... میں آپ کا شکر گزار ہوں... لیکن بھلا میں آپ سے مقابلہ کیسے کروں گا... آپ یہاں ہر چیز کے مالک ہیں اور میری حیثیت اس وقت صفر ہے۔"

"میں لڑائی کے دوران میں اپنا کوئی اختیار استعمال نہیں کروں گا۔"

"یہ بات آپ واقعی کہہ رہے ہیں، اگر میں نے یہ لڑائی جیت

ل... تو آپ مجھے آزاد کر دیں گے.... میں دنیا کے کسی بھی گوشے م
جا کر اپنی زندگی کے باقی دن آرام وسکون سے گزار سکوں گا۔"

"بالکل... بلکہ میں تمہیں رہنے کے لیے جگہ بھی دلوا دوں
اور اتنا بینک بیلنس بھی کہ تمہیں کچھ کرنے کی ضرورت نہیں ہو گی،
اس رقم کے سود پر ہی تم شاہانہ زندگی گزار سکو گے۔"

"واہ! بہت خوب! مزا آ گیا... لیکن آپ تو مجھے سزا د
پر تلے ہوئے تھے... یہ فیصلہ کیسے کر لیا؟"

"میں ان لوگوں کو دکھانا چاہتا ہوں کہ میں بھی لڑ سکتا ہوں۔"

"کک... کن لوگوں کو! یہاں تو کوئی بھی نہیں ہے۔"

"قید میں رہنے کی وجہ سے شاید تم اپنی عقل کھو بیٹھے ہو...
ادھر ٹی وی سکرین کی طرف دیکھو۔"

انہوں نے سکرین پر اسے گھومتے دیکھا.. روڈی کے کمرے
میں رکھے ہوئے ٹی وی کی سکرین پر وہ سب نظر آ رہے تھے۔

"اوہ! یہ لوگ... یہ تو میری جڑوں میں بیٹھے ہیں...
گا ان سے بھی کسی وقت، لیکن آپ انہیں یہ کیوں بتانا چاہتے ہیں
آپ بھی لڑنا جانتے ہیں۔"

"ان کا پروگرام مجھ سے انتقام لینے کا ہے... سو میں ان
بتانا چاہتا ہوں کہ میں ان کے لیے تر نوالہ ثابت نہیں ہوں گا۔"

"آپ کو ایسا کرنے کی کیا ضرورت ہے۔"

"بس! ان لوگوں نے مجھے چیلنج کیا ہے... ان کا کہنا ہے، میں
ان سے ڈرتا ہوں، اس لیے اپنے کمرے میں رہ کر ٹی وی سکرین پر
انہیں دیکھ رہا ہوں اور خود کو انہیں دکھا رہا ہوں... سو میں انہیں بتانا
چاہتا ہوں کہ ان سب میں کوئی بھی ایسی بات نہیں کہ میں ان سے
ڈروں بلکہ ڈرنا تو انہیں مجھ سے چاہیے۔"

"ہوں! لیکن مجھے افسوس ہے..." ہزبنگ مسکرایا۔

"کس بات پر افسوس ہے۔" روڈی بھی جواب میں مسکرایا۔

"اس بات پر کہ آپ ان پر یہ بات تو ثابت کر دیں گے کہ
آپ تو لڑنا جانتے ہیں، لیکن یہ ثابت نہیں کر سکیں گے کہ آپ مجھ سے
بہتر لڑ سکتے ہیں۔"

"کبھی تم تو ان لوگوں سے شکست کھا گئے تھے۔" روڈی نے
برا سا منہ بنایا۔

"وہ اور بات تھی... یہ لڑائی کے اصولوں کے مطابق تو لڑتے
نہیں... آنکھوں میں مرچیں ڈال دیتے ہیں، ان کے پروفیسر صاحب
اپنے شعبدے استعمال کرتے رہتے ہیں... یہ کوئی تک ہے۔"

"ہاں! یہ تو ہے... یہ بزدلوں کی طرح لڑتے ہیں، لیکن
کامیاب ہو جاتے ہیں، دنیا تو کامیابی کو دیکھتی ہے اس بات کو نہیں کہ کیا
طریقہ اختیار کیا گیا، خیر... اب ذرا ہم مقابلہ کر لیں۔"

"ضرور... کیوں نہیں... معاف کیجئے گا... آپ تو میرے

ایک ہاتھ کی مار نہیں ہیں۔"

"چاہے میں لڑنا کیوں نہ جانتا ہوں۔"

"ہاں! چاہے آپ لڑنا کیوں نہ جانتے ہوں۔"

"اچھا خیر... میں تمہیں خبردار کیے دیتا ہوں... تا کہ تم یہ نہ کہہ سکو، بے خبری میں مار کھا گئے..."

"کیا کہا آپ نے... خبردار کیے دیتے ہیں... کس بات سے۔"

"اس بات سے کہ میں اناڑی نہیں ہوں۔"

"یہ بات تو میں پہلے ہی جان چکا ہوں... جو شخص مجھ سے مقابلہ کرنے کے لیے پر تول چکا ہے... وہ کچھ تو جانتا ہوگا... لیکن... اصل بات یہ ہے کہ آپ میری مہارت کو نہیں پہنچ سکتے۔"

"چلو تم تو میری مہارت کو پہنچ جاؤ گے نا... آؤ... کرو وار مجھ پر۔" زوڈی کو غصہ آ گیا۔

"آپ تو لڑائی شروع کرنے سے پہلے ہی ہار گئے۔" وہ ہنسا...

"وہ کیسے؟"

"جو غصے میں آیا، ہار گیا۔"

"یہ بات تو واقعی ہے۔" شوکی بول اٹھا۔

"اوہ... تم نے دیکھا ہڑبنگ... یہ لوگ بولنے کی ہمت

رکھتے ہیں... حالانکہ اپنے پیروں پر کھڑے نہیں ہو سکتے۔"

"جی... کیا مطلب؟"

"ان کی ٹانگیں میں نے شل کروا دی ہیں۔"

"دھوکا نہ کھا جائیے گا۔" ہڑبنگ ہنسا۔

"کیا مطلب؟"

"آپ اس خیال میں رہیں گے کہ ان کی ٹانگیں شل ہو چکی ہیں اور یہ آپ پر موقع پا کر حملہ کر دیں گے۔"

"نہیں... ٹانگیں شل ہونے کے بعد انہیں آزمایا جا چکا ہے، ان کی ٹانگوں میں ذرا بھی سکت ہوتی تو یہ اسی وقت ظاہر کر دیتے... انہیں گرم ترین فرش پر لٹایا گیا... فرش کو اور گرم کیا گیا... لیکن یہ اٹھ نہ سکے۔"

"چلیے خیر... اگر آپ مطمئن ہیں تو ٹھیک ہے... لیجیے آپ مجھ پر وار کریں..."

"مجھے وار کرنے کی دعوت نہ دیں، اس طرح آپ زیادہ نقصان میں رہیں گے... میں زیادہ سے زیادہ آپ کو رعایت کروں گا، اگرچہ آپ نے مجھ سے اچھا سلوک نہیں کیا۔"

"غداروں سے اور کیا سلوک کیا جا سکتا ہے... یہ تم بتا دو۔"

"چلیے ٹھیک ہے... کیوں نہیں... لیکن پہلے شکست۔"

"لیکن وار تو آپ ہی کریں گے۔"

"او کے... اگر تم پہلے ہی ہاتھ میں موت کی نیند سو جانا چاہتے ہو تو میں کیا کر سکتا ہوں... میں تمہیں خبردار کر رہا ہوں... اپنا بچاؤ کر سکتے ہو تو کر لو... میں اچھل کر تمہاری گردن پر صرف ایک ہاتھ رسید کروں گا... تمہاری گردن کی ہڈی ٹوٹ کر رہ جائے گی اور تم صرف چند منٹ بعد دوسری دنیا میں پہنچ جاؤ گے... پھر نہ کہنا خبر نہ ہوئی۔"

"آیئے آیئے۔" ہڑ بنگ ہنسا۔

انہوں نے روڈی کو اچھلتے دیکھا... بجلی سی چمکی تھی... انہیں پتا ہی نہ چلا کہ وہ کس طرح اچھلا... اور اچھلتے ہی ہڑ بنگ کی طرف گیا۔ ہڑ بنگ نے بھی اسی وقت چھلانگ لگائی... روڈی کے وار سے بچنے کے لیے... لیکن فضا میں دونوں ایک دوسرے کے اس قدر نزدیک ہو گئے کہ روڈی کا ہاتھ اس کی گردن پر لگا... ہڑ بنگ کے منہ سے ایک بھیانک چیخ نکل گئی... وہ دھم سے فرش پر گرا اور تڑپنے لگا۔

"میں نے کہا تھا ہڑ بنگ... لیکن تم نے میری بات نہیں مانی... اب دنیا کے جس کونے میں جانا چاہو... جا کر رہ سکتے ہو... مجھے کوئی اعتراض نہیں۔"

"ہم... میں... میں... میں۔"

ان الفاظ کے ساتھ ہی ہڑ بنگ کی گردن ڈھلک گئی... ان سب پر سکتے کی حالت طاری ہو گئی۔

"اب... آپ لوگ کیا کہتے ہیں..." اس نے ہاتھ

جھاڑتے ہوئے کہا جیسے ہڑ بنگ کی گردن پر مارنے سے گرد آلود ہو گئے ہوں۔

"ہم آپ سے لڑیں گے... فکر نہ کریں۔"

"او کے... میں اس وقت کا انتظار کروں گا... فی الحال تو اپنے پیروں پر کھڑے ہونے کی کوشش کریں۔"

"وہ ہم بعد میں کریں گے... آپ کیسٹس شروع کریں... مارے بے چینی کے ہمارا برا حال ہے۔"

"اچھی بات ہے... سب سے پہلی کیسٹ لگوا رہا ہوں... لیکن اس سے پہلے چند باتیں عرض کرنا چاہوں گا... بلکہ پہلے ایک دو سوال... کیا آپ لوگوں کو اپنی تاریخ معلوم ہے۔"

"اپنی تاریخ... یعنی مسلمانوں کی تاریخ۔"

"ہاں! مسلمانوں کی تاریخ۔"

"بالکل معلوم ہے۔"

"لیکن میرا خیال ہے... آپ کو معلوم نہیں ہے۔"

"کیا مطلب... ہمیں اپنی تاریخ... یعنی مسلمانوں کی تاریخ... یعنی اسلام کی تاریخ معلوم نہیں۔"

"ہاں! یہی میرا دعویٰ ہے۔"

"آپ کا دعویٰ غلط ہے... ہم نے تاریخ اسلام کی تمام کتب کا غور سے مطالعہ کیا ہے... اس میں جو غلط باتیں شامل ہو گئی ہیں، ان کا

بھی جائزہ لیا ہے... یہاں ہم سے مراد ہم سب ہیں... مطلب یہ کہ مارے بچوں تک نے پورے غور سے مطالعہ کیا ہے۔"

"اس کے باوجود میں یہی کہوں گا... آپ لوگوں نے مطالعہ ضرور کیا ہے... تاریخ کی کتابوں میں جو غلط اور جھوٹے فرضی واقعات درج ہو گئے ہیں، آپ نے ان کا بھی جائزہ لیا ہے... لیکن میں پھر بھی کہوں گا... آپ کو اپنی تاریخ کا علم نہیں۔"

"یہ کیا بات ہوئی۔" فرزانہ نے برا سا منہ بنایا۔

"گویا آپ کا دعویٰ ہے کہ آپ کو اپنی تاریخ سے پوری طرح واقفیت ہے۔"

"ہاں! بالکل۔"

"اچھا... تو پھر میرے ایک سوال کا جواب دیں... اسلام کے خلاف سب سے پہلی سازش کون سی تھی۔"

"اسلام کے خلاف سب سے پہلی سازش..." ان کے منہ سے نکلا۔

"ہاں! اسلام کے خلاف سب سے پہلی سازش کون سی تھی۔" وڈی نے پرزور انداز میں کہا۔

"سوال بہت آسان ہے... میں جواب دے سکتا ہوں۔" محمود مسکرایا۔

"خوب! میں جواب سننا پسند کروں گا۔"

"نبی کریم ﷺ کے تیسرے خلیفہ حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے خلاف سازش ہوئی تھی... بس یہ اسلام کے خلاف پہلی سازش تھی۔"

"کیا آپ ان کے جواب سے مطمئن ہیں۔" روڈی ہنسا۔

"ہاں!" کئی آوازیں ابھریں۔

"جن کا جواب ہاں میں ہے وہ ہاتھ کھڑے کر دیں۔"

کئی ہاتھ اٹھ گئے، لیکن ان میں خان رحمان، پروفیسر داؤد، انسپکٹر جمشید اور انسپکٹر کامران مرزا کے ہاتھ شامل نہیں تھے۔

"آپ چاروں کیا کہتے ہیں۔"

"ہمارے خیال میں یہ جواب درست نہیں ہے... وہ سازش پہلی نہیں تھی... اسلام کے خلاف بہت بڑی سازش ضرور تھی۔" خان رحمان بول پڑے۔

"خوب! اچھا تو پھر آپ بتائیں... اسلام کے خلاف پہلی سازش کون سی تھی؟"

"میرے خیال میں اسلام کے خلاف پہلی سازش اسود علفسی کی نبوت کا دعویٰ تھا۔"

"آپ تینوں کے خیال میں ان کا جواب درست ہے یا غلط۔"

"ہمارے خیال میں یہ جواب بھی درست نہیں ہے۔"

پروفیسر داؤد مسکرائے۔

"تب پھر، آپ بتائیں۔"

"اجازت ہے جمشید... دراصل میں نے اسلام کا بڑی گہری نظروں سے مطالعہ کیا ہے... میں جانتا ہوں، اس میدان میں تم بھی پیچھے نہیں ہو۔"

"اجازت کی اس میں کیا ضرورت ہے بھلا، آپ بتائیں۔"

"اسلام کے خلاف سب سے پہلی سازش حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے اٹھائے جانے کے فوراً بعد کی گئی... اس سازش کا بانی پولوس تھا جسے جان پال بھی کہا جاتا ہے۔"

"بہت خوب! میرا خیال تھا، میرے اس سوال کا جواب کوئی بھی نہیں دے سکے گا... لیکن آپ میں سے چند نے جواب دے دیا... کیا باقی دو کا بھی یہی جواب ہے۔"

"ہاں بالکل... اور آپ پسند کریں تو میں اس کی مختصر وضاحت بھی کر دیتا ہوں۔" انسپکٹر کامران مرزا نے کہا۔

"چلیے کر دیں۔" وہ مسکرایا۔

"سنیے پھر... حضرت عیسیٰ ابن مریم علیہ السلام کو اللہ نے جب آسمان پر اٹھا لیا... تو ان کے حواری دل برداشتہ ہو کر ادھر ادھر چلے گئے... اور مصنوعی حواری پیدا ہو گئے، انہوں نے مشہور کرنا شروع کر دیا کہ ہم یسوع کے ساتھی ہیں، ہم لوگوں کو یسوع کی تعلیم دیں گے

لیکن ان لوگوں نے غلط تعلیم شروع کر دی... شیطان نے انہیں ورغلایا تھا، چنانچہ انہوں نے کہنا شروع کر دیا کہ عیسیٰ علیہ السلام اللہ کے بیٹے ہیں، خدا تین ہیں، ایک عیسیٰ ابن مریم اور ایک مریم، یہ تین خدا ہیں... پھر ان میں اور گروہ بن گئے... کسی کا کہنا تھا عیسیٰ ابن مریم فوت ہو گئے، کسی نے کہا نہیں، خدا نے انہیں زندہ آسمان پر اٹھا لیا اور وہ پھر آئیں گے... بہر حال ہیں وہ خدا کے بیٹے... مطلب یہ کہ جتنے بھی گروہوں میں یہ لوگ تقسیم ہوئے... ان سب کا مشترکہ عقیدہ یہ تھا کہ عیسیٰ خدا کے بیٹے ہیں اور آج تک یہ عقیدہ عیسائیوں میں موجود ہے.. اس طرح عیسائی گمراہ ہو گئے، درست دین پر نہ رہے، اور آگے چل کر وہ درست دین کو قبول کرنے کے قابل نہ رہے۔"

یہاں تک کہہ کر انسپکٹر کامران مرزا خاموش ہو گئے... ایسے میں آصف نے کہا:

"لیکن انکل! یہ سازش تو پھر عیسائیت کے خلاف ہوئی... نہ کہ مسلمانوں کے خلاف۔"

سوال آصف کا تھا، کیا گیا تھا انسپکٹر کامران مرزا سے لیکن سوال سن کر بھرپور انداز میں مسکرایا روڈی...

مسٹر روڈی کی مسکراہٹ بتا رہی ہے... کہ یہی تو پہلی سازش تھی..."

"جی... کیا مطلب؟"

"اگر عیسائی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے آسمان پر زندہ
اٹھا لیے جانے کے بعد درست دین پر قائم رہتے... انجیل میں ردوبدل
نہ کیا جاتا تو جس وقت ہمارے نبی حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا ظہور
ہوا، وہ تمام عیسائی ان پر ایمان لے آتے... ذرا غور کرو، آج دنیا میں
مسلمانوں کی تعداد کتنی ہوتی، ان کے مقابلے میں باقی مذاہب والوں
کی تعداد تو بس آٹے میں نمک کے برابر ہوتی... لہٰذا وہ جان پال
پولوس ایک یہودی تھا، اس نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی تعلیم کو بالکل
بدل کر نئے رنگ میں پیش کیا اور اس نے کہنا شروع کر دیا کہ یہی یسوع
مسیح کی اصل تعلیم ہے... اصل انجیل میں اس نے ردوبدل کر دیا۔
لیکن ایک انجیل میں وہ ردوبدل نہ کر سکا... کیونکہ اس انجیل کو چھپا
گیا تھا... اس خوف سے کہ اگر وہ اس کے ہاتھ لگ گئی تو وہ اس کو
بدل دے گا اور وہ انجیل تھی... انجیل برنباس... تو کیا یہ سازش اس
کے خلاف نہیں تھی..."

"واقعی... یہ ایک بہت بڑی سازش تھی۔"

"لیکن سوال یہ ہے کہ مسٹر روڈی نے ہم سے یہ سوال کیوں
پوچھا۔" فرزانہ نے کہا۔

"ان کا خیال تھا کہ ہم اتنی دور تک نہیں جھانک سکیں گے
اور صرف اپنے نبی حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے سے اس سوال
کا جواب دینے کی کوشش کریں گے، لیکن اس مقام پر بھی مسٹر روڈی

شکست دے دی..."

"اس میں شک نہیں... میرا خیال یہی تھا۔"

"اب آپ ہمیں پہلی کیسٹ دکھائیں... کیا ان کیسٹس میں
اسلام کے خلاف جو سازشیں ہوئیں... ان کا ذکر ہے۔" انسپکٹر جمشید
نے برا سا منہ بنایا۔

"نہیں... آپ لوگوں کی ایک بہت بڑی غلط فہمی دور نہ
کر دوں۔" روڈی ہنسا۔

"آپ کی بڑی مہربانی ہوگی۔" انسپکٹر کامران مرزا جلے کٹے
انداز میں بولے۔

باقی لوگ مسکرا دیے۔

"اسلام کے خلاف صرف اور صرف ایک سازش ہوئی ہے...
کوئی دو تین یا سو دو سو نہیں ہوئیں۔"

"کیا کہا... یہ کیا بات ہوئی۔"

وہ سب ایک ساتھ چلا اٹھے... ان کے چہروں پر حیرت ٹوٹ
پڑی... جب کہ انسپکٹر جمشید اور انسپکٹر کامران مرزا اب بھی مسکرا رہے
تھے... ایسے میں انسپکٹر جمشید بول اٹھے:

"مسٹر روڈی بالکل ٹھیک کہہ رہے ہیں۔"

"جی... کیا مطلب؟"

اس بار وہ اور زیادہ زور سے چلائے۔

عجیب بات

"اوہو! یہ آپ نے کیا کہا؟" روڈی نے حیران ہو کر انسپکٹر جمشید کی طرف دیکھا۔

"اس معاملے میں ہم آپ کے خیال سے بالکل اتفاق کرتے ہیں... چودہ سو سال کے دوران اسلام کے خلاف صرف اور صرف ایک ہی سازش کی گئی... کوئی دو چار یا سو دو سو نہیں۔" انسپکٹر کامران مرزا مسکرائے۔

"ہم... ہم سمجھے نہیں۔"

"مسٹر روڈی سمجھائیں... اصل میں تو یہ ان کا موضوع ہے، ہم تو یوں ہی ٹانگ آگے کیے بیٹھے ہیں... یہ لو ہم اپنی ٹانگ واپس لیتے ہیں، اب تم مسٹر روڈی سے سنو۔"

یہ کہہ کر انسپکٹر جمشید نے واقعی اپنی ٹانگ پیچھے کر لی۔

"آپ نے ٹھیک کہا... یہ موضوع میرا ہے اور میں ہی اسے بیان کروں گا... بلکہ بیان کرنے کی ضرورت نہیں... یہ فلمیں آپ کو دکھائی جائیں گی..."

"ہم سب کا مارے سسپنس کے برا حال ہے.. ایسا لگتا ہے، جو کچھ آپ کہنا چاہتے ہیں یا دکھانا چاہتے ہیں... وہ سب ہمارے ان دونوں بڑوں کو پہلے سے ہے۔"

"اسی پر مجھے حیرت ہے۔"

"لیکن ہمارا معاملہ اندازے کی حد تک ہے... ہو سکتا ہے... ہمارے اندازے بالکل غلط ثابت ہوں... اس لیے ہم بھی کیسٹس دیکھنے کے لیے بے چین ہیں، دراصل فلمیں بنانے کے لیے جو یہاں ساز و سامان موجود ہے... الگ الگ کمروں میں... میں نے اس تمام سامان کا جب جائزہ لیا تھا، اس وقت سے ہم نے یہ اندازے قائم کر لیے تھے... یہی وجہ ہے کہ اس وقت ہم نے مسٹر روڈی کو حیرت میں ڈال دیا تھا... اگر ہم اس ساز و سامان کو نہ دیکھ لیتے تو کوئی اندازہ قائم نہیں کر سکتے تھے... بہرحال مسٹر روڈی آپ شروع کریں... کیا بتانا یا دکھانا چاہتے ہیں۔"

"یہودی عالموں کی کتابوں میں آخری نبی کے آنے کے بارے میں بہت کچھ لکھا ہوا تھا... ان میں اس جگہ کی بھی نشان دہی کی گئی تھی جہاں آخری نبی کو ہجرت کر کے آنا تھا.. لہٰذا یہودیوں کو اندازہ ہو گیا تھا کہ وہ مدینے میں آئیں گے... لیکن اس کے ساتھ ہی ان کا خیال یہ تھا کہ وہ ہوں گے ان میں سے ہی... لیکن ہوا کیا... آخری نبی عربوں میں سے پیدا ہوئے... مکے میں پیدا ہوئے اور ہجرت کر کے

مدینے آ گئے... اس وقت تمام یہودیوں کو زبردست دھچکا لگا... ان کا
خیال بالکل غلط ثابت ہو گیا... یہ بات انہیں پسند نہ آئی... لہٰذا جب
آخری نبی نے انہیں اسلام کی دعوت دی تو انہوں نے اسلام قبول
کرنے سے انکار کر دیا... وہ عربوں سے حسد کرنے لگے، حسد کی آگ
نے انہیں اس حد تک جلایا کہ وہ مسلمانوں کے دشمن بن گئے، اندر ہی
اندر بل کھانے لگ گئے... ادھر پورے مدینے سے لوگ آخری نبی پر
ایمان لے آئے تھے اور آس پاس کے لوگ بھی جوق در جوق چلے
آ رہے تھے اور اسلام کے حلقے میں شامل ہو رہے تھے، اسلام کی یہ ترقی
ان یہودیوں کو ایک آنکھ نہ بھائی... جو مدینے اور مدینے کے چاروں
طرف کی بستیوں میں آباد تھے... اور انہوں نے اسلام کو مٹانے کے
لیے غور کرنا شروع کیا... یہ ہے وہ آغاز جو آپ کے نبی کے زمانے
سے ہوا... میں پہلی کیسٹ لگاتا ہوں... آپ ذرا دیکھیے تو سہی... ہم
نے اپنی قوم کو اپنی چودہ سو سال پہلے کی کوششوں کو دکھانے کے لیے کتنے
پاپڑ بیلے ہیں، کیا کچھ نہیں کیا ہے، یہ ہے سب سے پہلی کیسٹ...؟
آپ لوگوں کو چودہ سو سال پہلے کے زمانے میں آسانی سے لے جائے
گی... آپ خود کو وہاں محسوس کریں گے... لیکن اس سے پہلے میں
ایک بات بتا دوں... دنیا میں ہر قوم نے اپنی اور دوسروں کی تاریخ
لکھی ہے... ہر زمانے میں تاریخ کی کتابیں لکھی جاتی رہی ہیں...
اسلامی مورخوں نے بھی اسلامی تاریخ پر کتب لکھی ہیں... لیکن ان کا

طریقہ یہ رہا ہے کہ انہیں جس طرح واقعات ملتے گئے... بس وہ لکھتے
چلے گئے... یعنی جس طرح واقعات پیش آتے گئے... وہ لکھتے گئے...
انہوں نے اس بات پر غور نہیں کیا کہ یہ واقعہ کیسے پیش آ گیا... کیا
سبب بنا... نہیں... بس انہیں پتا چلا کہ فلاں واقعہ پیش آیا... انہوں
نے لکھ دیا کہ یہ واقعہ پیش آیا... یہ غور نہ کیا... کیوں پیش آیا... کیسے
آیا... کیا سبب تھا اس کا وغیرہ...

یوں مزا نہیں آئے گا... میرے بتانے میں وہ بات نہیں جو
ان کیسٹس میں آپ محسوس کریں گے... واضح رہے... ہم نے یہ
پروگرام اس وقت شروع کیا تھا جب کہ ابھی فلم ایجاد نہیں ہوئی تھی، اس
وقت فلمیں نہیں بنتی تھیں... بلکہ اس وقت کیمرہ بھی ایجاد نہیں ہوا تھا،
اس وقت ان فلموں کی صورت تصاویری البموں کی تھی... یعنی تصاویر
کے ذریعے مناظر دکھائے گئے تھے... لیکن جب فلم ایجاد ہوئی، جب
ان تصاویری البموں کو بھی فلمایا گیا... تاکہ ہم اپنی قوم کو بتا سکیں کہ
ہمارے بڑے کیا کچھ کرتے رہے ہیں... انہوں نے کیا کیا کارنامے
انجام دیے ہیں... اور آئندہ نسل کو کیا کرنا ہے... ان فلموں کا مقصد
دراصل یہ ہے... ہماری قوم کو یہ فلمیں دکھائی جاتی ہیں... ہماری قوم
ان فلموں کو بہت شوق اور غور سے دیکھتی ہے... ان سے سبق سیکھتی ہے
اور یہ گر سیکھتی ہے کہ مسلمانوں کو کس کس طرح نیچا دکھانا ہے... لیجیے پہلی
کیسٹ شروع ہوتی ہے... بڑی سکرین پر نظریں جما دیں... آپ نے

اس قدر دلچسپ فلمیں آج سے پہلے کبھی نہیں دیکھی ہوں گی۔"

اب ان کی نظریں سکرین پر جم گئیں... پہلے سکرین روشن ہوئی... پھر سرسبز میدان اور پہاڑ دکھائی دینے لگے... ان کے درمیان ایک گھوڑے سوار سرپٹ دوڑتا نظر آیا... وہ اپنے گھوڑے کو بے تحاشہ دوڑا رہا تھا... اس کے چہرے پر جوش تھا... لیکن جوش کے ساتھ ساتھ غم و غصے کے آثار صاف دکھائی دے رہے تھے... سکرین پر اس کا پورا چہرہ بار بار نظر آ رہا تھا... وہ کافی ڈیل ڈول والا تھا... اس کا گھوڑا بھی بہت صحت مند تھا... آخر گھوڑا ایک بستی میں داخل ہوا... بستی میں کھجور کے درخت ہی درخت لہلہا رہے تھے... جونہی گھوڑا بستی میں داخل ہوا... لوگ اس کی طرف دوڑ پڑے... ہر طرف سے لوگ اس کی طرف دوڑتے نظر آئے... وہ شور مچا رہے تھے... ان میں ایک لڑکا بھی دوڑتا نظر آیا... وہ چیخ رہا تھا:

"بابا آ گئے... بابا آ گئے... بابا آ گئے۔"

"کہو عبداللہ! کیا خبر لائے... خبر سچی ہے یا جھوٹی۔"

"خبر بالکل درست ہے... مکے میں واقعی محمد نامی ایک شخص نے نبوت کا دعویٰ کیا ہے، اس کا حلیہ بالکل وہی ہے... جو ہماری کتابوں میں لکھا ہے، اس کے حالات وہی ہیں، جو ہماری کتابوں میں لکھے ہیں... مکے کے لوگ اسے پتھر مارتے ہیں... اس کے ساتھی بھی پتھر کھاتے ہیں... ہماری کتابوں میں اس کے بعض ساتھیوں کے حلیے

بھی لکھے ہیں... میں نے اس کے ان ساتھیوں کو بھی غور سے دیکھا ہے، ان کے حلیے بھی بالکل وہی ہیں... یعنی ہماری کتابوں والے..."

"نہیں... نہیں... نہیں... یہ کیسے ہو سکتا ہے... یہ کیسے ہو گیا، آخری نبی تو ہم میں سے آنا تھے... آخر ہماری کتابوں میں ان کے بارے میں اتنا کچھ لکھا ہوا ہے، اگر ان کو ہم میں سے نہیں آنا تھا۔" ایک بوڑھا چیخا۔

"لیکن حانی... ہماری کتابوں میں یہ نہیں لکھا کہ وہ آخری نبی یہودیوں میں سے ہو گا... ہاں اس کے حلیے، پیدائش کی جگہ کی نشانیاں، ہجرت کر کے وہ جس شہر میں آئیں گے، اس شہر کی نشانیاں لکھی ہیں... حلیے لکھے ہیں... یہ نہیں لکھا کہ وہ ہم میں سے ہی ہوں گے۔"

"لیکن ہم تو آج تک یہی سوچتے رہے کہ آنے والے نبی حضرت اسحاقؑ کی اولاد میں سے ہوں گے..."

"تو پھر... اس سے کیا ہوتا ہے... وہ جہاں سے بھی ہیں... کیا ہمیں ان پر ایمان نہیں لے آنا چاہیے۔"

"ہرگز نہیں... حضرت اسحاقؑ کی نسل سے اگر وہ ہوتے تو ہم فوراً ان پر ایمان لے آتے... اب تو ہم ان کے دین کو قبول نہیں کریں گے۔" اس بوڑھے نے کہا۔

"سودا! تم کیا کہتے ہو؟" ایک دوسرے بوڑھے نے گھوڑے سوار سے پوچھا۔

"ہماری کتابوں میں ان کی جو علامات درج ہیں، اگر چہ وہ ان کے عین مطابق ہیں، ان کا حلیہ بھی وہی ہے، ہر بات مکمل ہے لیکن عرب ہیں، عربی لوگ ان کا زیادہ ساتھ دیں گے، پھر عربوں کی ہی چلے گی... ہم لوگ ان پر ایمان لے آئے، تب بھی ہماری حالت ردی ہوگی... ہمیں کوئی نہیں پوچھے گا... ہاں آخری نبی ہم میں سے آ جاتے جیسا کہ امید تھی، بلکہ ہمیں یقین تھا اور اسی لیے ہم مدینے کے آس پاس آباد ہو کر ان کا انتظار کر رہے تھے، ہو گیا الٹ! لہٰذا ہم تو ان پر ایمان نہیں لائیں گے... یہ سودا گھاٹے کا ہوگا... باقی تم لوگ عالموں سے پوچھ لو... سب عالم بھی اس وقت یہیں موجود ہیں۔"

وہاں موجود سب لوگ عالموں کی طرف گھوم گئے... وہ تو گویا پہلے ہی تیار تھے:

"ہم ہرگز ان پر ایمان نہیں لائیں گے... ہم حالات کا جائزہ لیں گے اور فی الحال خاموش رہیں گے... جب وہ مدینے آئیں گے جیسا کہ ہماری کتابوں میں لکھا ہے... وہ ہجرت کر کے یہاں آئیں گے... تب ہم سوچیں گے کہ ان کے خلاف ہمیں کیا کرنا ہے... اور کیا نہیں کرنا۔"

"اگر ہمیں ان پر ایمان نہیں لانا ہے... تو پھر ابھی سے اپنی تیاریاں شروع کر دیں... ہمیں ان کا مقابلہ کرنا ہوگا..."

"بالکل ٹھیک! ہم مسلمانوں کو کمزور کرنے کا اور نقصان

پہنچانے کا کوئی موقع بھی ہاتھ سے جانے نہیں دیں گے... جونہی وہ یہاں آئیں گے... ان کے خلاف ہماری سازشیں شروع ہو جائیں گی... اور وہ اور ان کے ماننے والے ہماری سازشوں سے بچ نہیں سکیں گے... ہم ان میں اتنا دم خم ہی نہیں رہنے دیں گے کہ وہ پنپ سکیں... طاقت پکڑ سکیں..."

"لیکن ہمیں اس کام کے لیے کسی کو اپنا سردار بنا لینا چاہیے۔"

"تب ہمارے سردار سودا ہی ہوں گے... ہم عالم لوگ ان کی ہر قدم پر مدد کریں گے... انہیں مشورے دیں گے۔"

"ہم سب کو سودا کی سرداری منظور ہے۔"

"میں آپ لوگوں کی امیدوں پر پورا اتروں گا... آپ مطمئن رہیں۔"

"آپ کی ذہانت پر ہمیں پہلے ہی اعتبار ہے۔" ایک بوڑھے نے کہا۔

"میں آپ کو ایک بات بتاتا چلوں... شاید آپ کو معلوم نہیں... آپ نے سینٹ پال کا نام سنا ہے... میرا مطلب ہے پولوس کا... وہ جس نے عیسائیوں کو اپنے پیچھے لگا لیا تھا۔"

"جی ہاں! اس نے ہی یسوع کے اٹھائے جانے کے بعد یہ کہنا شروع کیا تھا کہ وہ خدا کے بیٹے ہیں... خدا خود ان میں حلول کر کے دنیا میں آ گیا تھا یا اس قسم کی اور باتیں اس نے ایجاد کی تھیں...

عیسائی دنیا اس کے پیچھے لگ گئی تھی اور آج تک وہ اس کی تعلیمات پر عمل پیرا ہے۔" ایک بوڑھے عالم نے کہا۔

"تب پھر سن لیں... وہ سینٹ پال یعنی پولوس دراصل یہودی تھا... ہمارا بڑا تھا۔"

"کیا!!!"

"ہاں! بالکل یہی ہے، اس میں ذرہ بھر جھوٹ نہیں ہے۔"

"لیکن آپ یہ بات کیسے کہہ سکتے ہیں۔" ایک نوجوان نے سوال کیا۔

"میں اس کی نسل سے ہوں... یوں سمجھ لیں... وہ میرے دادا کا دادا یا پڑ دادا تھا۔" سودا نے کہا۔

"کیا۔"

سب ایک ساتھ چلائے اور اس کے ساتھ ہی فلم بھی ختم ہو گئی۔

ادھر فلم ختم ہوئی... ادھر روڈی کی آواز ابھری:

"کیا آپ کو سب سے پہلی فلم پسند آئی۔"

"ہاں... پسند آئی۔"

ان سب نے کھوئے کھوئے انداز میں کہا... یوں لگتا تھا جیسے انہوں نے کوئی خواب دیکھا ہو... جیسے وہ خواب میں چودہ سو سال پہلے زمانے میں پہنچ گئے ہوں اور یہ سب کچھ جیسے انہوں نے اپنی آنکھوں سے دیکھا ہو... آخر شوکی کی آواز لہرائی:

"مسٹر روڈی! کیا یہ بات حقیقت ہے... یا یہ صرف ایک فلم ہے۔"

"اس وقت آپ لوگ اس کو صرف ایک فلم کہہ سکتے ہیں... لیکن اب جو واقعات پیش آئیں گے... انہیں آپ لوگ کس طرح فلم کہیں گے... اس وقت یہ سوال میں آپ سے کروں گا... بتائیں... یہ فلم ہے یا حقیقت۔"

"اف مالک! تاریخ کا یہ رخ ہم شاید پہلی بار دیکھ رہے ہیں۔" انسپکٹر کامران مرزا نے کانپ کر کہا۔

"آپ نے ابھی دیکھا کیا ہے... ابھی تو آپ کو بہت کچھ دیکھنا ہے... اور دیکھنے کے ساتھ ساتھ آپ کو یہ بھی سوچنا ہے... آپ کی زندگی بس اتنے دن تک ہی ہے... جب تک یہ کیسٹس ختم نہیں ہو جاتیں... ویسے ان کیسٹس میں تاریخ کے صرف وہ پہلو آپ لوگوں کو نظر آئیں گے، جو دنیا کی نظروں سے ہمیشہ اوجھل رہے... یہ بات کتنے لوگوں کو معلوم ہو گی کہ سینٹ پال یا پولوس دراصل یہودی تھا، اس نے عیسائیت کا لبادہ اوڑھ کر عیسائی مذہب کی اصل شکل کو بگاڑ کر رکھ دیا... اور عیسائی اس بگڑی شکل کو اصل شکل سمجھتے ہیں... اب انہیں لاکھ آپ لوگ یہ باتیں بتائیں، وہ ٹس سے مس نہیں ہوں گے، آپ کی ایک نہیں سنیں گے... ان کے اپنے پادری بھی اب چیخ چیخ کر یہ حقیقت انہیں بتائیں تب وہ نہیں مانیں گے... اس لیے کہ دو ہزار سال سے وہ

یہی سنتے چلے آ رہے ہیں... عیسیٰ علیہ السلام اللہ کے بیٹے ہیں... اس
بات کی نفی آپ کے قرآن نے آ کر کی... لیکن کتنے عیسائیوں نے اس
بات کو مانا... بتانا یہ چاہتا ہوں کہ اسلام کے خلاف پہلی سازش پولوس
کی تھی... اور پولوس کے پیچھے ہمارا ہی دماغ کام کر رہا تھا... ورنہ آج
دنیا میں کتنے عیسائی ہیں... یہ سب مسلمان ہوتے... اور اس بات کا
نقصان کسے پہنچتا... ہمیں... یعنی یہودیوں کو... یعنی اسرائیلیوں کو...
جنہیں تم بیگالی کہتے ہو... کیا آج سے پہلے تم لوگوں کو یہ بات معلوم
تھی کہ پولوس کی کوششوں سے عیسائی دنیا مسلمان ہونے سے رہ گئی...
مسلمان ہو جانے کی صورت میں عیسائی دنیا ہماری دشمن ہوتی... لیکن
اب یہ عیسائی دنیا ہماری دوست ہے... اور آپ کی دشمن... ہے نا
کمال۔"

"اس میں شک نہیں، یہ ایک بہت بڑی اور ہولناک سازش
تھی۔" انسپکٹر جمشید کانپ کر بولے۔

"تب پھر کیا خیال ہے... اس سے اگلی کیسٹ دیکھنا پسند
کریں گے... وہ اس دور میں کہ جب مسلمان تھے ہی نہیں... وہ پولوس
کی سازش کو کیسے روکتے... اس کا کیا علاج کرتے... چند ایک لوگوں
نے کوشش کی... لیکن ان کی کسی نے نہ سنی... ان میں سے ایک
برنا باس تھا۔ اس کی انجیل ہماری نظروں سے بچ گئی... ورنہ جتنی
انجیلیں لکھی گئیں... ان سب کو ہم نے بدل کر رکھ دیا... جہاں جہاں

آپ کے نبی کا ذکر تھا، ہم نے اس ذکر کو گول کر دیا کہ کوئی نہ سمجھ سکے..
کہ یہ کس کا ذکر ہے... اس کے باوجود آپ کے کچھ عالموں نے کچھ
الفاظ ان انجیلوں میں تلاش کر لیے... لیکن ان کا فائدہ نہ ہو سکا...
عیسائی دنیا نے ان الفاظ کو ماننے سے انکار کر دیا..."

"لیکن مسٹر روڈی... وہ دن آئے گا... جب عیسائی دنیا بھی
مان لے گی... کہ عیسیٰ علیہ السلام خدا کے بیٹے نہیں ہیں۔"

"وہ دن کبھی نہیں آئے گا۔"

"یہاں آپ کی معلومات ناقص ہیں... قیامت سے پہلے
عیسیٰ علیہ السلام آسمان سے نازل ہوں گے... یہ مسلمانوں کا اجتماعی
عقیدہ ہے... یعنی تمام مسلمان اس پر متفق ہیں... قرآن کریم بھی
کہتا ہے کہ ان کی موت سے پہلے تمام اہل کتاب ان پر ایمان لے
آئیں گے... اب جب تک وہ دنیا میں اس وقت تک تمام اہل کتاب
ان پر نہیں تھے... پھر انہیں آسمان پر اٹھا لیا گیا... اب قرآن کا جو یہ
جملہ ہے... تو اس کا مطلب یہ ہے کہ انہیں ابھی آنا ہے... اور اس
وقت تمام اہل کتاب یعنی یہود اور نصاریٰ ان پر ایمان لے آئیں
گے.. کیونکہ وہ خود اس بات سے انکار کریں گے کہ وہ خدا کے بیٹے
ہیں... وہ لوگوں کو بتائیں گے کہ وہ خدا کے بیٹے نہیں... اس کے
بندے اور رسول ہیں۔"

"یہ آپ کے نبی کی پیش گوئیاں ہیں، ہم بھلا ان کو کیوں

مائیں۔"

"آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو پیش گوئیاں بیان فرمائیں،
ان میں سے اکثر اس دنیا کے سامنے آ چکی ہیں اور حرف بہ حرف پوری
ہو چکی ہیں اور ہو رہی ہیں، ہم اپنی آنکھوں سے دیکھ رہے ہیں... اس کو
آپ یوں سمجھیں... کیا ان کے زمانے میں موسیقی کے یہ آلات تھے
جو آج ہیں... ان کا تصور بھی اس وقت مشکل تھا... ناممکن تھا... لیکن
اس وقت آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرما دیا تھا کہ قیامت کی ایک نشانی
یہ ہے کہ گھر گھر سے ناچ گانے کی آوازیں آئیں گی... اب دیکھ لیں،
آتی ہیں یا نہیں۔"

"مجھے اس بحث میں پڑنے کی ضرورت نہیں... یہ باتیں
آپ جانیں... اور اگر عیسیٰ علیہ السلام واقعی دنیا میں آئے اور
انہوں نے کہا کہ وہ خدا کے بیٹے نہیں ہیں ہو جائیں گے یہودی اور
عیسائی مسلمان... مجھے اس کی پروا نہیں... مجھے تو اپنے تک کی پروا ہے
اور میں جانتا ہوں... میرے وقت تک عیسیٰ علیہ السلام نہیں آئیں
گے۔"

"یہ آپ کیسے کہہ سکتے ہیں۔"

"ان نشانیوں، ان علامات اور پیش گوئیوں کا مطالعہ ہم نے
بھی کیا ہے... اگر وہ درست ہیں تو ابھی وہ وقت آنے میں دیر ہے۔"

"خیر ہو گی... ہم بھی اس پر بحث نہیں کر سکتے، اس لیے کہ
اللہ کو پتا ہے... وہ وقت کب آئے گا... ہاں تو آپ دوسری کیسٹ کی
بات کر رہے تھے۔"

"ہاں! میں دوسری کیسٹ لگوا رہا ہوں... یہ اس وقت کی
ہے، جب آپ کے نبیؐ مدینے میں داخل ہوئے... اور یہودیوں کا
اصل کام شروع ہوا... وہ پوری طرح حرکت میں آ گئے... لیکن ان کا
حرکت میں آنا اس قدر پوشیدہ تھا کہ آج تک اس بات کو بہت کم لوگوں
نے محسوس کیا ہے... یا اپنی تاریخ کی کتابوں میں بہت ہلکا سا اس کا ذکر
کیا ہے... وہ بھی اس انداز سے جیسے کوئی سنی سنائی بات کی ہے...
لیکن اصل میں ہم نے کیا کام کیا... وہ آپ اب دیکھیں گے... لیجیے...
دوسری کیسٹ شروع ہوتی ہے۔"

ان کی نظریں سکرین پر جم گئیں... سکرین پہلے روشن ہوئی،
پھر نو دس سال کا ایک لڑکا سکرین پر دوڑتا نظر آیا... وہ بے تحاشہ ہانپ
رہا تھا... وہ ایک گھر کے نزدیک پہنچا... اس نے زوردار آواز میں
دستک دی... پھر پکارا:

"بابا... بابا... دروازہ کھولیے۔"

دروازہ کھلا، انہوں نے اندر سے اسی گھوڑے سوار کو دیکھا...
جسے پہلی کیسٹ میں مکے سے آتے ہوئے دیکھ چکے تھے...

"کیا بات ہے عبداللہ۔"

"وہ... مدینے میں... ان کا نبی... اس کی بہت دھوم دھام

ہے... لوگ اس پر ٹوٹے پڑ رہے ہیں... دھڑا دھڑ اسلام قبول کر رہے
ہیں... اگر یہی حال رہا تو سارا مدینہ تو مسلمان ہو ہی جائے گا... آس
پاس کے علاقے بھی مسلمان ہوئے بغیر نہیں رہیں گے... پھر ہمارا کیا
بنے گا... اگر ہم نے اسلام قبول نہ کیا تو... کیا مسلمان ہمیں اسی طرح
چھوڑ دیں گے... کچھ نہیں کہیں گے۔" لڑکا کہتا چلا گیا۔

سودا اس کی باتیں سن کر مسکراتا رہا، پھر اس کے خاموش
ہونے پر بولا:

"بیٹے! تیل دیکھو... تیل کی دھار دیکھو... ہمیں ا
تیاریوں کو اب تیز کرنا ہوگا... تم ذرا بسید کو بلا کر لے آؤ۔"

"آپ کا مطلب ہے... اعصم کے بیٹے کو۔"

"ہاں! اسی کو، جاؤ... اسی وقت لے آؤ... لیکن کسی کو پتا
چلے کہ میں نے اسے بلوایا ہے... یہاں تک کہ خود اسے بھی یہاں آ
پتا چلے، ہر کام اس قدر خفیہ انداز میں کرو کہ خود کو بھی گویا پتا نہیں چلے۔"

"یہ... یہ کیسے ہو سکتا ہے بابا۔"

"پتا نہیں... لیکن تم اسی طرح کرو... جس طرح کہا ہے۔"

"میں جا رہا ہوں بابا... آپ فکر نہ کریں... خود بسید کو
یہاں پہنچنے تک پتا نہیں چلے گا۔"

"بہت خوب... شاباش! تم بہت ترقی کرو گے... دنیا تم
لوہا مانے گی... بہت نام کماؤ گے... یہ میری پیش گوئی ہے۔"

"شکریہ بابا جان..." عبداللہ نے ہنس کر کہا اور باہر نکل کر
دوڑ پڑا۔

وہ دوڑ رہا تھا... بے تحاشہ دوڑ رہا تھا... ایسے میں ایک شخص
نے اس کے راستے میں آ کر کہا:

"ارے بھئی عبداللہ... اس قدر تیزی سے کہاں دوڑے
جا رہے ہو۔"

"م... میری گھوڑی کا بچہ مر گیا ہے... مجھے نہ روکو۔"
عبداللہ نے چلا کر کہا۔

"اوہ اچھا۔" راستا روکنے والا گھبرا کر ایک طرف ہٹ گیا...
جب عبداللہ کافی دور نکل گیا تو اس راہ گیر کے منہ سے نکلا:

"ارے... م... مگر... اس کے پاس تو کوئی گھوڑی نہیں
ہے... ہاں اس کے باپ کے پاس ایک گھوڑا ضرور ہے... یہ تو مجھے الو
بنا گیا... کمال ہے۔"

ادھر وہ دوڑ رہا تھا جیسے موت اس کا پیچھا کر رہی ہو... ایک
اور شخص نے اسے روکنے کی کوشش کی تو وہ چلا اٹھا:

"مجھے نہ روکو چاچا... اس طرف بڑا زبردست طوفان آیا
ہے۔" اس نے ایک طرف انگلی سے اشارہ کیا۔

وہ آدمی چونک کر اس سمت میں غور سے دیکھنے لگا... پھر
چونک کر بولا:

"حد ہوگئی... موسم تو بالکل صاف ہے اور اس طرف تو سورج چمک رہا ہے... یہ لڑکا ہمیشہ دوسروں کو الو بناتا رہتا ہے۔"

لڑکا اب پھر دوڑ رہا تھا... اس کے چہرے پر عجیب سا جوش نظر آرہا تھا... پھر آخر کار وہ ایک دروازے پر رکا... اس نے دستک دی... ایک ادھیڑ عمر آدمی اسے نظر آیا... اس نے عبداللہ کو دیکھ کر برا منہ بنایا:

"کیا ہے.. کیوں دوسروں کو پریشان کرتے پھر رہے ہو۔"

"آپ کے لیے ایک خاص خبر... بہت خاص..."

"کیا خبر ہے۔"

"یہاں تو نہیں بتا سکتا، کسی نے سن لیا تو کام خراب ہو جائے گا۔"

"پھر کہاں چلوں۔"

"بس میرے ساتھ آئیں... کچھ دور ایک بہت پرسکون مقام ہے... وہاں چل کر بتاؤں گا۔"

"کوئی چکر تو نہیں چلا رہے.. میں نے سنا ہے.. تم دوسروں کو چکراتے رہتے ہو... پہلے تو لوگ تمہیں ڈانٹ دیا کرتے تھے... لیکن اب تو تمہارا باپ سردار بن چکا ہے... اب تو لوگ تمہیں ڈانٹ ڈپٹ کرتے ہوئے بھی ڈرتے ہیں۔"

"لیکن آپ مجھے شوق سے ڈانٹ ڈپٹ کرلیں... میں برا

نہیں مانوں گا۔"

اس کی بات سن کر رشید ہنسا اور اس کے ساتھ ہو لیا... اس نے پہلے جنگل کا رخ کیا... پھر جنگل کے اندر سے اپنے گھر کا رخ کیا... تاکہ کوئی بھی انہیں نہ دیکھے۔

"آخر تم مجھے کہاں لے جا رہے ہو... اور ہمیں کب تک چلنا پڑے گا۔"

"بس... نزدیک ہی... آپ فکر نہ کریں... آپ کی تھکن دور ہو جائے گی... ویسے آپ تھک گئے ہوں تو کچھ دیر رک کر سانس لے لیں۔"

"ایسی بات نہیں... میں چل سکتا ہوں۔"

آخر وہ گھر میں داخل ہوئے، وہاں سودا موجود تھا... سودا کو دیکھ کر رشید چونکا اور بولا:

"سردار آپ۔"

"ہاں! مجھے ایک ضروری کام تھا، اس لیے بلوانا پڑا..."

"لیکن اس طرح چوری چھپے۔"

"یہ بھی ایک مجبوری ہے، کام بہت خفیہ نوعیت کا ہے۔"

"خیر بتائیں۔"

"تمہیں محمد پر جادو کرنا ہے۔"

"کیا کہا.. محمد پر جادو.. آپ کا مطلب ہے، مسلمانوں کے

نبی پر۔" لبید بہت زور سے اچھلا۔

"ہاں... اسی پر... کیا تم یہ کرسکو گے۔"

"اگر وہ واقعی نبی ہیں تو شاید میرا جادو ان پر نہ چلے... تھوڑا بہت اثر ضرور ہو سکتا ہے... لیکن آپ تھوڑے بہت فرق کے لیے تو یہ کام کرانا نہیں چاہتے ہوں گے۔"

"نہیں... میں چاہتا ہوں... تم جادو کر کے انہیں ختم کر دو۔"

"میں یہ کام کر ڈالتا ہوں... نتیجہ کیا نکلتا ہے... کچھ نہیں کہہ سکتا۔"

"پروا نہ کرو... تم کام کرو۔"

"لیکن۔" لبید نے پریشانی کے عالم میں کہا۔

"لیکن کیا؟"

"اس کے لیے مجھے ان کے سر کے دو تین بالوں کی ضرورت ہوگی... وہ میں کیسے حاصل کروں گا بھلا۔"

"یہ کام مجھ پر چھوڑ دو... تم جاؤ... عبداللہ بال تمہیں لا کر دے گا۔"

"کیا کہہ رہے ہو بابا۔"

"ہاں! بال تم لا کر دو گے۔"

"میں بال لا کر دوں گا... لیکن کیسے؟"

"یہ میں نہیں جانتا... بس کسی کو کانوں کان پتا نہ چلے... اور تم بال لے آؤ... تب ہے بات۔"

"اچھی بات ہے..." عبداللہ نے کہا۔

پھر وہ گھر سے نکلا اور ایک سمت میں چل پڑا... چلتا رہا... چلتا رہا... یہاں تک کہ وہ ایک گھر کے دروازے پر رک گیا... اس نے دستک دی تو اندر سے ایک نوجوان یہودی نکلا...

"سردار سودا کے بیٹے آپ... کہیے... کیا بات ہے۔"

"میں نے تمہاری جو ڈیوٹی لگائی تھی... اس کا کیا بنا۔"

"میں ان کی خدمت کرنے لگ گیا ہوں..."

"وہ ایک یہودی سے خدمت لینے پر کیسے تیار ہو گئے۔"

"میں نے ان سے کہا... میں چند دن آپ کی خدمت کر کے دیکھوں گا... پھر میرا دل مانا تو اسلام قبول کرلوں گا، انہوں نے حامی بھرلی... اب میں ان کی خدمت کرتا ہوں... ان کے گھر کے کام کاج کرتا ہوں۔"

"وہ کنگھا کرتے ہیں... بالوں میں۔"

"ہاں! وہ سر اور ڈاڑھی کے بالوں میں کنگھا کرتے ہیں۔"

"اس کنگھے میں ان کے کچھ بال تو رہ جاتے ہوں گے۔"

"ہاں! ایسا ہوتا ہے۔"

"مجھے ان بالوں کی ضرورت ہے۔"

"کیا مطلب... آپ ان بالوں کا کیا کریں گے۔"

"تمہیں اس سے کیا... یہ بتاؤ... یہ کام کر سکتے ہو یا نہیں۔"

"کام خطرناک ہے... کسی نے دیکھ لیا تو پتا نہیں، میرے ساتھ کیا سلوک کریں۔"

"بے وقوف ہو تم... کہہ دینا کنگھا صاف کر رہا تھا۔"

"اوہ ہاں! اچھا۔"

"رات کے وقت میں بال لینے آؤں گا... تم نے سن لیا۔"

"کیا سردار مجھے انعام دیں گے۔"

"بالکل دیں گے... فکر نہ کرو۔"

"اچھی بات ہے۔"

اور پھر عبداللہ واپس مڑ گیا... سکرین چند لمحے کے لیے تاریک ہو گئی... اچانک پھر روشنی ہوئی... عبداللہ اپنے گھر میں داخل ہوتا نظر آیا... وہاں اس کے باپ کے ساتھ بسید موجود تھا۔

اسے دیکھ کر دونوں نے سوالیہ انداز میں سر اٹھایا۔

"کام ہو گیا... یہ رہے بال۔"

"کمال ہے... یہ تم کیسے لے آئے۔"

"یہ نہ پوچھیں... البتہ میں نے بال لانے والے سے انعام کا وعدہ کیا تھا، وہ اسے دینا ہے۔"

"ٹھیک ہے... دے آنا... اب تم جاؤ۔"

"لیکن میں یہاں ٹھہر کر جادو کا عمل کیوں نہ دیکھوں۔"

باپ نے سوالیہ انداز میں بسید کی طرف دیکھا... جیسے اجازت لے رہا ہو...

"کوئی حرج نہیں... عبداللہ عقل مند بچہ ہے... بال بھی آخر اسی نے لا کر دیے ہیں... اب میں اپنا کام شروع کرتا ہوں۔"

یہ کہہ کر اس نے اپنے تھیلے سے ایک گڑیا نکالی... اس کے جسم میں پنیں گھونپیں... ساتھ میں وہ کچھ پڑھتا جا رہا تھا... پھر اس نے ان بالوں پر کچھ پڑھا اور بالوں کو ان کے پنوں کے ساتھ چپٹا دیا...

"اس گڑیا کو ذی زروان کے کنوئیں میں لٹکانا پڑے گا... یہ کنواں پہاڑ کے پاس ہے... یہ کام کون کرے گا۔"

"عبداللہ کرے گا اور کون کرے گا۔" اس کے باپ نے کہا۔

"بالکل کروں گا... آپ یہ گڑیا مجھے دے دیں۔"

گڑیا لے کر عبداللہ گھر سے نکل گیا...

"اب یہ رپورٹ ہمیں کون دے گا کہ اس جادو کا ان پر اثر ہوا ہے یا نہیں۔"

"اس سوال کا جواب عبداللہ دے گا... اگر اس نے بال لا کر دیے ہیں تو وہ یہ کام بھی کرے گا۔"

"ٹھیک ہے... تب پھر میں چلتا ہوں... میں نے اپنا کام پورا کر دیا۔"

سووا نے سر ہلا دیا... پھر وہ رات کی تاریکی میں وہاں سے نکل گیا...

ایک بار پھر سکرین تاریک ہو گئی... اس بار روشن ہوئی تو عبداللہ گھر میں داخل ہوتا نظر آیا... باپ نے اسے دیکھ کر پوچھا:

"اب ہمیں یہ کس طرح معلوم ہو گا کہ اس جادو کا اس پر اثر ہوا یا نہیں اور ہوا تو کتنا؟"

"یہ کام بھی میں کرلوں گا... آپ پہلے بال لا کر دینے والے کا انعام نکالیں۔"

"یہ لو انعام کی رقم۔"

انعام کی رقم لے کر عبداللہ گھر سے نکلا.. پھر وہ ایک دروازے پر دستک دیتا نظر آیا... یہ وہی گھر تھا جس میں بال لانے والا خادم رہتا تھا۔

"تمہارا انعام لے آیا ہوں۔"

"شکریہ! امید نہیں تھی کہ انعام اس قدر جلد مل جائے گا۔"

"لیکن تمہیں ایک کام اور کرنا ہے۔"

"اور وہ کیا..."

"غور سے اس بات کا مشاہدہ کرنا ہے کہ ان پر اس جادو کا اثر ہوا ہے یا نہیں... یا کیا اثر ہوا ہے... اور یہ کہ ان میں کیا تبدیلی رونما ہوئی ہے۔"

"اچھی بات ہے... تم روز رات کو آ کر رپورٹ لیتے رہنا.. میں ہر روز کی بات بتاتا رہوں گا۔"

"او کے۔"

عبداللہ وہاں سے پلٹ آیا... سکرین ایک بار پھر تاریک ہو گئی... اس بار روشن ہوئی... تو وہی خادم عبداللہ کے ساتھ نظر آیا...

"ہاں! کیا رہا... جادو نے اپنا اثر کیا یا نہیں۔"

"ایک بہت عجیب بات ہوئی ہے۔" خادم نے کانپتی آواز میں کہا۔

☆...☆...☆

شکست پر شکست

دونوں نے پریشان ہو کر خادم کی طرف دیکھا... آخر ہم

نے کہا:

"کیا عجیب بات ہو گئی، بیان کرو۔"

"چند دن سے محسوس ہو رہا تھا جیسے مجھ کو بھولنے کا مرض ہو گیا

ہے... وہ کہتے تھے کیا میں نے فلاں کام کر لیا ہے... یعنی انہیں یاد

نہیں رہتا تھا کہ وہ فلاں کام کر چکے ہیں یا نہیں... اس سے میں یہ سمجھ

گیا کہ جادو اپنا کام کر رہا ہے... اور بات تھی بھی یہی... لیکن پھر۔"

کہتے کہتے رک گیا۔

"لیکن پھر کیا؟"

"آج انہوں نے اپنے صحابہ کو بتایا کہ ان پر جادو کیا گیا ہے

یہ سن کر میں چونک اٹھا... بظاہر میں کام میں لگا ہوا تھا، لیکن میرے کان

ان کی باتوں کی طرف تھے... وہ لوگوں کو بتا رہے تھے... ابھی میرے

پاس دو فرشتے آئے ہیں... ان میں سے ایک جبرئیل ہیں، دوسرے

میکائیل... انہوں نے بتایا ہے کہ مجھ پر جادو کیا گیا ہے... انہوں نے

بتایا کہ ذی ذروان کنوئیں میں ایک پتلا لٹکا ہوا ہے... یا گڑیا کہہ لو، اس

کے ذریعے مجھ پر جادو کیا گیا ہے... جاؤ اس پتلے کو وہاں سے نکال

لاؤ، فرشتے نے مجھے یہ بھی بتایا ہے کہ جادو بسید بن اعصم نامی یہودی

جادوگر نے کیا ہے۔"

"کیا!!!" بسید بن اعصم چلا اٹھا۔

"ہاں جناب! بالکل یہی ہوا ہے... پھر انہوں نے بتایا کہ

جادو کرنے کے سلسلے میں کنگھی کے بالوں سے مدد لی گئی ہے... یعنی

میرے بال کوئی یہاں سے بسید کے پاس لے گیا تھا۔"

ان الفاظ کے ساتھ ہی انہوں نے میری طرف دیکھا... میں

سمجھ گیا کہ وہ مجھ پر شک کر رہے ہیں، اس لیے کہ میں ہی وہ یہودی

تھا... میں گھبرا گیا، لیکن انہوں نے مجھے کچھ نہ کہا... فرشتے نے انہیں یہ

بھی بتایا ہے کہ پتلے میں گیارہ پنیں لگی ہوئی ہیں... اس کا علاج انہوں

نے یہ بتایا کہ پتلے کو کنوئیں سے نکال کر جلا دیا جائے، پھر انہوں نے بتایا

کہ اللہ نے ان پر دو سورتیں نازل فرمائی ہیں... ان کے نام سورہ فلق

اور سورہ الناس ہیں... انہیں بتایا گیا ہے کہ اگر کسی پر جادو وغیرہ کیا

جائے تو ان سورتوں کو پڑھ کر دم کرے، جادو کا اثر ختم ہو جائے گا...

چنانچہ انہوں نے اپنے صحابہ کو کنوئیں کی طرف روانہ کیا... آپ کا وہ

جادو وہاں سے نکال لائے اور اس کو جلا دیا گیا ہے... یہ ہے آپ کے

جادو کا انجام۔"

یہ سن کر بسید نے کہا:

''یہ تو کام خراب ہو گیا... اب وہ مجھے بلائیں گے تو میں کیا
جواب دوں گا۔''

''تم کہہ دینا... لالچ میں آ کر یہ کام کر گزرا... اور فوراً
معافی مانگ لینا، وہ معافی مانگنے والوں کو کچھ نہیں کہتے... معاف
کر دیتے ہیں... لیکن تم یہ نہ بتانا... تمہیں دینار کس نے دیے تھے
ورنہ اس سازش کے تانے بانے سب بکھر جائیں گے۔''

''آپ فکر نہ کریں سردار۔'' بسید نے فوراً کہا۔

سکرین پر چند لمحوں کے لیے تاریکی چھا گئی... وہ سب اس
میں پوری طرح کھو چکے تھے... انہیں اردگرد کا ہوش تک نہیں رہ گیا
اسی وقت سکرین پھر روشن ہو گئی... بسید سودا کے گھر میں داخل ہوتا
آیا... سودا نے اسے دیکھتے ہی پوچھا:

''ہاں بسید! کیا رہا۔''

''انہوں نے آدمی بھیج کر مجھے بلوایا تھا، اور سب کی موجودگی
میں پوچھا تھا کہ کیا تم نے مجھ پر جادو کیا تھا... اس غرض کے لیے
پتلا تم نے تیار کیا تھا اور اس پتلے کو ذروان نامی کنوئیں میں رکھوایا تھا
میں نے فوراً اقرار کر لیا اور کہا مجھے معاف کر دیں... میں لالچ میں آ گیا
تھا... رات کی تاریکی میں کوئی مجھے ملا تھا، اس نے اپنا منہ چھپایا ہوا
اس نے مجھ سے کہا تھا کہ اگر میں آپ پر جادو کر دوں تو وہ مجھے

دے گا... بس میں لالچ میں آ گیا... آپ مجھے معاف کر دیں...
میری بات سن کر انہوں نے کہا...

''مجھے میرے اللہ نے اس جادو سے بچا لیا۔ پھر انہوں نے
مجھے معاف کر دیا... مسلمانوں میں یہ بات کافی مشہور ہو گئی ہے، میں
نے ان کی باتیں سنی ہیں... وہ کہہ رہے تھے کہ اس پتلے میں سوئیاں لگی
ہوئی تھیں... ایک دھاگا بھی جس میں گرہیں لگی ہوئی تھیں... جب پتلا
ان کے نبی کے پاس لے جایا گیا تو انہوں نے آیات پڑھ کر وہ پنیں
نکالنا شروع کیں، اس طرح تمام پنیں نکال دیں، پھر پتلے کو جلا دیا
گیا...'' بسید یہاں تک کہہ کر خاموش ہو گیا... اس کے بعد سودا نے
کہا:

''مطلب یہ کہ ہمارا یہ وار خالی گیا... اور محمد واقعی نبی ہیں...
لیکن اگر ہم انہیں نبی مان لیتے ہیں... تو ہماری حیثیت کیا ہو گی... ہم
دو ٹکے کے نہیں رہ جائیں گے... پھر ہماری قوم کے جو عالم لوگ
ہیں... وہ ان کی نبوت کو ماننے کے لیے کسی طرح تیار نہیں، لہٰذا ہم اب
کوئی اور تدبیر کریں گے... ایسی تدبیر جو خالی نہیں جائے گی... بسید تم
جا سکتے ہو... اب اس واقعے کا ذکر کسی سے نہ کرنا... کبھی کسی کو معلوم
نہ ہو یہ کام تم سے میں نے کروایا تھا۔''

''بہت بہتر۔''

بسید اٹھتا نظر آیا... ساتھ ہی سکرین تاریک ہو گئی...

روشن ہوئی تو ایک شخص دوڑتا نظر آیا... پھر وہ سردار کے گھر میں داخل ہوتا نظر آیا... اندر سردار موجود تھا... دوڑ کر آنے والے شخص نے ہانپتے ہوئے کہا:

"سردار! ایک خبر ہے۔"

"اور وہ کیا۔"

"محمد آج کسی وقت بنونضیر کے ہاں آ رہے ہیں... انہیں ان سے کوئی معاملہ طے کرنا ہے... بنونضیر اندر سے ان کے پہلے ہی سخت خلاف ہیں... انہوں نے محمد سے صلح کا معاہدہ کیا ہوا ہے... اب وہ اس معاہدے سے پھرنے کا ارادہ رکھتے ہیں..."

"خوب! وہ کہاں آئیں گے۔" سردار نے کہا۔

"یہ تو طے نہیں ہوا... بنونضیر کے جو سردار لوگ ہیں، وہ ان سے بات کریں گے۔"

"معلوم کرو... وہ انہیں کہاں بٹھائیں گے... اور جلد آنا۔"

"بہت بہتر سردار... وہ بھی تو آخر ہمارے یہودی بھائی ہیں، قبیلہ اور ہے تو کیا... ہم سب کا مشن ایک ہے... یہ کہ محمد کو ختم کر دیا جائے تاکہ نہ رہے بانس، نہ بجے بانسری۔"

"ہاں ٹھیک ہے... تم جلدی کرو... ایسا نہ ہو کہ وہ آ کر چلے جائیں اور ہم ہاتھ ملتے رہ جائیں گے... اس سے اچھا موقع پھر نہیں ملے گا۔"

سکرین پر پہلے وہ شخص جاتا ہوا نظر آیا، پھر چند سیکنڈ کے لیے سکرین تاریک ہوگئی... پھر وہ آتا نظر آیا، اس نے اندر آ کر بتایا۔

"ہمیں کچھ کرنے کی ضرورت نہیں... بنونضیر پہلے ہی سازش مکمل کر چکے ہیں... آج محمد کا کام تمام ہو جائے گا۔"

"وہ کیسے؟" سردار نے چونک کر پوچھا۔

"انہیں ایک ایسی جگہ بٹھایا جائے گا، میرا مطلب ایک ایسی دیوار کے سائے میں بٹھایا جائے گا جس کی چھت پر پہلے بنونضیر کا ایک سردار عمرو بن جحاش ایک بھاری پتھر لیے چھت پر موجود ہوگا، وہ پتھر ان کے سر پر گرائے گا... اس طرح وہ بچ نہیں سکیں گے... ان کے ساتھ ان کے چند ساتھی ہوں گے اور بس... انہیں ایسے میں حملہ کر کے ختم کر دیا جائے گا۔"

"بہت خوب! یہ بنونضیر تو بہت ذہین لوگ ہیں... اب ہم لوگ ہر طرح ان کا ساتھ دیں گے... مسلمانوں کا چن چن کر قتل کریں گے... اب تم جاؤ اور سارا منظر اپنی آنکھوں سے دیکھو... پھر آ کر مجھے خوش خبری سنانا۔"

"بہت بہتر سردار! آپ انعام تیار رکھیں۔"

"تم فکر نہ کرو... انعام تیار ہے..."

پھر وہ باہر نکل کر تاریکی میں غائب ہوگیا... ایک بار پھر سکرین تاریک ہوگئی... اس بار روشن ہوئی... وہی آدمی اندر داخل

ہوتا نظر آیا... سردار کی جونہی اس پر نظر پڑی... چونک اٹھا۔

"کیا ہوا... تمہارا تو منہ لٹکا ہوا ہے۔"

"سازش ناکام ہو گئی۔" اس نے کھوئے کھوئے انداز میں

کہا۔

"کیسے؟" سردار چیخا۔

"جونہی عمر بن جحاش پتھر گرانے کے لیے تیار ہوا... وہ اچانک اٹھے اور وہاں سے چل دیے... پھر ان کے ساتھی بھی اٹھ کر چلے گئے... اور اب سنا ہے انہوں نے بنو نضیر کو یہاں سے نکل جانے کا حکم دے دیا ہے... اعلان کروا دیا ہے کہ یہ جگہ خالی کر دو... ورنہ ان سب کو قتل کر دیا جائے گا... شہر خالی کرنے کے لیے انہیں دن کی مہلت دی گئی ہے۔"

"اوہ اچھا... حیرت ہے... کمال ہے... آخر عین وقت پر وہ کیوں اٹھ کھڑے ہوئے۔"

"اس کا جواب اس کے سوا کیا ہو سکتا ہے کہ وہ جو کہتے ہیں بالکل سچ ہے... یعنی ان پر وحی آتی ہے... اللہ کے فرشتے نے انہیں عین وقت پر خبر کر دی کہ ان پر پتھر گرایا جانے والا ہے... بس وہ اٹھے اور چل دیے۔"

"اپنی زبان بند رکھ... اور جا کر بنو نضیر سے کہہ دے... ہم اس کے ساتھ ہیں... انہیں شہر چھوڑ کر جانے کی کوئی ضرورت نہیں... ہم مسلمانوں کی اینٹ سے اینٹ بجا دیں گے... ہم کیوں یہاں سے جائیں... انہیں نکال دیں گے۔"

"بہت بہتر سردار۔"

یہ کہہ کر وہ آدمی باہر نکل گیا... اسی وقت اندر سے عبداللہ اس کمرے میں آ گیا۔

"بابا! آپ ناکام پر ناکام ہوتے چلے جا رہے ہیں... اب اس کام کو میرے حوالے کر دیں... پھر دیکھیے میں کس قدر جلد کامیاب ہوتا ہوں۔"

"نہیں عبداللہ! تم ابھی کم عمر ہو... تم اتنا ہی کرو... جتنا تم سے کہا جائے... ہم ناکام ہو رہے ہیں تو اس کی وجہ ہے... اس کی وجہ وہ غیبی طاقت ہے... جو انہیں بچا لیتی ہے... لیکن کب تک... ایک دن تو ہمارا وار کارگر ہو کر رہے گا۔"

"مجھے ایسا ہوتا نظر نہیں آتا بابا۔" عبداللہ نے کھوئے کھوئے انداز میں کہا۔

"کیا مطلب؟"

"مطلب یہ کہ... اگر کوئی غیبی طاقت واقعی ان کے ساتھ ہے... یا ایسا ہی ہے جیسا وہ کہتے ہیں کہ ان کے پاس آسمانوں سے فرشتے اترتے ہیں... وہ انہیں خبریں سناتے ہیں... تب ہمارا وار ان پر کبھی بھی کارگر نہیں ہو... لہٰذا۔" وہ کہتے کہتے رک گیا... کسی گہری

سوچ میں گم ہو گیا۔

''کہو... رک کیوں گئے۔''

''ہم اپنا کام ان کی وفات کے بعد شروع کریں گے... ان کا دعویٰ ہے کہ وہ آخری نبی ہیں... جب نبوت ختم ہو جائے گی تو وحی کا سلسلہ تو بند ہو جائے گا... ٹھیک ہے یا نہیں۔''

''بالکل ٹھیک۔''

''ہم اس وقت مسلمانوں پر اپنا وار شروع کریں... بلکہ وار پر وار۔''

''تمہاری بات دل کو لگتی ہے... لیکن... کوشش کرتے رہنے میں کیا حرج ہے۔''

''ٹھیک ہے... ضرور کریں... مجھے آپ جو حکم دیں گے، بجالاؤں گا... لیکن ایسا محسوس کرتا ہوں... اس کام کی بھاگ دوڑ جلد میرے ہاتھوں میں آنے والی ہے... میں رہتی دنیا تک مسلمانوں کے سینے پر مونگ دلوں گا۔''

''عبداللہ... تمہارے الفاظ چونکانے والے ہیں... حیرت انگیز ہیں... ابھی تم بچے ہو... اور باتیں بڑوں جیسی کرتے ہو... کاش میں اس وقت تک زندہ رہوں... جب تم اپنا کام شروع کرو۔''

''اگر آپ اس وقت تک زندہ رہے تو آپ دیکھ ہی لیں گے۔''

''بہت خوب! اب دیکھتے ہیں... بنو نضیر کی طرف سے کیا پیغام آتا ہے... کہیں وہ شہر خالی کرنے کا پروگرام نہ بنالیں۔''

''وہ ایسا نہیں کریں گے... مسلمانوں کا مقابلہ کریں گے... ہم ان کا ساتھ دینے کی تیاری شروع کر دیتے ہیں۔''

سکرین ایک بار پھر تاریک ہو گئی... اس بار روشن ہوئی تو سردار کا وہی خادم آتا نظر آیا، اندر آتے ہی اس نے کہا:

''سردار... یہودیوں کے سردار عبداللہ ابن ابی سلول نے اعلان کیا ہے کہ ہم شہر چھوڑ کر نہیں جائیں گے... مسلمانوں سے جو ہو سکتا ہے، کر لیں۔''

''بہت خوب! یہ ہوئی نا بات... تم لوگ بھی پھر مقابلے کی تیاری شروع کر دو... ہم سب مل کر مسلمانوں کا مقابلہ کریں گے۔''

''لیکن...'' ایسے میں عبداللہ بول اٹھا۔

''لیکن کیا میرے ذہین بیٹے۔'' سردار مسکرایا۔

''اگر ہمیں شکست ہو گئی... جیسا کہ نظر آ رہا ہے تو کیا ہو گا... اس صورت میں بھی تو ہمیں شہر سے نکلنا پڑے گا... اس وقت ہماری ہوا اکھڑ جائے گی۔''

''لیکن اگر ہم نے مسلمانوں کو شکست دے دی... تو کیا ان کی ہوا نہیں اکھڑے گی۔''

''ضرور اکھڑے گی... لیکن... اس کا امکان نہیں ہے...

ہمیں ہی نکلنا پڑے گا... اس سے بہتر ہے... ہم لڑے بغیر نکل جائیں
اپنی طاقت کو ایک جگہ جمع کر لیں... پھر مسلمانوں پر بھرپور حملہ کریں۔"

"نہیں سردار... عبداللہ بن ابی سلول نے جو فیصلہ کیا ہے...
ہم اس کا احترام کریں گے... ہماری طرف سے انہیں پیغام بھیج دو کہ
ہم ان کے ساتھ ہیں اور جب لڑائی شروع ہو گی تو وہ ہمیں اپنے دائیں
بائیں پائیں گے۔"

"بہت بہتر..." خادم نے کہا اور اٹھ کر باہر نکل گیا۔

عبداللہ کسی گہری سوچ میں غرق ہوتا نظر آیا۔

سکرین تاریک ہو گئی... پھر روشن ہوئی تو میدان جنگ کا
منظر تھا... ایک طرف مسلمان خیمہ زن تھے تو دوسری طرف یہودی...
مسلمان بار بار نعرہ تکبیر بلند کر رہے تھے... اور یہودی جواب میں ان
کی طرف تیر پھینک رہے تھے... ان کی طرف سے بھی تیر اندازی
ہو رہی تھی۔

یہ سلسلہ کئی گھنٹے تک چلتا رہا... پھر رات ہو گئی... لڑائی بند
ہو گئی... سکرین تاریک ہونے کے بعد روشن ہوئی تو سورج نکل رہا تھا۔
ایک یہودی کھڑا تقریر کرتا نظر آیا... وہ کہہ رہا تھا:

"اب ہمیں ایک جگہ جمع ہو کر لڑنا ہو گا... ہم الگ الگ
ٹکڑیوں میں رہ کر مسلمانوں کا مقابلہ نہیں کر سکتے... ہمارے پاس خیبر کا
قلعہ ہے... ہم فی الحال قلعہ بند ہو سکتے ہیں... وہاں رہ کر اپنی طاقت

جمع کریں گے... پھر مسلمانوں سے فیصلہ کن جنگ ہو گی..."

"لیکن کیوں...؟" ایسے میں عبداللہ بن سودا بول اٹھا۔

"لیکن کیوں... کیا... یہ کون بولا... آواز تو کسی بچے کی
تھی۔"

"یہ میں بولا تھا۔" مجمعے میں سے عبداللہ اٹھتا نظر آیا۔

"تم کون ہو۔"

"سردار سودا کا بیٹا۔"

"اوہ اچھا... سردار سودا کے تو ہم ویسے بھی شکر گزار ہیں...
انہوں نے پوری طرح ہمارا ساتھ دیا... یہ اور بات ہے کہ ہمیں شکست
ہو گئی۔"

"تب پھر میری بات مانیں..."

"عبداللہ! بیٹھ جاؤ... بڑوں کے درمیان نہیں بولا کرتے۔"
سودا کی سخت آواز ابھری۔

"نہیں سودا بھائی... اسے کہنے دو... بچہ بہت ذہین لگتا ہے،
ہاں بیٹے کہو..."

"آپ مکے ایک وفد بھیجیں... وہ مسلمانوں سے دو مرتبہ
شکست کھا چکے ہیں... ان سے کہیں... وہ مسلمانوں پر ایک حملہ اور
کریں... ہم نے محمد (ﷺ) سے معاہدہ ختم کر دیا ہے... پہلے ہم اس
معاہدے کی وجہ سے آپ لوگوں کا ساتھ نہیں دے سکتے تھے، لیکن اب

ہم نے معاہدہ ختم کر دیا ہے... لہٰذا آپ آ جائیں... ہم سب مل کر
آپ کا ساتھ دیں گے اور مسلمانوں کو ایسی شکست دیں گے کہ پھر کبھی وہ
مقابلے پر آنے کا نام نہیں لیں گے۔"

"خوب! بہت خوب! آپ نے دیکھا سردار سودا... بیٹے
نے کس قدر اہم تجویز پیش کی ہے..."

"واقعی... اس میں کوئی شک نہیں... ان حالات میں اس
سے بہتر تجویز کوئی نہیں ہو سکتی... آپ کا یہ بیٹا قابل تعریف ہے۔"
ایک اور سردار نے کہا۔

"تب پھر وفد بھیجنے کی تیاری کریں... اور پہلے یہ طے کر لیں،
وہ وفد جا کر کیسے بات کرے گا۔"

ایک لمحے کے بعد سکرین پر گھوڑے دوڑتے نظر آئے...
گویا وفد جا رہا تھا... سکرین پھر روشن ہوئی... اور گھوڑے آتے نظر
آئے... تمام یہودی مل کر انتظار کرتے نظر آئے... جونہی وفد کے
ارکان گھوڑوں سے اترے، وہ پکار اٹھے:

"کہو... کیا خبر لائے۔"

"مکے کے تمام سردار مسلمانوں پر ایک بڑا حملہ کرنے کی
تیاریوں میں پہلے سے مصروف ہیں... ہمارے لیے انہوں نے پیغام
دیا ہے کہ آپ بھی تیاری کر لیں... مل کر حملہ کیا جائے گا... اور انہوں
نے کہا ہے... جہاں تک ہو سکے... اپنی تیاریوں کو خفیہ رکھیں... یعنی

مسلمانوں کو خبر نہیں ہونی چاہیے۔"

"یہ تو خیر نہیں ہوگا۔"

"بہت بہتر۔"

سکرین تاریک ہو گئی... اس کے بعد روڈی کی آواز ابھری:

"آج کے دن کے لیے اتنی فلمیں کافی ہیں یا اور لگائی
جائیں۔"

"حد درجے دلچسپی محسوس ہو رہی ہے... ابھی چلنے دیں۔"
آفتاب کی آواز ابھری۔

"باقی لوگ کیا کہتے ہیں۔"

"ہم بھی ابھی نہیں تھکے۔"

"اچھی بات ہے... لگاتے رہو بھئی فلم... میں تو اب آرام
کروں گا۔" ان الفاظ کے ساتھ روڈی کی تصویر سکرین پر سے غائب
ہو گئی... اور دوسری سکرین پھر روشن ہو گئی...

سکرین پر ایک بڑا لشکر نظر آیا، وہ ہر طرح کے ساز و سامان
سے لیس تھا... راستے میں وہ جن قبیلوں کے پاس سے گزرتا گیا، قبیلے
اس میں شامل ہوتے گئے... اس طرح وہ سکرین پر لشکر کی تعداد میں
بہت تیزی سے اضافہ ہوتے دیکھتے رہے... پھر لشکر میں سے کسی نے
کہا:

"ہم مدینے کے نزدیک پہنچنے والے ہیں... لہٰذا ہمارے گھر

یہودیوں کو اطلاع کر دی جائے کہ وہ بھی آ کر ہم سے مل جائیں۔۔ چاہے وہ خیبر کے قلعے میں موجود ہوں یا اس کے آس پاس کے قصبوں میں ہوں... جن لوگوں نے ہماری مدد کا وعدہ کیا ہے اور مسلمانوں کو نیست و نابود کرنے کی ٹھانی ہے... وہ سب کے سب آ کے ہم سب سے مل جائیں... ہم اس بار اتنی بڑی تعداد اور طاقت سے مسلمانوں پر حملہ آور ہوں گے کہ ان کا نام و نشان مٹا دیں گے پھر کوئی اسلام کا نام تک لینے والا نہیں بچے گا۔"

چند گھوڑے سوار دوڑتے نظر آئے... وہ لشکر سے نکل کر ایک طرف روانہ ہوئے تھے... پھر سکرین پر چھوٹے قلعے نظر آنے آئے... ان قلعوں سے وہ لوگ نکلتے نظر آئے اور دوسرے بڑے لشکر میں شامل ہوتے دکھائی دیے...

وہ اس فلم کو مبہوت ہو کر دیکھ رہے تھے... پھر ایک گھوڑ سوار تنہا سفر کرتا نظر آیا... وہ سودا کے گھر کے سامنے اترا، اندر گیا... اندر سودا اس سے گرم جوشی سے ملاقات کرتا نظر آیا، پھر اس نے کہا:

"کہو! کیا خبر لائے۔"

"مکے کا لشکر ابوسفیان کی سرکردگی میں آ چکا ہے... خیبر کے تمام قلعوں سے ہمارے بھائی نکل کر اس لشکر میں شامل ہو گئے ہیں... اس طرح اس بڑے لشکر کی تعداد 2 ہزار کے قریب ہو گئی ہے... ابوسفیان چار ہزار کے لشکر کے ساتھ روانہ ہوا تھا، راستے میں جتنے بھی

قبائل آتے گئے، اس کے ساتھ شامل ہوتے گئے۔ خیبر کے یہودیوں نے مل کر ان کی تعداد کو اس قدر زیادہ کر دیا کہ اس بار مسلمانوں کا نام و نشان تک مٹ جائے گا... ہمارے لشکر میں ساڑھے چار ہزار اونٹ، تین سو گھوڑے ہیں۔"

"بہت خوب! یہ بہت حوصلہ افزا باتیں ہیں۔"

"لیکن بابا! ان کی تیاریاں کیا ہیں۔" دوسرے کمرے سے عبداللہ نکلتا نظر آیا۔

دونوں نے چونک کر اس طرف دیکھا... پھر سودا نے ہنس کر کہا:

"تو تم اس طرف ہماری باتیں سن رہے تھے۔"

"بالکل سن رہا تھا... یہ بتائیں، مسلمانوں کی تیاریاں کیا ہیں۔"

"سنا ہے... انہوں نے سلمان فارسیؓ کے مشورے سے مدینے کے گرد خندق کھودنا شروع کی ہے..." گھوڑے سوار نے کہا۔

"کیا کہا... خندق... یہ لوگ خندق کا علم کہاں سے لے آئے۔" سودا نے منہ بنایا۔

"سلمان فارسی نے انہیں بتایا کہ ان کے علاقے میں لوگ اس طرح لڑتے ہیں..."

"یہ سلمان فارسی کون ہے... وہ جو ہمارے ایک بھائی کے

پاس غلام تھا جسے ایک قافلے والے بیچ گئے تھے۔"

"ہاں وہی... یہ اصفہان سے چلا تھا... پہلے آگ کو پوجتا تھا، پھر عیسائی مذہب اختیار کیا.. اور چلتا چلتا.. محمدؐ تک پہنچ گیا.. اسلام قبول کرلیا، پھر مسلمانوں نے اس کی قیمت ادا کر کے اسے آزاد کرالیا، یہ مشورہ اس کا ہے۔"

"کیا ایسا نہیں ہوسکتا کہ اس خندق کے تیار ہونے سے پہلے ہم حملہ آور ہو جائیں۔"

"تمام مسلمانوں نے بھوک کی وجہ سے پیٹ پر پتھر باندھ رکھے ہیں... لیکن پھر بھی خندق کھود رہے ہیں... خود ان کا نبی بھی ان کے ساتھ کام کر رہا ہے... جس طرح وہ ہاتھ چلا رہے ہیں... اس سے تو یہی لگتا ہے کہ وہ خندق کھود لیں گے... لشکر بعد میں پہنچے گا۔"

"تب تم جاؤ... ان سے کہو... اور زیادہ تیز چلیں۔" عبداللہ نے بھنا کر کہا۔

سودا اور گھوڑے سوار نے حیران ہو کر اس کی طرف دیکھا... کیونکہ بہر حال وہ ایک کم عمر لڑکا تھا... آخر سودا نے کہا:

"میرا یہ بیٹا بہت ہوشیار ہے... اس قسم کے کاموں کا اسے اس عمر میں بہت زیادہ تجربہ ہے... لہٰذا جو یہ کہتا ہے... وہ کریں۔"

"بہت بہتر جناب۔" گھوڑے سوار نے کہا اور وہاں سے چلا گیا۔

"تم کیا کہتے ہو عبداللہ۔"

"اگر ہم یہ جنگ جیت جاتے ہیں تو سمجھ لیں، پھر ہم مسلمانوں کے ایک ایک بچے کو نہیں چھوڑیں گے۔"

"یوں بھی اس قدر بڑا لشکر آج تک مسلمانوں کے مقابلے میں نہیں آیا۔" سودا نے ہنس کر کہا۔

"ہاں! اس بار کی ہماری کوشش ضرور کامیاب ہوگی۔"

سکرین پر سے روشنی غائب ہوگئی... ایسے میں فاروق کی آواز ابھری:

"اف مالک! یہ ہم کیا دیکھ رہے ہیں... کچھ لوگ اس وقت پس پردہ رہ کر مسلمانوں کے خلاف سازشیں کر رہے تھے۔"

"یہ کوئی چھپی بات نہیں... لیکن یہ بات زیادہ چھپی ہوئی تھی کہ ان لوگوں نے یہ سب کس کس طرح کیا... مسلمانوں کے خلاف سازشیں کب نہیں کی گئیں... ہر دور میں کی گئیں... لیکن ان کے انداز الگ تھے... یہودیوں کی سازش کا انداز سب سے انوکھا تھا... ہم اسی انداز کو اس وقت دیکھ رہے ہیں۔" انسپکٹر جمشید نے پریشان آواز میں کہا۔

"آپ پریشان کیوں ہوگئے۔"

"پریشانی کی بات یہ ہے کہ ہم پوری امت مسلمہ کو یہ کیسٹس دکھانے کے قابل نہیں رہے... کاش ہم یہ تمام کیسٹس ان سب کو دکھا

اور رہ سکتے.. مسلمانوں! اب بھی وقت ہے، سنبھل جاؤ... ایک ہو جاؤ، پوری دنیا کے مسلمان اگر ایک ہو جائیں... اب بھی یہ بڑی طاقتیں ان کا کچھ نہیں بگاڑ سکتیں... لیکن ان سازشوں نے ہمیں اس طرح ٹکڑے ٹکڑے کیا ہے کہ ایک ہونا قریب ناممکن نظر آتا ہے... لیکن..."

وہ کہتے کہتے رک گئے... اسی وقت سکرین روشن ہو گئی تھی...

"آپ کیا کہنے والے تھے۔"

"پھر کسی وقت اس لیکن سے آگے کہوں گا... فی الحال تو یہ دیکھو کہ غزوہ خندق کے بارے میں اب یہ کیا دکھاتے ہیں..."

اس وقت انہوں نے دیکھا، ہزاروں آدمیوں کا لشکر ایک شہر پر اندھا دھند تیروں کی بارش کر رہا تھا۔

"یہ... یہ کافر لوگ مدینے پر تیر برسا رہے ہیں۔" آفتاب نے کانپ کر کہا۔

"ہاں! خندق کی وجہ سے یہ ان پر حملہ آور نہیں ہو پا رہے... ادھر مسلمان بھی تیر چلا رہے ہیں... اوہو... وہ دیکھیے بادل بہت تیزی سے آ رہے ہیں... زبردست آندھی آنے والی ہے۔" آصف چلایا۔

"غزوہ خندق کو یاد کرو... آندھی آئی تھی۔" انسپکٹر کامران مرزا مسکرائے۔

وہ سب بتوں کی طرح ساکت بیٹھے فلم دیکھ رہے تھے... پھر

پورے آسمان کو سیاہ بادلوں نے گھیر لیا... پھر تیز ہوا شروع ہوئی... پھر اس میں غضب کی تیزی آ گئی... اس کی آواز حد درجے ہولناک ہو گئی، اور انہوں نے کفار کے خیموں کو اڑتے دیکھا... ان کا ساز و سامان ادھر سے ادھر ہو رہا تھا... وہ بدحواس ہو کر بھاگ رہے تھے... گر رہے تھے... مر رہے تھے... مسلمان نعرہ تکبیر اللہ اکبر کے نعرے لگا رہے تھے... ان کے نعروں کی آوازیں کافروں کا پیچھا کر رہی تھیں، پھر آخرکار... سکرین ایک بار پھر تاریک ہو گئی... اس بار روشن ہوئی تو سودا، عبداللہ اور تین چار اور آدمی سودا کے کمرے میں بیٹھے نظر آئے۔

"یہ کیا ہوا... اتنی بڑی فوج بھی ناکام ہو گئی۔" سودا کہہ رہا تھا۔

"آندھی اس قدر زبردست تھی کہ آج تک ہم نے ایسی آندھی نہیں دیکھی... ان لوگوں کے ساتھ ضرور غیبی طاقت ہے۔" ان میں سے ایک نے کہا۔

"یہ غیبی طاقت کب تک ان کا ساتھ دے گی... ہم بھی ہار ماننے والے نہیں ہیں... ہم انہیں وہ زخم لگائیں گے... کہ یہ قیامت تک ان زخموں کو چاٹتے رہیں گے مگر زخموں کا اثر ختم نہیں ہوگا۔" عبداللہ نے عجیب سے انداز میں کہا۔

"کیا مطلب؟" سب بولے۔

"یہ ابھی بچہ ہے... اس کی بات کو چھوڑیں اور مجھے جلد از جلد

یہ خبر لا کر دیں... کہ اب مسلمان کیا کرنے والے ہیں۔''

''بہت بہتر... میرا نام عبداللہ بن ابی ہے... میری خدمات آپ لوگوں کے لیے ہیں، میں ہر موقع پر مسلمانوں کو نقصان پہنچاؤں گا۔''

''ان کا طریقہ مجھے بہت پسند ہے بابا۔'' عبداللہ نے بلند آواز میں کہا۔

''کیا مطلب؟''

''یہ ہیں تو یہودی... لیکن دکھاوے کے طور پر مسلمان ہو گئے ہیں... اب لوگ تو انہیں مسلمان ہی سمجھتے ہیں... یہ ان کے درمیان رہتے ہیں.. ان کے اندر کی خبریں لا سکتے ہیں... بالکل درست خبریں، لہٰذا یہ ہمارے لیے سب سے زیادہ کام کے آدمی ہیں... ہم ان کے ذریعے بہت سے کام لے سکتے ہیں۔'' عبداللہ نے جلدی جلدی کہا۔

''سودا... آپ کا بیٹا واقعی بہت ذہین ہے... بڑے ہو کر یہ ضرور کام دکھائے گا...''

''میرا بھی یہی خیال ہے...'' سودا ہنسا۔

''تب پھر میں چلتا ہوں... بہت جلد آپ کو بتاؤں گا... اب ان کا کیا پروگرام ہے... ویسے میرا اندازہ ہے کہ اب ان کے حوصلے بہت بلند ہو جائیں گے اور وہ آپ لوگوں کا رخ کریں گے... کیونکہ خندق کی اس لڑائی میں آپ لوگوں نے ان کا ساتھ نہیں دیا... مکے کے

لوگوں کا ساتھ دیا ہے.. ان کی ہر طرح مدد کی ہے... گویا آپ لوگوں نے محمد (ﷺ) کے ساتھ امن کا جو معاہدہ کر رکھا تھا، اس کی خلاف ورزی کی ہے... اور میں نے یہ دیکھا ہے کہ وہ عہد توڑنے والوں کے خلاف فوراً اٹھتے ہیں... ان کو برداشت نہیں کرتے۔''

''اگر وہ ہمارا رخ کریں گے تو ہم ان کے دانت کھٹے کر دیں گے... خیبر کو فتح کرنا آسان نہیں... ہم قلعہ بند ہو کر لڑیں گے... ہمارے پاس قلعوں میں بہت ساز و سامان ہے... اتنا طویل محاصرہ مسلمان کر نہیں سکیں گے... اور جب وہ تھک جائیں گے تب ہم باہر نکل کر ان پر کاری وار کریں گے... لیکن یہ تو بعد کی باتیں ہیں... صرف اندازے ہیں... ابھی ہمیں معلوم نہیں... کہ اونٹ کس کروٹ بیٹھے گا... وہ کرتے ہیں یا نہیں۔''

''ٹھیک ہے... میں چلتا ہوں۔''

سکرین تاریک ہو گئی... اس بار روشن ہوئی تو عبداللہ بن ابی سودا سے کہتا نظر آیا...

''میرا اندازہ درست نکلا، اب وہ خیبر پر چڑھائی کی تیاریاں کر رہے ہیں۔''

''وہ خیبر فتح نہیں کر سکتے... ہم بھی پوری تیاریاں کر رہے ہیں... ادھر ادھر کے تمام قبائل سے ہم نے مدد مانگی ہے... سب کے سب مسلمانوں کے خلاف لڑنے کے لیے بالکل تیار ہیں... کسی ایک

نے بھی انکار نہیں کیا... تم دیکھنا... اس بار ان کے ساتھ کیا ہوتا ہے۔"

"اور میرا پروگرام اور زیادہ شاندار ہوگا۔" عبداللہ بن ابی نے شیطانی مسکراہٹ چہرے پر لاتے ہوئے کہا۔

"اور وہ کیا۔"

"میں اپنے تین سو ساتھیوں کو لے کر عین اس وقت ان سے الگ ہو جاؤں گا، جب وہ خیبر کے پاس پہنچنے والے ہوں گے۔"

"واہ! یہ خوب رہے گا۔"

"بس آپ دیکھتے جائیں۔"

"خوب... اب تم رات کی تاریکی میں نکل جاؤ... کوئی تمہیں دیکھ نہ پائے... یہاں تک کہ کوئی اپنا بھی نہ دیکھ سکے۔"

"آپ فکر نہ کریں۔"

سکرین پہلے تاریک ہوئی... پھر چند سیکنڈ بعد روشن ہوگئی... کیونکہ ڈیوٹی پر موجود آدمی فلمیں تبدیل کر رہا تھا... اب انہوں نے دیکھا... ایک لشکر نعرہ تکبیر بلند کرتا ایک بہت بڑے قلعے کی طرف بڑھ رہا ہے... اس قلعے کے آس پاس چھوٹے چھوٹے قلعے بھی ہیں... لشکر ان قلعوں سے آگے نکل چکا ہے... وہ چھوٹے چھوٹے قلعے پیچھے رہ گئے ہیں... پھر مسلمانوں کے لشکر میں سے تین سو کے قریب آدمی الگ ہو کر واپس لوٹتے نظر آئے... انہوں نے جان لیا... عبداللہ بن ابی اور اس کے ساتھ منافق ساتھی ہیں... مسلمانوں کا لشکر برابر آگے بڑھ رہا تھا۔

آخر قلعے کے نزدیک پہنچ کر لشکر خیمے گاڑتا نظر آیا... اور پھر سکرین پر سودا کا گھر نظر آیا... عبداللہ بن ابی اس کے گھر میں داخل ہوا...

"میں ان سے الگ ہو کر واپس لوٹ آیا ہوں... اب ہم سب مسلمانوں پر کاری ضرب لگانے کے لیے بالکل تیار ہیں۔"

"تم فکر نہ کرو... خیبر کے قلعے میں مرحب جیسا بہادر موجود ہے... وہ مسلمانوں کی دال نہیں گلنے دے گا۔"

"اس بار فتح ہماری ہے، ہم مسلمانوں کو ناکوں چنے چبوا دیں گے۔"

ایسے میں انہوں نے عبداللہ بن سودا کو دیکھا... وہ ایک کونے میں فکرمند بیٹھا نظر آیا... عبداللہ بن ابی کی نظریں اس پر پڑیں تو وہ مسکرا دیا اور بولا:

"ہمارا ہونہار بھتیجا کسی فکر میں گم ہے۔"

"میں سوچ رہا ہوں۔"

"کیا سوچ رہا ہوں۔"

"اب تک ہم نے شکست پر شکست کھائی ہے... لہٰذا میں اس نتیجے پر پہنچا ہوں... کہ مسلمانوں سے لڑنے کا یہ طریقہ ہے ہی نہیں۔"

"کیا مطلب؟" وہ سب ایک ساتھ بولے۔

☆...☆...☆

یہ اندھیرا

"ہاں! میں نے یہی کہا ہے، مسلمانوں سے لڑنے کا یہ طریقہ ہے ہی نہیں... جنگ کے میدان میں ہم انہیں شکست نہیں دے سکتے۔"

"ہم شکست دے سکتے ہیں یا نہیں... یہ سوال بعد کا ہے... پہلے تو اس پر غور کرنا ہوگا کہ اب ہم کیا کریں گے... ہم نے مسلمانوں سے امن کا معاہدہ کیا تھا لیکن ہم قریش مکہ کو اکسا کر مسلمانوں کے مقابلے میں لے آئے... اب ان کے نبی ہم پر حملہ کریں گے۔"

"کوئی پروا نہیں... اب ہم قلعہ بند ہو کر لڑیں گے... خیبر کے قلعوں کو فتح کرنا آسان کام نہیں ہوگا... اس بار مسلمانوں کو ہم ناکوں چنے چبوا دیں گے۔"

"لیکن مجھے ایسا نظر نہیں آتا۔" عبداللہ بول اٹھا۔

"کیا نظر نہیں آتا۔" سودا نے منہ بنایا۔

"یہ کہ ہم انہیں قلعہ بند ہو کر ناکوں چنے چبوا دیں گے... بلکہ میں سمجھتا ہوں... وہ قلعوں میں داخل ہو جائیں گے اور الٹا ہمیں ناکوں چنے چبوا دیں گے... لہٰذا میری بات پر غور کریں... مسلمانوں سے

لڑنے کا یہ طریقہ ہے ہی نہیں۔" عبداللہ نے جلدی جلدی کہا۔

"تب پھر کیا طریقہ ہے ان سے لڑنے کا۔" وہاں موجود لوگوں میں سے ایک نے کہا۔

"سازش... ان کے خلاف صرف سازشیں کی جائیں... سازشیں سوچی جائیں... سازشوں پر عمل کیا جائے... ایک کے بعد دوسری... دوسری کے بعد تیسری... تیسری کے بعد چوتھی... سازشوں پر سازشیں کرتے چلے جائیں... سازشوں کا جال ان کے گرد پھیلا دیا جائے... بلکہ میں غلط کہہ گیا... سازشوں کے اتنے جال ان کے گرد پھیلا دیے جائیں کہ ایک جال سے نکل نہ پائیں کہ دوسرے جال میں پھنس جائیں... بس مسلمانوں سے لڑنے کا یہی ایک طریقہ ہے... انہیں ختم کرنے کا... دنیا سے انہیں مٹانے کا یہی ایک طریقہ ہے... آپ میری اس بات کو لکھ لیں۔"

"لیکن ہم اس وقت کیا کریں... مسلمانوں کا لشکر خیبر کی طرف بڑھنے کی تیاریاں کر رہا ہے... کیا ہم کسی سازش سے انہیں روک سکتے ہیں۔"

"ہاں! کیوں نہیں... قیصر روم کو کہا جائے... وہ مسلمانوں پر حملہ کرے... وہ بہت بڑی طاقت ہے۔"

"جب تک قیصر روم ہماری بات سنے گا... اس وقت تک مسلمان خیبر پر حملہ کر چکے ہوں گے۔"

"یہ آپ کا مسئلہ ہے... میرا نہیں... میں نے آپ کو بتا دیا
ہے کہ قیصر روم کو دعوت دی جائے اور خود پیچھے رہا جائے... یعنی انہیں
اور رومیوں کو لڑنے دیا جائے... اس طرح جب مسلمانوں کی طاقت
کمزور ہو جائے گی تو ان پر کاری ضرب لگائی جا سکتی ہے۔"

"اور اگر انہوں نے رومیوں کو شکست دے دی تو پھر ان کی
اور دھاک بیٹھ جائے گی... ہمارے لوگ پھر مقابلہ نہیں کریں گے...
صرف بھاگ جانے کی سوچیں گے۔"

"یہ آپ جانیں... میرا کام تو تھا، بتا دینا، سو میں نے بتا دیا
اگر آپ یہ سمجھتے ہیں کہ ہمیں خیبر میں ان کا مقابلہ کرنا ہی پڑے گا تو پھر
قلعہ بند ہونا ہی بہتر ہے... قلعوں کے محاصرے بھی مسلمانوں کو تھکا
دیں گے..."

"چلو تم نے کوئی بات مانی... ہمارے ننھے بوڑھے۔"

"اس خطاب کے لیے شکریہ۔" عبداللہ ہنسا۔

اور پھر سکرین پر تاریکی پھیل گئی... اس بار سکرین روشن ہوئی
تو انہوں نے مسلمانوں کے لشکر کو ایک قلعے کی طرف بڑھتے دیکھا... ا
فلک شگاف نعروں میں نعرہ تکبیر اللہ اکبر کہہ رہے تھے... ان کے نعرے
بار بار گونج رہے تھے... پھر قلعے پر تیر برسنے لگے... ادھر قلعے کی فصیل
پر موجود یہودی مسلمانوں پر تیروں کی بارش کر رہے تھے۔ جنگ کا سلسلہ
بہت دیر تک جاری رہا... پھر سورج غروب ہوتا نظر آیا... کوئی ف

آواز میں کہہ رہا تھا۔

"مسلمانو..... ہمیں کتنے دن ہو گئے اس قلعے کا محاصرہ کیے
ہوئے... آخر یہ فتح کیوں نہیں ہو رہا... ضرور ہم کوئی سنت بھول رہے
ہیں... ہاں یاد آیا... جنگ کی مصروفیات میں الجھ کر ہم مسواک کرنا
بھول گئے ہیں... جلد سب مسواک کرو... اور سنا ہے... آج تو اللہ
کے رسول نے اعلان فرمایا تھا... صبح میں جھنڈا اسے دوں گا... جو خیبر کو
فتح کرے گا... اب دیکھیں آج جھنڈا کسے ملتا ہے۔"

پھر مسلمان زور زور سے مسواک کرتے نظر آئے... قلعہ کی
فصیل پر موجود یہودیوں نے انہیں اس طرح مسواک کرتے دیکھا تو
ان کی آنکھوں میں خوف نظر آیا... شور سا گونج اٹھا...

"یہ... یہ مسلمان کیا کر رہے ہیں۔"

"دانت تیز کر رہے ہیں۔" ایک آواز ابھری۔

"ارے باپ رے... کہیں یہ ہمیں کچا چبا جانے کے لیے تو
دانت تیز نہیں کر رہے۔"

"شاید ایسا ہی ہے۔"

سکرین پر نظر آنے والوں یہودیوں میں خوف پھیلتا نظر آیا..
ادھر مسلمان نماز ادا کرتے نظر آئے، پھر سورج طلوع ہوا... اور
مسلمان نعرہ تکبیر لگا کر قلعہ کی طرف بڑھے... وہ بلند آواز سے نعرے
لگا رہے تھے... پھر خیبر پر مسلمان چڑھ دوڑے... اس کا دروازہ توڑ کر

رکھ دیا گیا... مسلمان اندر داخل ہو گئے... زور شور سے تلواروں، نیزوں، بھالوں کی لڑائی ہونے لگی... آخر یہودی بھاگتے نظر آئے... مسلمان انہیں مار اور کاٹ رہے تھے... یا قیدی بنا رہے تھے... عورتوں اور بچوں کو البتہ وہ قتل نہیں کر رہے تھے، انہیں صرف قید کر رہے تھے۔

جلد ہی منظر تبدیل ہو گیا... سووا اور اس کے ساتھ چند سردار بیٹھے نظر آئے، ایک کونے میں عبداللہ بھی تھا...

''آخر ہم نے پھر شکست کھائی۔'' سووا نے حسرت زدہ انداز میں کہا۔

''میں نے پہلے ہی کہہ دیا تھا کہ مسلمانوں سے جنگ کا یہ طریقہ نہیں۔''

''لیکن ہم اس جنگ کو کس طرح روک سکتے تھے۔'' سووا نے تلملا کر کہا۔

''خیر... کوئی بات نہیں... اب میری تجویز پر عمل کریں۔''

''اور وہ کیا؟''

''سلام بن مشکم کی بیوی زینب کو بلائیں۔''

''سردار سلام بن مشکم کی بیوی کو... کیوں؟'' سووا نے چونک کر کہا۔

''آپ بلائیں تو۔'' عبداللہ نے کہا۔

''اچھا۔'' سووا نے کہا اور دروازے پر کھڑے پہرے دار سے کہا...

''سردار سلام بن مشکم کی بیوی زینب کو بلا لاؤ... کہنا بہت اہم کام ہے۔'' سووا نے کہا۔

''بلکہ یہ کہنا کہ مسلمانوں کے خلاف ایک پروگرام تیار ہو رہا ہے، اس سلسلے میں اس کی ضرورت ہے۔'' عبداللہ ہنسا۔

''یہ کہنے کی کیا ضرورت ہے۔''

''اس طرح وہ دوڑ کر آئے گی... وہ مسلمانوں کے نبی کی تو ہم سے بڑی دشمن ہے... اس کا بس نہیں چلتا... ورنہ نہ جانے کیا کر گزرے۔''

''جاؤ بھئی... وہی کہو... جو عبداللہ نے کہا ہے۔''

''اچھا۔''

اور پہرے دار چلا گیا... پھر ایک عورت اندر داخل ہوتی نظر آئی... شکل سے بھولی بھالی لگتی تھی۔

''آپ نے مجھے بلایا سردار۔''

''ہاں! میرا بیٹا بتائے گا، آپ کو کس لیے بلایا ہے۔''

''اوہ! یہ... آپ کا یہ بیٹا واقعی بہت چالاک ہے... چند دن پہلے مجھ سے ملا تھا، میں اس کی باتیں سن کر حیرت زدہ ہو گئی تھی... اس عمر میں یہ مسلمانوں کے بارے میں وہ باتیں جانتا ہے... جو ہم نہیں

جانتے۔"

"اس لیے اس وقت یہی بتائے گا۔"

"زینب خالہ... آپ کے پاس ایک بہت خطرناک زہر ہے۔"

"اوہ! تو تمہیں یہ بھی معلوم ہے۔" زینب نے چونک کر کہا۔

"ہاں! معلوم ہے... مسلمانوں کے نبی دستی کا گوشت بہت شوق سے کھاتے ہیں۔"

"کیا مطلب؟" زینب نے چونک کر کہا۔

"اس زہر کو بھنی ہوئی ایک دستی میں ملا دو اور وہ دستی مسلمانوں کے نبی کے پاس لے جاؤ... کہنا، اے اللہ کے رسول! یہ میں آپ کے لیے ہدیہ لائی ہوں... وہ خیبر کے باہر ٹھہرے ہوئے ہیں... تم عورت ذات ہو... کوئی تم پر شک نہیں کرے گا... یہ بھی کہہ دینا... کہ تم مسلمان ہونے میں بہت دلچسپی رکھتی ہو... یعنی مسلمان ہونے کے بارے میں سوچ رہی ہو بس وہ گوشت لے لیں گے، ادھر وہ ایک لقمہ کھائیں گے، پٹ سے مر جائیں گے... اور ادھر مسلمانوں کے نبی مرے... ادھر ان کا شیرازہ بکھرا... پھر ان کا شیرازہ بکھیرنے میں کوئی دیر نہیں لگے گی... اسے کہتے ہیں سازش... اسے کہتے ہیں... مقابلہ کرنے کا طریقہ۔" عبداللہ یہاں تک کہہ کر رک گیا۔

"بہت خوب! یہ ہوئی بات... واقعی سردار سودا... آپ کا یہ

بیٹا بہت الوکھا ہے... اس کے پاس بہت بڑا دماغ ہے... اگر ہم نے اس کے دماغ سے کام نہ لیا تو مسلمان ضرور ہمارے سروں پر چڑھ جائیں گے... زینب تم کیا کہتی ہو۔"

"مسلمان مجھے پکڑ لیں گے۔" اس نے گھبرا کر کہا۔

"میرے پاس اس کا جواب ہے... تم کہنا... تم دیکھنا چاہتی تھیں... یہ اللہ کے رسول ہیں یا نہیں... اگر زہر نے ان پر اثر نہ کیا تو اللہ کے رسول ہیں اور زہر نے انہیں ہلاک کر ڈالا تو یہ اللہ کے رسول نہیں ہیں... بلکہ اگر وہ اللہ کے رسول ہیں تب تو انہیں پہلے ہی پتا چل جانا چاہیے تھا... اس طرح تم بال بال بچ جاؤ گی۔"

"اچھی بات ہے... میں یہ کام ضرور کروں گی... اب میں چلتی ہوں۔"

"بہت ہوشیاری سے کرنے کی ضرورت ہے۔" سودا نے کہا۔

"آپ فکر نہ کریں۔"

پھر زینب باہر نکلتی نظر آئی... تھوڑی دیر تک سکرین تاریک رہی... روشن ہوئی تو وہ عورت ایک تھال اٹھائے جاتی نظر آئی... تھال پر کپڑا ڈھانکا ہوا تھا... آخر وہ مسلمانوں کے خیموں کے پاس پہنچ کر رک گئی... پہرے پر موجود مسلمانوں نے آواز دے کر اسے روک دیا۔

"خبردار! کون ہو تم اور کہاں چلی آ رہی ہو۔" لشکر میں سے ایک مسلمان کی آواز ابھری۔

"میں اللہ کے رسول کے لیے ہدیہ لائی ہوں۔"

"کیا تم مسلمان ہو..."

"نہیں میں یہودی ہوں... لیکن میں مسلمان ہونے کا ارادہ رکھتی ہوں... اگر انہوں نے یہ ہدیہ قبول کر لیا تو ہو سکتا ہے، میں اسلام قبول کر لوں۔"

"اچھا آؤ... میں تمہیں رسول اللہ ﷺ کے خیمے تک لے چلتا ہوں... کیا نام ہے تمہارا۔"

"زینب زوجہ سلام بن مشکم۔"

"ہوں... اچھا... آؤ۔"

وہ عورت ایک مسلمان کے ساتھ خیموں کے درمیان میں جاتی نظر آئی... پھر مسلمان اکیلا واپس آتا نظر آیا... عورت اس کے ساتھ آتی نظر نہ آئی... مسلمان پھر اپنی جگہ آ کر پہرہ دینے لگا۔ پھر عورت واپس آتی نظر آئی... وہ اس پہرے دار کے پاس سے گزرنے لگی تو اس نے پوچھا...

"کیا رہا؟"

"انہوں نے ہدیہ قبول فرما لیا۔" عورت نے کہا۔

"پھر... کیا تم نے کلمہ پڑھ لیا۔"

"ایسا شاید دو چار دن کی حاضری کے بعد ہو سکے گا۔"

"ہوں... اچھا... ٹھیک ہے... تم جاؤ۔"

عورت وہاں سے چل پڑی... اور تاریکی میں گم ہو گئی... پھر وہ سودا کے گھر میں داخل ہوتی نظر آئی... اس کے چہرے پر کامیابی ہی کامیابی کے آثار تھے۔

"کیا رہا زینب؟" سودا نے پوچھا۔

"انہوں نے گوشت لے لیا۔"

"کچھ پوچھا نہیں۔"

"بس نام وغیرہ پوچھا... اور یہ کہہ کر کہ تمہارا اسلام قبول کرنے کے بارے میں کیا خیال ہے... سو میں نے کہہ دیا کہ سوچ رہی ہوں۔"

"ہوں ٹھیک ہے... اب تم تاریک راستے سے ہوتی اپنے گھر چلی جاؤ... دیکھتے ہیں... اب کیا ہوتا ہے... وہ اس گوشت کو کھاتے ہیں یا نہیں، عبداللہ تم سراغ لگانے کی کوشش کرتے رہو... مسلمانوں کے جن یہودی غلاموں سے تمہاری بات چیت ہے... ان تک پہنچنے کی کوشش کرو... گوشت والا وار خالی نہیں جائے گا۔"

"میں جاتا ہوں... آپ فکر نہ کریں۔"

"اور عبداللہ! اچھی خبر لے کر لوٹنا... ہم کوشش کر کر کے تھک چکے ہیں۔"

"لیکن بابا! میں نہیں تھکا... اور نہ میں تھکوں گا۔"

"اچھا تم جاؤ..."

پہلے عورت گھر سے نکلی، پھر عبداللہ نکلا... اور سکرین تاریک ہو گئی...

سکرین ایک بار پھر روشن ہوئی... عبداللہ دوڑ کر آتا نظر آیا۔ اس کا سانس بری طرح پھولا ہوا تھا... پھر وہ گھر میں داخل ہوا...

"کیا بات ہے... بہت گھبرائے ہوئے ہو۔"

"گھبراؤں نہ تو کیا کروں... انہوں نے زینب کو پکڑ لیا ہے۔"

"کیا مطلب؟"

"مسلمان سپاہی آئے اور زینب کو گرفتار کر کے لے گئے۔"

"اس کا مطلب ہے... زینب نے اپنا کام دکھا دیا۔" وہ خوش ہو گیا۔

"یہی تو مصیبت ہے... ایسا نہیں ہوا۔"

"کیا کہا... ایسا نہیں ہوا۔"

"تفصیلات اس طرح سامنے آتی ہیں کہ انہوں نے گوشت کھانے کے لیے صحابہ کو بھی بلا لیا... ان سے پہلے ایک صحابی نے کھانا شروع کیا... ان کا نام بشر بن براء ہے... ان کے ایک دو لقموں بعد محمد (ﷺ) نے بھی ایک لقمہ منہ میں رکھ لیا... لیکن اسی وقت اس لقمے کو

اگل دیا... اور اپنے صحابہ کو بھی روک دیا... یہ کہتے ہوئے کہ اس گوشت نے مجھے خبر دی ہے... کہ مجھ میں زہر ملایا گیا ہے... اے اللہ کے رسول آپ مجھے نہ کھائیے۔"

"کیا نہیں... گوشت نے انہیں بتایا۔" سودا چلا اٹھا۔

"ہاں! گوشت نے انہیں بتایا... لیکن اس وقت تک بشر بن براء لقمہ نگل چکے تھے... سنا ہے... ان کی حالت خراب ہے... باقی صحابہ محفوظ رہے... ان کے لقمے والے ہاتھ منہ کی طرف اٹھ چکے تھے... جب انہوں نے انہیں روک دیا۔"

"اوہ! اوہ۔" سب کے منہ سے مارے حیرت کے نکلا۔

"پھر... اب کیا ہو گا... وہ تو بدلے میں زینب کو قتل کر دیں گے۔"

"زینب کے رشتہ دار اور دوسرے بڑے بڑے سردار اب وہاں گئے ہیں... دیکھیں کیا بنتا ہے۔"

"تب تم وہیں چلے جاؤ... تم تو بچے ہو... تمہیں کوئی نہیں روکے گا... ساری سن گن لے کر آؤ..."

"جی اچھا! اور اگر انہوں نے مجھے پکڑ لیا، تب بھی وہ میرا کچھ نہیں بگاڑ سکیں گے۔"

"یہ بات تم اتنے یقین سے کس طرح کہہ سکتے ہو عبداللہ۔" سودا نے حیران ہو کر کہا۔

"میں ان سے کہہ دوں گا.. مجھے اسلام سے بہت دلچسپی ہے، اس لیے میں چھپ چھپ کر مسلمانوں کے طریقے سیکھ رہا ہوں۔"

"اوہ عبداللہ اوہ... تم بہت چالاک ہو... بڑے ہو کر تم ضرور انہیں ناکوں چنے چبواؤ گے۔"

"یہ کام تو میں اب بھی کر سکتا ہوں... لیکن کیا کروں... ان کے پاس آسمان سے خبر آ جاتی ہے... اور یہی میں بار بار کہہ رہا ہوں، ہمیں انتظار کرنا ہو گا..."

"انتظار... کس بات کا انتظار۔" ان سب نے ایک ساتھ کہا۔

"ان کی موت کا انتظار... ان کے مرنے پر ہی ہم کچھ کر سکیں گے... ان کے پاس تو آسمان سے خبریں آ جاتی ہیں... اس لیے کہ وہ نبی ہیں... جب یہ مر جائیں گے اور تب آسمان سے خبروں کا سلسلہ بھی بند ہو جائے گا، اس لیے کہ ان کا یہ بھی کہنا ہے کہ وہ آخری نبی ہیں... اب ان کے بعد نبوت کسی کو نہیں ملے گی... گویا ان کے مرنے پر وحی کا سلسلہ بند ہو جائے گا... ان کے صحابہؓ پر تو آسمان سے خبریں آئیں گی نہیں... اس وقت ہم اپنا کام شروع کریں گے۔"

"لیکن عبداللہ! وہ وقت نہ جانے کب آئے۔"

"میں نے کہا نا... ہمیں انتظار کرنا ہو گا... کوئی کرے نہ کرے، میں یہ انتظار کروں گا، مرتے دم تک انتظار کروں گا... اس

دوران میں پرانی آسمانی کتابیں پڑھتا رہوں گا اور دوسری کتابیں پڑھوں گا۔"

"خیر... تم ایسا کرتے رہنا، لیکن ہم اپنی کوشش نہیں چھوڑیں گے... اور میرے ذہن میں اب ایک خوبصورت ترکیب آ رہی ہے۔"

"آپ اپنی ترکیبیں لڑاتے رہیں، مجھے کوئی اعتراض نہیں۔" عبداللہ ہنسا۔

"لیکن تم نے یہ نہیں پوچھا... وہ ترکیب کیا ہے۔"

"چلیے بتا دیں پھر۔" اس نے کہا... گویا وہ باپ کی ترکیبوں کو کوئی اہمیت دینے کے لیے بالکل تیار نہیں تھا۔

"ہم ان کے مقابلے میں ایک جھوٹا نبی بنائیں۔"

"کیا کہا... جھوٹا نبی۔"

"ہاں! جھوٹا نبی... تم دیکھنا... یہ ترکیب کس قدر کامیاب ہو گی... لوگ اس کے گرد جمع ہو جائیں گے... اس کا لایا ہوا دین... میرا مطلب ہے... اپنا جو دین وہ لوگوں کو بتائے گا... اس کے مطابق نمازیں پانچ کی بجائے صرف تین ہوں گی... زکوٰۃ ختم کر دی جائے گی... کوئی نماز نہ پڑھے تو کوئی حرج نہیں... بس اس قسم کی باتیں وہ بتائے گا... اور دو چار معجزے دکھانے ہیں۔" سودا نے جلدی جلدی کہا۔

"بہت خوب! میرے خیال میں یہ ترکیب کارگر رہے گی...

اب آپ نے درست طریقے سے سوچنا شروع کیا ہے... اب آپ
میرے راستے پر آئے ہیں۔'' عبداللہ نے ہنس کر کہا۔

''ابھی تو تم کہہ رہے تھے کہ اب تم صرف انتظار کرو گے۔''

''نہیں! میں اس چال کی حد تک آپ کا ساتھ ضرور دوں گا۔
اس کے بعد پھر شاید میں انتظار کروں گا... میرا مطلب ہے... اگر
جھوٹے نبی والی ترکیب بھی خالی گئی تب۔''

''بھلا یہ ترکیب کیسے خالی جا سکے گی۔''

''اس بارے میں ابھی کچھ نہیں کہا جا سکتا۔''

''لیکن آپ یہ کام سوچیں گے کیسے۔''

''ہمارے ہاں ایک ماہر بہروپیہ ہے... وہ نئے نئے سوانگ
بھرتا رہتا ہے... اب ہم اس سے نبی کا سوانگ بھروائیں گے... اس کا
نام ہے بشر سومالی۔''

''اوہ اوہ... لیکن لوگ تو اسے جانتے ہیں... وہ کہیں گے،
یہ تو پہلے ہی اس قسم کا کام کرتا رہتا ہے... اس بار اس نے یہ ڈھونگ
رچایا ہے... لہٰذا میرا مشورہ مانیں... اس کام کے لیے کسی اور کو
چنیں۔'' عبداللہ نے جلدی جلدی کہا۔

''نہیں... وہی بہتر رہے گا۔'' نہیں سودا نے پرزور انداز
میں کہا۔

''آخر کیسے؟''

''وہ اپنا حلیہ تبدیل کرتا جاتا ہے۔''

''اوہ ہاں! یہ بات ٹھیک ہے... لیکن معاملہ پھر اٹک جائے
گا۔'' عبداللہ نے کہا۔

''وہ کیسے؟'' سودا نے منہ بنایا۔

''لوگ اس کا نام تو جانتے ہیں۔''

''اس کا نام بھی تبدیل کر دیا جائے گا... اس کا نام ایسا رکھا
جائے گا... کہ اس نام کا کوئی آدمی آس پاس موجود نہیں ہوگا... جیسے
تم سے پہلے یہ نام کسی کا سننے میں نہیں آیا۔''

''اب آپ درست راستے سے سوچ رہے ہیں... اب آپ
کی کامیابی کے امکانات ہیں۔''

''چلو تم نے یہ تو کہا... تم ذرا بشر سومالی کو بلا کر لے آؤ... ہم
اسے خوب اچھی طرح پٹی پڑھائیں گے تاکہ لوگ جان نہ سکیں... اور
اس بات کا ہمارے علاوہ کسی کو کوئی علم نہ ہو۔''

''بہت بہتر سردار...'' دروازے پر موجود پہرے دار نے
کہا اور چلا گیا اور سکرین تاریک ہو گئی۔

جلد ہی ایک کالے رنگ کے آدمی نے اندر داخل ہوتے
ہوئے کہا:

''آپ نے مجھے یاد کیا سردار۔''

''ہاں سومالی... آؤ... تم سے بہت ضروری کام ہے...

مسلمانوں کے خلاف کیا کام کر سکتے ہو۔"

"جو آپ حکم کریں۔"

"تم بڑے بڑے سوانگ بھرتے ہو... روپ دھارتے ہو، لوگوں کو ہنسانے کے لیے اور خوش کرنے کے لیے... آج ایک سوانگ ہمارے کہنے پر بھرو... وارے نیارے ہو جائیں گے۔"

"اور کیا چاہیے۔" اس نے خوش ہو کر کہا۔

"تب پھر تمہیں نبی بننا ہے... جھوٹا نبی۔"

"کیا... کیا کہا آپ نے... جھوٹا نبی۔" وہ چلا اٹھا۔

"ہاں! جھوٹا نبی... ہم تمہیں پوری پوری تربیت دیں گے... تم محمد کے مقابلے میں نبی بنو گے۔"

"نہیں... نہیں... سردار! میں یہ کام نہیں کر سکتا۔" بشر سومالی چلا اٹھا۔

"کیا کہا... تم یہ کام نہیں کر سکتے... یہ سن کر حیرت ہوئی... آخر کیوں نہیں کر سکتے۔"

"مسلمان مجھے جان سے مار ڈالیں گے۔"

"بے وقوف انسان... ہم سب تمہاری حفاظت کریں گے اور پھر اس طرح تمہاری شہرت ہوگی، دولت ملے گی... لوگ تمہارے پاؤں دھو دھو کر پئیں گے۔"

"دیکھو سردار... کہیں مجھے مروا نہ دیں۔"

"کہا نا... ہم حفاظت کریں گے۔"

"اچھی بات ہے... مجھے کیا کرنا ہے... کیا کہنا ہے۔"

"ہم عبداللہ بن ابی کو اشارہ کر دیں گے... وہ منافق ہے... جھوٹ موٹ کا مسلمان بنا ہوا ہے تاکہ مسلمانوں میں رہ کر مسلمانوں کو نقصان پہنچائے... لہٰذا وہ اپنے بہت سے ساتھیوں کو تمہارے آس پاس بھیج دے گا... تم کسی اونچی جگہ پر کھڑے ہو کر کہنا... لوگو... سنو، جس طرح محمد نبی ہیں اسی طرح میں بھی نبی ہوں... میری شریعت میں نمازیں صرف دو ہیں، زکوٰۃ معاف ہے... اس قسم کی اور باتیں ہم تمہیں لکھ کر دے دیتے ہیں... تم پہلے ان کو خوب رٹ لینا... پھر بیان کرنا۔"

"اچھی بات ہے... اب آپ فکر نہ کریں..."

"اور تمہیں اپنا حلیہ بھی تبدیل کرنا ہوگا... تمہارا نام ہے... اسود عنسی... کیا سمجھے۔"

"میرا نام اسود عنسی ہے اور میں نبی ہوں۔" اس نے ہنس کر کہا۔

"بالکل ٹھیک۔"

سکرین پر تاریکی چھا جاتی ہے... اس بار روشن ہوتی ہے تو اسود عنسی ایک ٹیلے پر کھڑا نظر آیا... وہ بلند آواز میں کہہ رہا ہے...

"لوگو سنو! میں اسود عنسی ہوں... مجھے اللہ نے نبی بنایا ہے..

جس طرح محمد کو نبی بنایا ہے... لیکن میری شریعت میں اور ان کی شریعت میں فرق ہے... میری شریعت میں نمازیں صرف دو ہوں گی۔ صبح اور شام اور بس... زکوٰۃ معاف ہوگئی... بتوں کی پوجا خوشی سے کر سکتے ہو... کوئی اعتراض نہیں..."

لوگ تیزی سے اس کی طرف بڑھتے نظر آئے... سکرین چند لمحوں کے لیے تاریک ہوئی... اس کے بعد پھر روشن ہوگئی... ایک شخص منہ لٹکائے گھر میں داخل ہوا... اندر سودا اور چند دوسرے موجود تھے... ایک کونے میں عبداللہ بھی بیٹھا نظر آیا... اس نے جونہی اندر داخل ہونے والے کو دیکھا، وہ زور سے ہنسا... سودا نے اسے گھورا اور کہا:

"خیر تو ہے عبداللہ! بلاوجہ ہنس رہے ہو۔"

"آپ اس کا چہرہ نہیں دیکھ رہے... لٹکا ہوا ہے... گویا اسود عنسی کا کام ہوگیا... کسی مسلمان کے ہاتھوں مارا گیا... میں نے غلط تو نہیں کہا۔"

"یہی بات ہے جی۔" آنے والے نے مری مری آواز میں کہا۔

"کیا کہا... اسود عنسی کو قتل کر دیا گیا ہے۔"

"ہاں رات کی تاریکی میں کوئی اس کے گھر کے پچھلے حصے سے اندر داخل ہوا... آپ کے پہرے دار صرف دروازے پر تھے... جی

گئی وہ مردہ ملا ہے... اس کا جسم خون میں لت پت ہے۔"

"اوہ... یہ سب برا ہوا۔"

"میں نے پہلے ہی کہہ دیا تھا... آپ کامیاب نہیں ہو سکیں گے... وحی کے ذریعے ان کی مدد کی جاتی ہے... اور ہم وحی کا مقابلہ نہیں کر سکتے... جب وحی کا سلسلہ ختم ہو جائے گا... وہ وقت ہوگا ہمارے حرکت میں آنے کا۔"

"عبداللہ چپ رہو... تم اپنا کام کرو... جب تمہارے خیال میں کام کا وقت شروع ہو جائے، تم حرکت میں آ جانا... تمہیں کوئی نہیں روکے گا... ہمیں اپنا کام کرنے دو... ہم کامیاب ہوتے ہیں یا ناکام... اس کی ہمیں پروا نہیں... ہمیں تو بس اپنا کام کرنا ہے۔"

"آپ کی مرضی... اب میں نہیں بولوں گا۔"

ہاں تم تفصیلات سناؤ... یہ سب کیسے ہوا۔"

سکرین تاریک ہوگئی... تو انہوں نے ایک دوسرے کی طرف دیکھا۔

"تو یہ تھا پہلا جھوٹا نبی۔"

"ہاں! لیکن زیادہ مشہور مسیلمہ ہوا تھا... دیکھتے ہیں انہوں نے اس کی کیا فلم تیار کی..."

"آخر یہ فلمیں بنانے سے ان کا کیا مقصد ہے۔"

"اپنی عوام کو دکھا کر یہ بتانا کہ ہم چودہ سو سال میں مسلمانوں

کے خلاف کیا کچھ کر چکے ہیں... کیا کچھ کرتے چلے آئے ہیں اور اب کیا کر رہے ہیں اور یہ کہ آیندہ نسل کو کیا کرنا ہے... اصل میں یہ فلمیں ان لوگوں نے آیندہ نسل کے لیے تیار کروائی ہیں۔"

"اور ہم سے ان کو اس لیے چھپایا جاتا ہے کہ کہیں مسلمان ان کو دیکھ کر ہوشیار نہ ہو جائیں... یہودیوں کی چالوں کو کہیں سمجھنے نہ لگ جائیں... لیکن اب ہم بھی اپنی قوم کو یہ سب بتا کر رہیں گے... دکھا کر رہیں گے... ان سے کہیں گے... ان لوگوں نے یہ فلمیں اپنی آیندہ قوم کے لیے تیار کی ہیں تاکہ آیندہ نسل جان لے، انہیں رہتی دنیا تک مسلمانوں کے خلاف کیا کرنا ہے... اور ہم اپنی قوم کو یہ فلمیں اس لیے دکھائیں گے کہ وہ جان لیں، انہیں کیا کرنا ہے... ایک ہو کر ان سے لڑنا ہے یا نہیں... جب تک پوری مسلمان قوم... پوری دنیا کے مسلمان ایک نہیں ہو جاتے، ایک جسم ہو کر ان کے خلاف ڈٹ نہیں جاتے، اس وقت تک ہم لوگ کبھی ان کے مقابلے میں کامیاب نہیں ہو سکتے... یہ ایک ہیں یا نہیں... تمام یہودی مسلمانوں کے خلاف ایک قوم ہیں... یہاں تک کہ تمام غیر مسلم قومیں مسلمانوں کے خلاف ایک ہیں... یعنی ہندو، عیسائی، یہودی، پارسی وغیرہ سب کے سب... جو مذہب کو سرے سے مانتے ہی نہیں، کہتے ہیں... اس دنیا کو کسی نے نہیں بنایا، یہ تو بس حادثاتی طور پر بن گئی ہے... وغیرہ... ایسے تمام لوگ مسلمانوں کے خلاف ایک ہیں... لیکن ہم کیا کر رہے ہیں... ٹکڑوں میں بٹے ج

جا رہے ہیں... الگ الگ ہو کر ان سے لڑنے کی کوشش کرتے ہیں... اول تو خوف کے مارے لڑنے کی جرات ہی نہیں کرتے... کرتے بھی ہیں تو ٹکڑیوں میں بٹے ہونے کی وجہ سے مار کھاتے ہیں... اس کا واحد حل یہی ہے کہ پوری دنیا کے مسلمان ایک قوم ہوں، ایک جسم ہوں، ان کا بس اللہ پر کامل ایمان ہو... آپ ﷺ کی پیروی کرنے کا نشہ ان پر پوری طرح سوار ہو... وہ صحابہؓ سے سبق سیکھیں... ان کے نقش قدم پر چلیں... تو پھر دیکھیں... کیسے وہ تمام دنیا کے غیر مسلموں پر فتح نہیں پاتے۔"

"لیکن... یہ کیسے ہو سکتا ہے... تمام دنیا کی قوم ایک مسلمان کیسے بن سکتے ہیں... دنیا میں کوئی اپنے آپ کو حنفی کہتا ہے، کوئی مالکی ہے یا کوئی شافعی ہے اور کوئی حنبلی... چار بڑے ٹکڑے تو یہی ہو گئے... اب آگے جو فرقے بن گئے ہیں... ان کی تعداد ہی معلوم نہیں۔"

آصف نے پریشان ہو کر کہا۔

"اس کا عالمانہ اور تفصیلی جواب میں دے سکتا ہوں... لیکن کیوں نہ میں ایک مختصر اور عام فہم جواب دے دوں۔"

"یہ زیادہ اچھا ہے۔"

"یہ چاروں اور ان چاروں کے ماننے والے ایک دوسرے پر کوئی کیچڑ نہیں اچھالتے... انہیں کچھ نہیں کہتے... کیا کبھی سنا ہے کہ فلاں حنفی کہہ رہا ہے کہ حنبلی مسلمان نہیں ہیں... یا کسی حنبلی نے کہا ہو

شافعی، مالکی اور حنفی مسلمان نہیں ہیں... انہوں نے آپس میں کوئی ایسی
بات کبھی نہیں کی... ہمیشہ ایک دوسرے کی تعریف کی... اور یہ کہ دین
کی کوئی الگ الگ شاخیں نہیں ہیں... ایک ہی دین کی شکلیں ہیں...
جیسے پوری دنیا کے مسلمان جب بیت اللہ کا رخ کریں گے تو مختلف
راستوں سے وہاں پہنچیں گے... اور وہاں پہنچ کر سب ایک ہو جائیں
گے... وہاں تمام انسانوں کا سمندر محسوس ہوتا ہے یا نہیں... اب اس
سمندر میں، کفر تو یہ کہتا ہے... وہ تو حنفی ہے... وہ تو مالکی ہے... وہ تو
شافعی ہے... وہ تو حنبلی ہے... نہیں... وہاں سب یہ کہتے ہیں... ہم
سب مسلمان ہیں... یہ سب مسلمان ہیں... کوئی غیر مسلم اس اجتماع
کے بارے میں کسی سے پوچھے... یہ کون لوگ ہیں... تو بتایا جائے گا
یہ سب مسلمان ہیں، اس سوال یہ جواب ہرگز ہرگز کوئی نہیں دے گا کہ
ان لوگوں میں کچھ حنفی ہیں، کچھ مالکی ہیں، کچھ شافعی ہیں... کچھ حنبلی
ہیں..."

"واہ بہت خوب.. اس طرح ہمارے علمائے کرام نہیں سمجھاتے،
آپ کو تو مولانا فلاں ہونا چاہیے تھا۔" شوکی نے خوش ہو کر کہا۔

"بس رہنے دو... ان مولانا فلاں صاحبان نے ہی دین کی
اشاعت میں رکاوٹ بننے کا کام سرانجام دیا ہے... اگر یہ لوگ اس
طرح قوم کو سمجھاتے تو آج لوگوں کے ذہن صاف ہوتے... میں ایک
اس سے بھی زیادہ واضح اور آسان مثال سے بات کو واضح کر سکتا

ہوں۔"

"یہ اور اچھی بات ہوگی۔"

"تب پھر سنو... جب حضرت عیسیٰ علیہ السلام آسمان سے
تشریف لائیں گے... جیسا کہ احادیث میں آیا کہ حضرت عیسیٰ علیہ
السلام آسمان سے نازل ہوں گے... تو تمام مسلمان ان کے گرد جمع
ہو جائیں گے یا نہیں۔"

"بالکل جمع ہوں گے... پہلے وہ دجال کو قتل کریں گے...
پھر یہودیوں اور عیسائیوں کو قتل کریں گے..."

"تو کیا اس وقت مسلمانوں کا کوئی گروہ آ کر حضرت عیسیٰ علیہ
السلام سے پوچھے گا... جی آپ حنبلی ہیں... مالکی ہیں یا شافعی یا حنفی۔"

"واہ... بہت خوب۔" کئی آوازیں ابھریں۔

"واقعی ایسی بات کوئی نہیں پوچھے گا۔"

"اس وقت مسلمان قوم ایک ہوگی... لہٰذا تمام قوتوں کو
شکست دے دے گی... یہی میں کہتا ہوں... وہ وقت تو نہ جانے کب
آئے گا... تو کیا ہماری کوئی ذمہ داری نہیں کہ ہم پوری مسلمان قوم کو
ایک جگہ جمع کرنے کی کوشش کریں۔"

"ضرور فرض بنتا ہے..."

"تب پھر اب کیوں نہ ہم اگلی کیسٹ دیکھیں... ارے یہ
کیا... سکرین اس بار پھر سے روشن نہیں ہوئی... ارے بھئی... کیا

آج کا پروگرام بس اتنا ہی تھا۔'' انسپکٹر جمشید نے ہانک لگائی۔

ساتھ ہی کمرے میں گھپ اندھیرا ہو گیا۔

''ارے باپ رے.. یہ کیا ہوا.. '' ان میں سے کئی بوکھلائے ہوئے انداز میں بولے۔

''مسٹر روڈی... آپ کہاں ہیں... آپ کا عملہ کہاں ہے.. یہ ہم تاریکی میں کیوں ڈوب گئے ...'' فاروق نے بوکھلائے ہوئے انداز میں کہا۔

''تمہیں محسوس ہو رہا ہوگا کہ ہم تاریکی میں ڈوب گئے۔'' آفتاب نے جلا کر کہا۔

''کیوں کیوں... کیا بات ہے... تمہیں کیا محسوس ہو رہا ہے۔'' مکھن کی آواز میں حیرت ہی حیرت تھی۔

''مجھے تو محسوس ہو رہا ہے... تاریکی ہم میں ڈوب گئی ہے۔'' آفتاب نے کہا۔

''ہے کوئی تک اس بات کی... ارے! یہ کیا... فف... فف۔'' فاروق کی بوکھلائی ہوئی آواز ابھری... وہ آگے کچھ کہنے جا رہا تھا کہ انسپکٹر جمشید نے اس کا جملہ اچک لیا۔

''بھئی کیا فف فف لگا رکھی ہے... شش شش کہو۔''

''جی کیا مطلب... شش شش کہوں۔'' وہ اور زیادہ بوکھلا کر بولا۔

''ہاں اور کیا۔''

''جی اچھا... شش... شش۔'' فاروق نے فوراً کہا۔

''یہ کیا؟'' شوکی کی آواز ابھری۔

''ابا جان نے کہا ہے نا... شش شش کہو... سو میں نے شش شش کہہ دیا... اسی کو تو کہتے ہیں... حکم ماننا۔'' فاروق جلدی سے بولا۔

''بالکل ٹھیک فاروق... تمہاری تعریف کرنے کو جی چاہتا ہے۔'' انسپکٹر جمشید ہنسے۔

''تب پھر... آپ کو کون روک رہا ہے۔'' فاروق کے لہجے میں حیرت ہی حیرت تھی۔

''یہ اندھیرا۔''

''یہ اندھیرا ہو یا وہ اندھیرا... اب اندھیرا اندھیرا کون کرے۔'' خان رحمان لگے گنگنانے۔

''انکل آپ پر گنگنانے کا بھوت تو سوار نہیں ہو گیا۔''

''ارے باپ رے... بھائی اس اندھیرے میں بھوت کا نام تو نہ لو۔''

''ہاں! کسی جن کا نام لے لو۔'' مکھن نے مشورہ دیا۔

''پپ... پپ۔'' آفتاب نے کہنا چاہا... لیکن اس مرتبہ انسپکٹر کامران مرزا نے اس کا جملہ اچک لیا۔

''اوہو... کیا ہو گیا ہے تمہیں... اب تم پپ پپ شروع

کروگے... چپ۔"

"وسس... سوری۔"

"ہاں بس میں نے کہہ دیا..." انسپکٹر کامران مرزا نے شاید آنکھیں نکال کر کہا۔

"پتا نہیں.. کیا ہوگیا ہے... شاید یہاں کی بجلی کا نظام درہم برہم ہوگیا ہے اور ہوسکتا ہے... یہاں ایسا پہلی بار ہوا ہو۔"

"تب پھر ہم موقع سے فائدہ کیوں نہ اٹھائیں... اس ہال سے نکل کر ذرا باہر کی سیر کیوں نہ کرلیں۔"

"بالکل ٹھیک... آؤ باہر کی ہوا کھا آئیں۔"

"لیکن اندھیرے میں ہمیں نظر کیا آئے گا انکل۔" مکھن کی آواز ابھری۔

"فاروق ذرا جیب سے ٹارچ نکالنا بھئی۔" آصف بولا۔

"کہاں سے نکالوں... کیسے نکالوں۔" فاروق نے جھنجلانے کی کوشش کی۔

"حد ہوگئی... ٹارچ نکالنے کے لیے بھی جھنجلانا ضروری ہے۔" آصف جھلا کر بولا۔

"نہیں... نہ نکالنے کے لیے ضروری ہے... ہمارے ان مہربانوں نے کوئی چیز پاس نہیں رہنے دی... بے شک منور علی خان سے پوچھ لو... ان کے پاس ان کا تھیلا ہے یا نہیں۔"

"ارے باپ رے..." منور علی خان کی بوکھلائی ہوئی آواز لہرائی۔

"کیا ہوا؟" سب بول اٹھے۔

"تھ... تھیلا... غائب ہے... پہلی بار اس کا خیال آیا ہے... وہ بھی فاروق کے دلانے پر۔"

"اوہو اچھا... ارے ہائیں... فاروق تم نے کیا نام لیا تھا انکل کا۔" محمود چونکا۔

"وہ... بس... اندھیرا ہے نا... زبان پھسل گئی۔"

"حد ہوگئی... یہ تمہاری زبان روشنی اور اندھیرے کے مطابق کب سے چلتی ہے۔" شوکی نے طنزیہ کہا۔

"جب سے یہاں اندھیرا ہوا ہے۔" فاروق نے فوراً جواب دیا۔

"میں تو بھئی چلا... ہال سے باہر جا رہا ہوں... آخر ہم یہاں کیا کریں گے رک کر... ان لوگوں نے کوئی پابندی تو نہیں لگا رکھی۔"

"اور یہ لائٹ صاحب کو کیا ہوا؟"

"ناراض ہوگئی..."

"ہم سے یا مسٹر روڈی وغیرہ سے۔"

"یہ تو اس سے پوچھ کر ہی بتا سکتا ہوں۔"

"تو روکا کس نے ہے... پوچھ کر بتاؤ۔"

"اندھیرے میں کیسے پوچھوں... اگر میں کسی اور سے پوچھ بیٹھا..." فاروق کی بوکھلائی ہوئی آواز سنائی دی۔

اور وہ اپنی ہنسی کسی طرح نہ روک سکے۔

"اندھیرے میں ہنسی بھی کچھ کالی کالی سی لگ رہی ہے۔" رفعت کی آواز لہرائی۔

آخر وہ گرتے پڑتے... دیواروں کو ٹٹولتے ہال سے باہر نکل آئے... باہر ہر طرف پودے لہلہا رہے تھے... تاروں بھرے آسمان کی وجہ سے وہ ایک دوسرے کو دیکھنے کے قابل تھے۔

"مسٹر روڈی... آپ کہاں ہیں..." آصف نے ہانک لگائی۔

"تمہیں ہم یاد کرتے ہیں۔" محمود نے اس کا ساتھ دیا۔

"گانا گانے کا پروگرام ہے کیا۔" فرحت نے پوچھا۔

"نہیں... بس ذرا گنگنانے کا..." آصف نے کہا۔

"میرا مطلب ہے... یار لوگ سو گئے ہیں... انہیں نہیں معلوم کہ یہاں کیا ہو گیا ہے۔"

"کون سے یار لوگ۔"

"بھئی مسٹر روڈی اور ان کے اہل کار وغیرہ... کسی کی آواز سنائی نہیں دے رہی۔"

"سنائی کیسے دے... بجلی جو نہیں ہے... آخر یہ تمام کام بجلی کے ذریعے ہی چل رہے ہیں۔"

"کیا یہاں بجلی جانا عجیب بات نہیں۔"

"اس سوال کا بہتر جواب مسٹر روڈی دے سکتے ہیں۔"

عین اس وقت ان کے چہروں پر بڑی بڑی ٹارچوں کی روشنیاں پڑنے لگیں... پھر وہ پورے ان روشنیوں میں نہا گئے۔

"کیا کر رہے ہو بھائی، آنکھوں پر تو نہ مارو لائٹیں۔" آصف نے جھلا کر کہا۔

"گنو... انہیں... گنو۔" کوئی چیخا۔

"کیا کہا... گنو... ہمیں... کیوں... کیا ہماری یہاں تعداد بڑھ گئی ہے... ارے باپ رے۔" فاروق بوکھلا اٹھا۔

"بڑھ نہیں گئی... گھٹ گئی ہے... گنو انہیں۔" وہ پھر چیخا۔

☆...☆...☆

خفیہ آواز

ان میں سے ایک نے گنتی شروع کی... ایک دو تین...
تیرہ چودہ پندرہ..." یہاں تک گن کر اس نے کہا۔

"سولہ ہیں سر۔"

"پاگل... اندھے... الو۔"

"یہ آپ نے کس کس کو کہا۔" آفتاب نے برا سامنہ بنایا۔

"اس گننے والے اپنے کارکن کو... اسے گننا نہیں آتا۔"

"کیا کہہ رہے ہیں سر... میں پندرہ تک گنتی نہیں جانتا..."
گننے والے کے لہجے میں حیرت تھی۔

"میں نے یہ نہیں کہا، اس وقت ان کی تعداد سولہ نہیں ہو سکتی
یہ مسٹر روڈی نے کہا ہے... اور ان کی بات غلط نہیں ہو سکتی۔"

"وہ ہیں کہاں۔" فاروق فوراً بول اٹھا۔

"اپنے کمرے میں۔"

"ارے تو وہ بھی یہاں آ جاتے... ہمیں گننے کے لیے۔"
مکھن ہنسا۔

"خاموش... چلو تم گنو۔"

اس نے بھی پندرہ تک گنا اور خاموش ہو گیا۔

"اب میں گن کر دکھاتا ہوں... عقل کے اندھو۔" پھر اس نے کہا:

"ایک... اور آپ ادھر آ جائیں... جسے میں گن لوں... وہ ادھر آ جائے... اسے دیکھو... اگر یہ حکم کی تعمیل نہ کریں تو گیس پستول کا ایک فائر مار دینا... کیونکہ اس طرح یہ زمین پر لمبے لیٹ جائیں گے، اور ہم انہیں آسانی سے گن سکیں گے... پھر یہ ادھر ادھر نہیں ہو سکیں گے۔"

"کیا مطلب سر... کیا یہ گننے کے وقت ادھر ادھر ہوئے تھے۔"

"تاکہ گنتی پندرہ تک پہنچ جائے۔"

"اوہ... اوہ... نن نہیں۔"

"ابھی آنکھوں سے دیکھ لو گے۔" وہ غرایا، پھر بولا:

"ادھر آپ ادھر آ جائیں۔"

اس طرح اس نے تیرہ تک گنتی مکمل کی... ادھر مزید افراد ختم ہو گئے۔

"اب بتاؤ عقل سے پیدل... یہ تو تیرہ ہیں... دو کہاں گئے۔"

"اندھیرے میں ادھر ادھر کھسک گئے ہوں گے... لیکن
جائیں گے کہاں... یہاں سے نکلنا ان کے بس کی بات نہیں ہے۔"
ایک اور ساتھی نے کہا۔

"کچھ بھی ہے... ان لوگوں کا نظروں سے اوجھل ہونا بہت
خطرناک بات ہے اور یہ بات مسٹر روڈی کو ہرگز پسند نہیں لہٰذا ٹارچوں
کے ذریعے ہر طرف تلاش کرو... چھان مارو انہیں، ورنہ مسٹر روڈی
ہماری ہڈیاں تک پیس دیں گے۔"

"بھئی واہ! گویا ہڈیوں کا سرمہ بنا دیں گے، اب یہ پتا نہیں
ہڈیوں کا سرمہ آنکھوں کے لیے مفید رہے گا یا مضر۔" آفتاب نے خوش
ہو کر کہا۔

"ہم انہیں پکڑ کر یہاں لائیں... یا جہاں وہ نظر آئیں...
انہیں گولی ماردیں؟" کسی نے پوچھا۔

"اس حد تک جانے کی ضرورت نہیں... پکڑ کر یہاں لے
آئیں۔"

"بہت بہتر۔"

بیس کے قریب آدمی ٹارچیں لہراتے وہاں سے روانہ ہوگئے
اتنے ہی باقی لوگوں کے پاس ٹھہرے، ان کے ہاتھوں میں پستول بھی
تھے اور ٹارچیں بھی۔

"ایک بات آپ لوگ نوٹ کرلیں... یہاں سے نکلنے کا کوئی

راستہ نہیں ہے... صرف ہیلی کاپٹر کے ذریعے جاسکتے ہیں... وہ اس
جزیرے میں صرف مسٹر روڈی کے حکم سے آسکتا ہے۔"

"معلوم ہوگیا..." انسپکٹر جمشید نے فوراً کہا۔

"آپ لوگوں کے لیے زندگی کی آخری جگہ بس یہی ہے...
آپ کو جب تک جینا ہے... یہیں جینا ہے اور جب گیسٹس ختم ہو جائیں
گی... تو یہیں آپ کو مرنا ہوگا... لہٰذا کسی بھی قسم کی کوشش فضول
ہوگی۔"

"یہ بات بھی نوٹ کرلی... اپنے ان دونوں ساتھیوں کو بھی
بہت اچھی طرح سمجھا دیں گے... ویسے جب وہ آپ کو نہیں ملیں گے
تو ہم آپ کی مدد کریں گے۔" انسپکٹر کامران مرزا مسکرائے۔

"کیا مطلب؟" ان سب نے ایک ساتھ کہا۔

"مطلب یہ کہ پھر ہم انہیں آپ کے لیے تلاش کردیں گے
اور یہ کام ہم بہت آسانی سے کرسکیں گے۔"

"تو ابھی تلاش کردیں... وقت کیوں ضائع کررہے ہیں۔"

"ابھی نہیں... پہلے آپ کوشش کرلیں... ہم یہ بھی تو دیکھنا
چاہتے ہیں کہ آپ لوگ کتنے کاری گر ہیں۔" انسپکٹر کامران مرزا نے
کہا۔

"اصل مسئلہ اندھیرے کا ہے..." ایک نے کہا۔

"تو آپ لوگ اب تک اس اندھیرے سے پیچھا کیوں نہیں

چھڑا سکے۔"

"یہاں کبھی ایسا نہیں ہوا.. بجلی کے تین تین نظام موجود ہیں
کسی وجہ سے ایک نظام خراب ہو جائے تو دوسرے نظام کے تحت فو
بخود بجلی جاری رہے گی... دوسری خراب ہو جائے تو تیسرے کے
ذریعے بجلی جاری رہے گی... ایک لمحہ کے لیے بھی اندھیرا نہیں ہو گا...
آج پہلی بار ایسا ہوا ہے... اس پر ہم لوگوں کو ہی نہیں مسٹر روڈی کو بھی
حیرت ہے۔"

"لیکن یہ نظام کب درست ہوں گے۔"

"اطلاع دی جا چکی ہے... کسی بھی لمحے ماہرین آنے
والے ہیں... وہ پورے نظام کو چیک کریں گے اور وقتی طور پر معقول
روشنی پھیلا دیں گے۔"

"اوہ اچھا۔"

عین اس لمحے ہیلی کاپٹر کی آواز سنائی دینے لگی... وہ ہال سے
نکل آئے اور یہ دیکھنے لگے... چار ہیلی کاپٹر اوپر سے نیچے اتر رہے تھے
اور تارچوں کی روشنیاں نیچے مار رہے تھے... ان کو دیکھ کر وہ مسکرانے
لگے... لیکن ان کے پاس موجود روڈی کے آدمی انہیں مسکراتے
ہوئے نہ دیکھ سکے... آخر ہیلی کاپٹر نیچے آ گئے... ان سے انجینئر قسم
کے لوگ کود کود کر نیچے اترنے لگے... ان کے پاس ساز و سامان تھا...
وہ انہوں نے نصب کرنا شروع کر دیا... چند منٹ بعد ہی وادی پوری

روشن ہو گئی... ان کا ہال بھی پھر سے روشن ہو گیا...

"لیجیے وادی روشن ہو گئی... آپ کے وہ تین آدمی اب تک
نہیں آئے۔" شوکی نے طنزیہ کہا۔

"آ جائیں گے..." ان کے انچارج نے برا سا منہ بنایا۔
آخر وہ تین آدمی لوٹ آئے... ان کے منہ لٹکے ہوئے

"وہ نہیں ملے..."

"لیکن اس وقت تم لوگوں نے تارچوں کی مدد سے ان کو
کیا ہے... اب جب کہ روشنی ہر طرف پھیل گئی ہے... انہیں نئے
سے تلاش کرو۔"

"جی اچھا۔"

"اس کی کیا ضرورت ہے۔" ایک اور نے کہا۔

"کیوں ضرورت کیوں نہیں۔"

"یہ ان کے ساتھ تلاش کرنے کا کہہ رہے تھے... یہ کام ان
کے لیے ہرگز مشکل نہیں ہے... تو پھر ہم کیوں وقت ضائع کریں۔"

"نہیں۔" ان سب نے روڈی کی غضب ناک آواز سنی۔

"کیا کہا... سر... نہیں..." انچارج کانپ کر بولا۔

"ان لوگوں کو تم لوگ ہی تلاش کرو... اگر تلاش نہ کر سکے...
زندگی سے ہاتھ دھو بیٹھو گے۔"

''نہیں نہیں۔'' وہ چلائے۔

''لیکن یہ بھی تو سوچو... یہ کام تمہارے لیے کیا مشکل ہے... اس وادی سے وہ نکل نہیں سکے... یہاں چند بڑے بڑے ہال ہیں... ان کے گرد باغ ہیں... باغ کے چاروں طرف عمودی پہاڑ ہیں... جن پر آلات کے بغیر چڑھا نہیں جا سکتا... لہٰذا انہیں تلاش کیوں نہیں کیا جا سکتا۔''

''ضرور کیا جا سکتا ہے سر۔'' انچارج نے فوراً کہا۔

''تو کرو تلاش... اس کام کے لیے ان کی مدد نہ لو۔'' روڈی چیخا۔

''وہ ایک بار پھر ادھر ادھر دوڑ پڑے... پہلے ان کے پاس جو لوگ رک گئے تھے... وہ بھی اب تلاش میں نکل گئے... وہاں صرف انچارج کھڑا رہ گیا... باقی لوگوں کا جانے کا اشارہ اسی نے کیا تھا... کیونکہ اب اس کی اپنی جان پر بن گئی تھی۔

''مسٹر انچارج... ہم آپ کی زندگی بچا سکتے ہیں۔'' انسپکٹر جمشید نے دھیمی سرگوشی کی۔

''کک... کیسے۔'' اس نے بھی اتنی آہستہ سرگوشی کی۔

''ہم ایک خفیہ آواز منہ سے نکالیں گے... وہ دونوں جہاں بھی چھپے ہوئے ہیں، وہاں سے نکل آئیں گے اور آپ سب کی جان بچ جائے گی... ورنہ آپ لوگ تو گئے کام سے... وہ آپ کو نہیں ملیں گے

اس کام کے وہ بہت بڑے ماہر ہیں۔''

''کس کام کے۔'' اس نے کھوئے کھوئے انداز میں کہا۔

''چھپنے کے۔''

''ہم انہیں تلاش کر لیں گے... آپ فکر نہ کریں۔'' اس نے فخریہ انداز میں منہ بنایا۔

''شاباش جوگم۔'' روڈی کی آواز ابھری۔

وہ سب چونک اٹھے۔

''تو آپ نے سب یہ سرگوشیاں سن لیں۔''

''ہاں! اگر جوگم نے یہ بھی کہہ دیا ہوتا کہ اچھا ٹھیک ہے... نکال دیں پھر منہ سے آواز اور اس احسان کے بدلے میں آپ لوگوں کا ساتھ دوں گا... تو یہ اسی وقت... اس جگہ راکھ ہو جاتا۔''

''لیکن کیسے... آپ کا بجلی کا نظام اس وقت فیل ہے۔''

''اس کے ٹھیک ہونے میں چند منٹ لگیں گے۔''

''خیر... دیکھا جائے گا... ویسے میں نہیں چاہتا... یہ لوگ بلا وجہ مارے جائیں، لہٰذا میں خود ہی اپنے ساتھیوں کو بلا رہا ہوں۔''

''ایسا کرنا ہے... ضرور کرو... لیکن...'' روڈی نے عجیب سے لہجے میں کہا۔

''لیکن کیا؟''

''لیکن... یہ سن لیں... یہ لوگ آپ کے نبی کے بدترین

دشمن ہیں... انھیں دن رات برا بھلا کہتے ہیں۔"

"کیا مطلب... انھیں ایسا کرنے کی کیا ضرورت ہے۔" انسپکٹر جمشید نے حیران ہو کر کہا۔

"میں نے یہاں اپنے گرد ایسے ہی لوگ جمع کیے ہیں... ویسے تو تمام یہودی... ایسا کرتے ہیں... اب بھی اگر آپ لوگ ان پر ترس کھانا چاہتے ہیں... تو آپ کی مرضی۔"

"نہیں... ان حالات میں تو ہم ایسا نہیں کر سکتے۔" انسپکٹر جمشید نے خشک انداز میں کہا۔

"ہاہاہا... دیکھا... ویسے تم خیال کر سکتے ہو... کہ میں نے یہ بات یونہی کہہ دی اور یہ لوگ ایسے نہیں تو بے شک تم ان سے پوچھ سکتے ہو... جوگم... ابھی بتاؤ... ان کے نبی کے بارے میں کیا کہتے ہو۔"

"ایک منٹ... مسٹر جوگم... ایک بات کا خیال رہے۔"

ایسے میں انسپکٹر جمشید اور انسپکٹر کامران مرزا ایک ساتھ چلا اٹھے۔

"اور وہ کس بات کا۔"

"ہمارے سامنے اگر تم نے ہمارے نبی ﷺ کی شان میں ایک لفظ بھی منہ سے نکالا تو ہم اس بات کی کوئی پروا نہیں کریں گے کہ تمہارے ہاتھ میں جو پستول ہیں... وہ ہمارے لیے کس حد تک خطرناک ہے... ہم تم پر ٹوٹ پڑیں گے... یہ بات یاد رہے۔"

"نن نہیں۔"

"ڈر گئے جوگم۔"

"ان کا چہرہ بتا رہا ہے... جو کہہ رہے ہیں... کر گزریں گے۔"

"لیکن تمہارے ہاتھ میں گیس پستول ہے۔"

"جب تک گیس ان پر اثر کرے گی... یہ میرا کچومر نکال دیں گے۔"

"خیر اس سے یہ بات ثابت ہو گئی کہ میرا بیان غلط نہیں ہیں۔"

"یہ ٹھیک ہے۔" جوگم نے کہا۔

اور پھر وہاں وہ لوگ منہ لٹکائے واپس آ گئے... گویا ان کے دونوں ساتھی انھیں نہیں ملے تھے۔ ان کے بدن کانپ رہے تھے...

ایسے میں انجینئرز کی طرف سے اعلان ہوا:

"مسٹر روڈی... لائٹ ٹھیک ہو گئی ہیں اور اب اس وادی کے نظام کے تحت ہی لائٹ آن ہے۔"

"اس کو ہوا کیا تھا؟"

"فیوز اڑے ہوئے ملے ہیں۔"

"تینوں نظاموں کے ایک ہی وقت میں۔" روڈی نے بوکھلا کر کہا۔

''یس سر... اور یہ بات ہمارے لیے بہت زیادہ حیرت کی ہے۔''

''اوہ... اوہ... میں سمجھ گیا۔'' روڈی چیخا۔

''کیا سمجھ گئے آپ۔''

''یہ کام ضرور ان کے اس ساتھی کا ہے... جو ان سے بغاوت پر اتر آیا تھا... اور غالباً اس نے بغاوت کا ڈراما اسی لیے رچایا تھا... ہم نے اسے اپنے خاص کمرے کے ساتھ ٹھہرایا ہوا ہے... اسے پکڑ کر یہیں لے آؤ...''

''یس سر...'' جوگم بولا۔

''اور ان کی سزا تو رہ ہی گئی۔'' محمود نے گویا انہیں یاد دلا دیا۔

''یہ یہیں ہیں... فکر نہ کرو... جس طرح تم یہاں سے نکل کر نہیں جا سکتے... اسی طرح یہ بھی کہیں نہیں جا سکتے۔''

جوگم کے چند ساتھی دوڑتے ہوئے وہاں سے چلے گئے... واپس لوٹے تو اکرام ان کے ساتھ تھا...

''تو یہ کام تمہارا تھا۔'' روڈی کی آواز ابھری۔

''ہاں! مسٹر روڈی ... میں نے محسوس کیا تھا... میں اور میرے تمام ساتھی بالکل بے بس ہیں... کچھ کرنے کے قابل نہیں ہے، لہذا کیوں نہ یہ چال چلوں... شاید میں کچھ کام دکھا سکوں... سو میں نے ان سے غداری کا ڈراما رچایا اور آپ نے مجھے ان سے الگ کر

دیا... ایک کمرے میں جگہ دی... اب میں ایک بہترین الیکٹریشن ہوں... میں نے اس سلسلے میں بہت تجربات کیے ہیں... بس میں نے اپنے ایک تجربے سے کام لے کر یہاں کا بجلی کا نظام ناکارہ بنا دیا۔''

''حیرت ہے... کمال ہے... لیکن اس سے بھلا یہ کیا فائدہ اٹھا سکے۔''

''اس بارے میں تو میں کچھ نہیں جانتا... جو میں کر سکا... کر گزرا... صرف یہ کہوں گا کہ میں اپنی جان تو دے سکتا ہوں... لیکن غداری نہیں کر سکتا۔''

''تم نے بہت اہم کام انجام دیا... اکرام ... تمہارا یہ کارنامہ ہمیں ہمیشہ یاد رہے گا۔''

''لیکن اس سے تم لوگوں کو فائدہ کیا ہوا؟'' روڈی نے پریشان ہو کر کہا۔

''ہمیں نہیں معلوم ... لیکن ان کی حد تک یہ کارنامہ ضرور تھا۔''

''خیر ... ہو گا... اب تم لوگ الگ ہو جاؤ... مجھے ان لوگوں کو سزا دینا ہے... آخر یہ ان لوگوں کو کیوں تلاش نہیں کر سکے۔''

''ہم نے چپہ چپہ چھان مارا ہے۔'' جوگم نے کانپ کر کہا۔

''تب... وہ کیوں نہیں ملے... یہ تم بھی جانتے ہو کہ وہ ہیں اسی وادی میں۔''

''بالکل ٹھیک... یہ ہم نے کب کہا کہ وہ یہاں نہیں ہیں۔''

''ہوں... اچھا... آپ ہمیں سزا ضرور دیں... اتار دیں ہمیں موت کے گھاٹ... لیکن ہماری آخری خواہش ضرور پوری کر دیں۔'' جوگم بولا۔

''اور وہ کیا؟''

''ہم جاننا چاہتے ہیں... وہ کہاں چھپے ہیں۔''

''یہ تو خیر مجھے بھی نہیں معلوم... اس لیے کہ اندھیرا ہو گیا تھا، انسپکٹر جمشید اپنے ساتھیوں کو بلائیں۔''

''اچھی بات ہے... پروفیسر صاحب... اور فرزانہ... آپ آ جائیں... آپ نے اب تک جو کارنامہ انجام دیا... اس کا جواب نہیں... ان سب کو چکرا کر رکھ دیا... لہٰذا آپ آ جائیں۔''

جواب میں پروفیسر داؤد اور فرزانہ کی آواز سنائی نہ دی تو وہ بہت حیران ہوئے۔

''اوہو! یہ کیا ان کی طرف سے کوئی جواب کیوں نہیں آیا۔'' انسپکٹر کامران مرزا کے منہ سے نکلا۔

''پروفیسر صاحب... اور فرزانہ... آپ کہاں ہیں... آ جائیں۔''

ان کی طرف سے اب بھی جواب نہ ملا... اب انسپکٹر جمشید نے دونوں ہاتھ منہ پر رکھ کر الو کی آواز نکالی... الو کی آواز پوری وادی

ی گونج گئی...

لیکن ان کی طرف سے اب بھی جواب نہ ملا... اب تو وہ سکتے ں آ گئے... پھر لگے ایک دوسرے کی طرف دیکھنے... ان کے دل ک دھک رہے تھے...

☆...☆...☆

دعویٰ

"یہ ... یہ کیا... یہ دونوں کہاں چلے گئے۔" انسپکٹر جمشید کی آواز بھرا گئی۔

"پروفیسر صاحب... آپ کہاں ہیں۔" انسپکٹر کامران مرزا چلائے۔

"انکل... فرزانہ۔" فاروق نے پورا زور لگا دیا۔

ان کی طرف سے اب بھی کوئی جواب نہ ملا...

"یہ... یہ کیسے ہو سکتا ہے... اس وادی سے کوئی باہر نہیں جا سکتا... نہیں جا سکتا۔" روڈی کی آواز انہوں نے سنی۔

"اس کا صرف ایک ہی مطلب ہو سکتا ہے۔" شوکی کی آواز ابھری۔

"اور... اور وہ کیا۔" وہ سب جلدی سے بولے۔

"کہیں چھپنے کے چکر میں وہ زخمی ہو گئے... چوٹ کھا بیٹھے اور اس وقت مکمل طور پر بے ہوش ہیں، ورنہ یہ ہو نہیں سکتا کہ وہ ہماری آواز سنیں اور جواب نہ دیں۔"

"ہاں! امکان اسی بات کا ہے... اب ہمیں ان کی تلاش میں نکلنا ہوگا... مسٹر روڈی... آپ کا کہنا ہے کہ اس وادی سے کوئی نہیں نکل سکتا... تب پھر آپ کو ہمارے میں کیا پریشانی ہو سکتی ہے... ہمیں اپنے ساتھیوں کو تلاش کرنے کی اجازت دیں۔"

"او کے... کوئی اعتراض نہیں... جائیں... انہیں تلاش کریں اور تلاش کرنے کے بعد پھر وہیں لوٹ آئیں..." روڈی نے کہا۔

"بہت بہت شکریہ۔"

"ہمارے لیے کیا حکم ہے۔" ہیلی کاپٹر کے ایک پائلٹ نے کہا۔

"آپ لوگ اپنا کام کر چکے... روشنی کا نظام بحال ہو چکا... اب آپ جا سکتے ہیں۔"

"او کے سر۔"

پھر انہوں نے ہیلی کاپٹروں کو اڑتے دیکھا... اس کے بعد وہ دونوں طرف اپنے ساتھیوں کو تلاش کرتے پھرے... یہاں تک کہ رات ڈھل گئی... پو پھٹنے لگی... اب پہلے انہوں نے وضو کر کے نماز ادا کی... پھر سورج نکل آیا... سورج کی روشنی میں ان دونوں کو تلاش کرنا ان کے لیے آسان کام تھا... انہوں نے ہر طرف انہیں تلاش کیا... تمام ہال دیکھ ڈالے... ان کی طرف جو ہال تھے اور جو باغ تھا... اس

حصے کو روڈی والے حصے سے الگ کرنے کے لیے دودھیا شیشے کی ایک
دیوار قائم تھی، یہ دیوار کافی اونچی تھی... اور انسانی سیڑھی بنا کر بھی وہ
دوسری طرف نہیں دیکھ سکتے تھے... تاہم انہوں نے سوچ لیا تھا...
ضرورت پڑی تو وہ اس دیوار کو کوئی پتھر مار کر توڑ دیں گے اور روڈی پر
حملہ آور ہوں گے... لیکن پہلا مسئلہ پروفیسر داؤد اور فرزانہ کی تلاش کا
تھا... لمحہ بہ لمحہ ان کی پریشانی بڑھ رہی تھی... وہ سوچ رہے تھے... آخر
وہ دونوں کہاں چلے گئے... تلاش کرتے کرتے وہ اس جگہ پہنچ گئے...
جہاں رات ہیلی کاپٹر اترے تھے... ان کے پہیوں کے نشانات گھاس
پر بھی نظر آ رہے تھے... ان جگہوں پر گھاس میں گڑھے پڑ گئے تھے...
وہ ان جگہوں کو غور سے دیکھنے لگے... اچانک انسپکٹر جمشید کو ایک چھوٹی
سی چیز نظر آ گئی... لیکن انہوں نے اپنے چہرے سے یہ ظاہر نہیں ہونے
دیا کہ انہیں کوئی چیز نظر آئی ہے... اس چیز کو دیکھتے وہ پرسکون ہو گئے...
اب وہ جان گئے تھے کہ وہ دونوں کہاں ہیں... غائب کیوں ہیں اور
تلاش کے باوجود انہیں کیوں نہیں ملے... پروفیسر داؤد اور فرزانہ نے
ان سب کو خوب چکرایا تھا.. اصل میں انہوں نے یہ چکر روڈی کو دیا تھا
اور یہ فرزانہ کے ذہن کی کارستانی تھی... پروفیسر داؤد تو ایسی چال سوچ
بھی نہیں سکتے تھے... اندھیرے سے انہیں نکال کر بھی وہی لے گئی تھی...

پھر اس چیز کو انسپکٹر کامران مرزا نے بھی دیکھ لیا... وہ بھی
ساری بات جان گئے...

باری باری ان سب کی نظریں اس چیز پر پڑتی گئیں... آخر
نسپکٹر جمشید کی آواز نے ان سب کو اپنی طرف متوجہ کر لیا:

"مسٹر روڈی... اگر آپ میری آواز سن رہے ہیں تو میں
پ کو بتانا چاہتا ہوں... ہمارے ساتھیوں نے آپ کا دعویٰ غلط ثابت
دیا۔"

"کیا مطلب... کون سا دعویٰ۔"

"آپ کا دعویٰ ہے... کہ اس وادی سے کوئی نہیں نکل سکتا..
ہم اپنا پورا اطمینان کر چکے ہیں... ہمارے دونوں ساتھی اس وادی
نکل ہیں... اس کا مطلب ہے... وہ وادی سے باہر جا چکے ہیں۔"

"ہرگز نہیں۔" روڈی چیخ اٹھا...

اس کی آواز پوری وادی میں گونج اٹھی... گویا وہ پوری قوت
دھاڑا تھا...

"اگر یہ بات غلط ہے تو پھر آپ انہیں اس وادی سے تلاش
کے دکھا دیں۔"

"میرے آدمی تلاش کر چکے... ارے ہاں! میں بھول گیا...
نے تو انہیں موت کی سزا سنائی تھی... کہاں ہو تم لوگ... رات بھر
چھپے رہے... مجھے یاد کیوں نہیں آیا کہ تمہیں موت کی سزا دینا
"

اب ان کی طرف سے بھی کوئی جواب نہ ملا...

"ہاہاہا۔" انسپکٹر جمشید ہنسے۔

"کیا ہوا... کیوں ہنس رہے ہیں۔" روڈی نے جھلا کر کہا۔

"آپ کے تو اپنے ساتھی وادی سے نکل گئے ہیں... اب آپ کیا کریں گے۔"

"اس پوری وادی کو تباہ کرا دوں گا... کوئی اور جگہ بنوا لوں گا... لیکن سوال یہ ہے کہ میرے کارکن کہاں چلے گئے.. آپ لوگوں کے دو ساتھیوں کی گمشدگی میرے لیے کچھ کم نہیں تھی... اب یہ میں کے قریب اور غائب ہو گئے ہیں... میرا خیال ہے... اب مجھے یہاں ماہرین کو بلانا پڑے گا۔"

"آپ کو جو کرنا ہے کر لیں... لیکن ہمیں فلمیں دکھاتے رہیں۔"

"اوہ ہاں! آپ لوگ ناشتا کر لیں... پھر ٹی وی ہال میں بیٹھ جائیں... کھانے کا کمرہ اس کے ساتھ ہی ہے۔"

انہوں نے ایسا ہی کیا... پھر ٹی وی ہال میں آ گئے۔

"کیا پروفیسر صاحب اور فرزانہ کے بغیر ہم توجہ سے فلمیں دیکھ سکیں گے انکل۔" شوکی نے کہا۔

"ہاں! کیوں نہیں... اب جب کہ ہم جان چکے ہیں... وادی میں نہیں ہیں... یہاں سے نکل گئے ہیں تو ان کے بارے میں فکر مند ہونے کی بھلا کیا ضرورت ہے۔"

"ہوں ٹھیک ہے۔"

"کیا مطلب... آپ لوگوں کو یہ بات کس طرح معلوم ہو گئی کہ وہ وادی سے باہر نکل گئے ہیں۔"

"اگر وہ وادی میں ہوتے تو ہمیں ضرور جواب دیتے... بے خفیہ طور پر ہی کیوں نہ دیتے... لیکن انہوں نے ہمیں جواب نہیں ...اس کا مطلب صرف یہ ہے کہ وہ وادی میں نہیں ہیں... اور ...اتے جاتے وہ آپ کے ان ساتھیوں کو بھی لے گئے... جن کی موت کا ...پ فیصلہ کر چکے تھے... انہوں نے سوچا... شاید ان کے ساتھ نکل ...انے کی صورت میں وہ اپنی زندگیوں کو بچا سکیں۔"

"ناممکن... پورے بنگال کی پولیس ان کا کھوج لگا رہی ...ی... وہ جہاں بھی ملیں گے... انہیں وہاں سے پکڑ کر میرے سامنے ...یا جائے گا... اور آپ کے دونوں ساتھیوں کو بھی لایا جائے گا... ...پ خود انہیں یہاں سزا پاتے دیکھیں گے... فکر نہ کریں۔" روڈی ...ی آواز میں اطمینان ہی اطمینان تھا۔

"ٹھیک ہے... پھر ہم فلمیں دیکھنا شروع کرتے ہیں... ورنہ یہاں وقت کیسے گزاریں گے۔"

"ضرور دیکھیں... کوئی اعتراض نہیں... آپریٹر اگلی فلم ...دو۔"

"یس سر۔" انہوں نے پہلی بار آپریٹر کی آواز سنی۔

پھر سکرین روشن ہوگئی... چند سوار ریگستان میں سفر کرتے نظر آئے... پھر کھجوروں کے درخت دکھائی دینے لگے... مدینہ شہر سے باہر وہ اونٹوں پر سے اترے اور انہوں نے اپنے خیمے نصب کر دیے، ایک ساتھی کو وہاں چھوڑا، پھر آگے بڑھے... مدینہ میں بہت چہل پہل اور رونق نظر آ رہی تھی، لوگ ادھر سے ادھر آ جا رہے تھے... وہ ایک دوسرے کو السلام علیکم، وعلیکم السلام کہہ رہے تھے... یہ لوگ اجنبی محسوس ہوئے تو ایک مسلمان نے ان کے قریب رک کر پوچھا۔

"آپ لوگ کون ہیں اور کہاں کا ارادہ ہے۔"

"ہم قبیلہ حنیفہ کے لوگ ہیں اور اسلام قبول کرنے کے لیے آئے ہیں، آپ کے نبی کی خدمت میں حاضری چاہتے ہیں۔"

"یہ تو بہت خوشی کی بات ہے... آیئے میں آپ کو لے چلتا ہوں۔"

"بہت بہت شکریہ... چلیے پھر۔"

اب وہ لوگ آگے بڑھے... پھر انہیں مسجد نبوی میں داخل ہوتے نظر آئے... پھر کچھ دیر کے لیے سکرین پر تاریکی پھیل گئی... آخر سکرین پھر روشن ہوئی... اور وہ لوگ باہر نکلتے نظر آئے، وہ مسلمان بھی ان کے ساتھ ہی تھا... کچھ دوسرے مسلمانوں کو نزدیک دیکھ کر اس نے کہا:

"یہ لوگ ایمان لے آئے ہیں... بنو حنیفہ کے ہیں... انہیں

مبارک باد دو... ان کا ایک ساتھی ادھر ہی خیموں کی حفاظت کے لیے رہ گیا ہے... میں ان کے ساتھ جا رہا ہوں... اسے بھی کلمہ پڑھانا ہے اور ضروری احکامات سکھانے ہیں۔"

"آپ یہ مبارک کام ضرور کریں... ضرورت محسوس کریں تو ہمیں بھی ساتھ لے چلیں۔"

"آپ کی خوشی... چلنا چاہیں تو کوئی اعتراض نہیں۔"

"شکریہ... آیئے پھر چلیں... یہ لوگ اس طرح اور خوش ہوں گے۔"

"ہاں! کیوں نہیں۔"

اب وہ سب ان کے ساتھ چل پڑے... شہر سے باہر آئے.. وہاں خیمے نصب نظر آئے... ایک شخص ان خیموں سے باہر کھڑا شاید ان کا انتظار کر رہا تھا...

"آپ لوگ آگئے۔" اس نے پوچھا۔

"ہاں مسیلمہ ہم آگئے... ہم نے کلمہ پڑھ لیا ہے... یہ مسلمان آپ کو کلمہ پڑھانے کے لیے آئے ہیں۔" ایک نے کہا۔

"میں تیار ہوں..."

"تب پھر پڑھیے...... "لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ""

اس نے کلمہ پڑھا... پھر بولا:

"کیا رسول اللہ مجھے نبوت میں حصہ دار بنائیں گے۔"

"کیا مطلب؟ یہ آپ نے کیا کہا۔"

"میں نے کہا ہے، کیا نبیؐ مجھے نبوت میں حصہ دار بنائیں گے۔"

"ہم نے ایسی عجیب بات آج تک نہیں سنی... خیر ہم یہ بات نبی ﷺ تک پہنچا دیتے ہیں۔"

"شکریہ... مجھے ان کے جواب کا انتظار رہے گا۔"

مسلمان مدینہ کی طرف لوٹے... پھر اس طرف سے چند سوار آئے اور خیموں کے پاس اترے...

"تم میں سے وہ کون ہے، جس نے نبوت میں حصے داری کی بات کی تھی۔"

"یہ میں ہوں... مسیلمہ۔"

"تو سنو مسیلمہ... یہ ایک بے ہودہ بات ہے، نبی ﷺ نے فرمایا ہے کہ تمہیں تو کھجور کی ایک شاخ بھی نہیں مل سکتی۔"

"ان کی مرضی۔" مسیلمہ نے کہا۔

پھر مسلمان وہاں سے لوٹ گئے اور یہ لوگ اپنے خیمے اکھاڑنے لگے... جلد ہی وہ اونٹوں پر سفر کرتے نظر آئے... یہ لوگ سفر کر کے اپنے علاقے میں پہنچے اور پھر مسیلمہ ایک اونچے مقام پر پکارنے لگا، لوگ اس کے گرد جمع ہونے لگے... آخر جب بہت سے لوگ جمع ہو گئے تو اس نے کہا:

"سنو! میں مسیلمہ ہوں... نبی نے مجھے اپنی نبوت میں حصہ دار بنایا ہے... میں اپنی نبوت کا اعلان کرتا ہوں... میری شریعت میں نماز معاف ہے، شراب جائز ہے... جوا جائز ہے، سنو! مجھ پر یہ آیات اتری ہیں...

"قسم ہے ان عورتوں کی جو اناج پیسنے والی ہیں، اور آٹا گوندھنے والی ہیں اور پھر روٹی پکانے والی ہیں... اور ثرید بنانے والی ہیں اور پھر لقمہ بنانے والی ہیں..."

ان الفاظ کو سن کر لوگ حیران ہوئے کہ یہ کیسی آیات ہیں...

پھر اس نے کہا... دیکھو! میں تمہیں ایک معجزہ دکھاتا ہوں... پھر اس نے اپنے تھیلے میں سے ایک تنگ منہ والی بوتل نکالی... اس میں مرغی کا ایک انڈا تھا... ان لوگوں کو اس کا تنگ منہ دکھایا... انڈے کا سائز دکھایا، پھر بولا:

بھلا کوئی اتنے تنگ منہ کی بوتل میں انڈا داخل کر سکتا ہے...

سنو... یہ انڈا میں نے اس بوتل میں ہی پیدا کیا ہے... تا کہ تم جان لو... میں بھی اللہ کا نبی ہوں...

لوگ حیرت زدہ رہ گئے... اس کے ہاتھ پر اس کی نبوت کا اقرار کرنے لگے... دیکھتے ہی دیکھتے وہاں موجود سب لوگوں نے اسے نبی مان لیا اور ساتھ ہی سکرین پر اندھیرا چھا گیا... اس بار سکرین روشن

ہوئی تو سودا گھر میں نظر آیا... پھر مسیلمہ اندر داخل ہوا۔

"ہاں مسیلمہ کیا رہا... کہاں تک کامیابی ہوئی۔"

"زبردست کامیابی حاصل ہوئی ہے... لوگ دھڑا دھڑ مجھے نبی مان رہے ہیں... اور وہ مجھے نبی کیوں نہ مانیں... آپ کی ہدایات پر میں نے اعلانات کیے ہیں کہ نماز معاف ہے... روزہ معاف ہے... زکوٰۃ معاف ہے... شراب جائز ہے... جوا جائز ہے... زنا جائز ہے، پھر میں نے بوتل میں انڈے والا معجزہ انہیں دکھایا ہے... اس معجزے کو دیکھ کر لوگ مجھ پر ٹوٹ پڑے اور جلدی جلدی میرے ہاتھ پر بیعت ہونے لگے... مجھے نبی ماننے والوں کی تعداد روز بروز بڑھ رہی ہے... اب میں کیا کروں۔"

"اپنا کام جاری رکھو... اب ہم دیکھیں گے... مسلمان کیا کرتے ہیں..."

"بہت اچھا... تب میں چلتا ہوں... اب میں محمد (ﷺ) کو ایک خط لکھوں گا۔"

"خط... کیا مطلب... تم انہیں کیا لکھو گے۔" سودا نے چونک کر کہا۔

"اس کے الفاظ سن لیں:

'یہ خط ہے اللہ کے رسول مسیلمہ کی طرف سے محمد رسول اللہ کے نام، امابعد، بات یہ ہے کہ مجھے آپ ؐ کی نبوت میں شریک بنایا گیا

ہے اور ہم دونوں آدھے آدھے کے حصے دار ہیں، مگر قریش کے لوگ یعنی آپ ؐ اور آپ ؐ کے قبیلے کے لوگ انصاف پسند نہیں ہیں...'

یہ الفاظ ہوں گے خط کے... آپ کا اس خط کے بارے میں کیا خیال ہے؟"

"بہت خوب! یہ ٹھیک رہے گا... لکھ دو... دیکھتے ہیں... وہ کیا جواب دیتے ہیں... جو جواب وہ دیں... تم لا کر دکھانا۔"

"ٹھیک ہے... آپ فکر نہ کریں... ہمیں شاندار کامیابی حاصل ہوگی۔"

"مشکل ہے۔" ایسے میں عبداللہ بول اٹھا۔

"تم چپ رہو۔" سودا نے اسے ڈانٹ دیا۔

سکرین تاریک ہوگئی... روشن ہوئی تو مسیلمہ گھر میں داخل ہوتا نظر آیا... اس کے ہاتھ میں ایک خط تھا۔

"یہ کیا مسیلمہ ہے۔" سودا نے پوچھا۔

"محمد (ﷺ) کا خط۔" اس نے چہک کر کہا۔

"خوب! تو ان کا جواب آ گیا، پڑھ کر سناؤ، انہوں نے کیا لکھا ہے۔"

"سنیے! لکھا ہے:

'یہ خط ہے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی جانب سے، مسیلمہ کذاب کے نام... سلامتی اس پر جس نے ہدایت اور سیدھے راستے

کی پیروی کی، امابعد! یہ روئے زمین اللہ کی ملکیت ہے، وہ اپنے بندوں
میں جسے چاہے، اس کا وارث بنا دیتا ہے، در حقیقت بہتر ایمان تو اللہ
سے ڈرنے والوں کا ہی ہوتا ہے۔"

"تو یہ ہے ان کا خط... لایا کون؟"

"دو قاصد! میں نے ان سے پوچھا، کیا تم بھی یہی کہتے ہو،
جو وہ کہہ رہا ہے، یعنی میں کذاب ہوں۔"

"ہاں! بالکل۔" انہوں نے کہا۔

اس پر میں نے ان سے کہا:

"اگر قاصدوں کا قتل کرنا دستور کے خلاف نہ ہوتا تو خدا کی قسم
میں تمہاری گردنیں مار دیتا۔"

"پھر! تم نے کیا کیا۔"

"میں نے انہیں جانے دیا۔"

"اچھا کیا، اب تم اپنا کام آہستہ رفتار سے جاری رکھو، وقت کا
انتظار کرو، تمہیں نبی ماننے والوں کی تعداد میں جوں جوں اضافہ ہوتا
جائے گا، تم اپنا کام تیز کرتے جانا..."

"بہت اچھا، آپ فکر نہ کریں۔"

اسی وقت دوڑتے قدموں کی آواز سنائی دی۔ پھر ایک شخص
اندر داخل ہوا، اس کے چہرے پر بلا کا جوش تھا... اندر آتے ہی اس
نے چیخنے کے انداز میں کہا:

"سردار... وہ... وہ بیمار ہو گئے، بہت زیادہ بیمار، انہوں
نے اپنے دنیا سے رخصت ہونے کی خبر دی ہے... مسلمانوں کو وصیتیں
کر رہے ہیں۔"

"تمہارا مطلب ہے محمد... (ﷺ)۔"

"ہاں سردار۔"

"بہت خوب! پل پل کی خبریں مجھ تک پہنچائی جائیں...
لوگوں کی ایک لائن یہاں سے مدینے تک قائم کر دو... ادھر مدینے کے
لوگوں کو ایک خبر معلوم ہو، ادھر مجھے معلوم ہو جائے... کیا ایسا ہو جائے
گا۔"

"ہاں سردار، کیوں نہیں.. ہمارے پاس آدمیوں کی کمی نہیں،
ادھر مسلمانوں کو اپنی پڑی ہوگی... ہماری طرف کون دھیان دے گا۔"

"خوب! بہت خوب۔"

"ہم ابھی اپنے آدمیوں کی لائن یہاں سے وہاں تک
بچھا دیتے ہیں۔"

"بہت خوب! مسیلمہ تم جاؤ... اپنا کام تیز کر دو، لوگوں سے
یہ بھی کہہ سکتے ہو، جن کی نبوت میں مجھے شریک کیا گیا ہے... وہ تو اب
دنیا سے رخصت ہونے والے ہیں، اب باقی کام تو مجھے کرنا ہے... لہٰذا
مجھے نبی مان لو... اسی میں تم لوگوں کی بھلائی ہے... وغیرہ... اس قسم
کی بے شمار باتیں تم تو اپنی طرف سے گھڑ سکتے ہو۔"

"بالکل سردار! آپ فکر نہ کریں۔" مسیلمہ نے اٹھتے ہوئے کہا۔

پھر وہ الٹا نظر آیا... تھوڑی دیر کے لیے سکرین تاریک ہوگئی پھر روشن ہوئی تو ایک آدمی کہتا نظر آیا:

"سردار! آپ کے حکم کے عین مطابق ہم نے اپنے لوگوں کی ایک لائن قائم کردی ہے... جونہی مدینے سے کوئی خبر ملے گی، آپ تک پہنچنے میں اس خبر کو دیر نہیں لگے گی... ساتھ ساتھ آپ تک خبریں پہنچیں گی... اب سب تیار ہو جائیں... اس وقت کی پہلی خبر یہ ہے کہ آج صبح کی نماز ان کے ساتھی ابوبکرؓ نے پڑھائی ہے... وہ مسجد میں نہیں آسکے۔"

"بہت خوب! اب وقت آ گیا... وقت آ گیا۔" عبداللہ پکارا تھا۔

"ایک اور خبر ہے سردار... مسیلمہ کی طرح چند لوگوں نے نبوت کا اعلان کردیا ہے... ان کے نام یہ ہیں، طلیحہ، خویلد، سجاح بنت حارث۔"

"یہ اور اچھا ہے... اس سے مسلمان اور زیادہ منتشر ہوں گے۔"

"ان کی طبیعت اور بگڑ گئی... نمازیں ابوبکرؓ پڑھا رہے ہیں۔"

"سنو! جونہی ان کی وفات کی خبر سنو... تم میں سے چند آدمی انصاریوں میں گھل مل جانا... عبداللہ بن ابی کے آدمی اس کام کے لیے زیادہ بہتر رہیں گے... وہ ایک دوسرے سے یہ بس کہتے رہیں... اب خلیفہ انصار میں سے ہونا چاہیے... پھر جب وہ آپس میں یہ بات کرنے لگ جائیں... تب وہ لوگ وہاں سے نکل آئیں... پھر وہاں ان کی ضرورت نہیں رہے گی..."

"بہت بہتر سردار... ہم عبداللہ بن ابی کو یہ پیغام پہنچا دیتے ہیں۔"

یہ کہہ کر وہ باہر نکل گیا، اسی وقت ایک اور اندر آیا... وہ بھی ہانپ رہا تھا:

"تم کیا خبر لائے ہو۔"

"حالت اور بگڑ گئی.. انہوں نے اسامہ بن زیدؓ کو سپہ سالار مقرر کر کے رومیوں کے مقابلے کے لیے روانہ کیا تھا... وہ لشکر بھی ان کی حالت کی خبر سن کر رک گیا ہے... اب شاید وہ کوچ نہ کر سکے... انہوں نے مسلمانوں کو وصیت کی ہے کہ یہود اور نصاریٰ کو جزیرۃ العرب سے نکال دیا جائے... اسامہ کے لشکر کو ضرور روانہ کیا جائے، اور یہ کہ میں ابوبکرؓ سے زیادہ کسی کو افضل نہیں جانتا...

ان الفاظ کے بعد ان پر غشی طاری ہوگئی..."

"ٹھیک ہے... اسی طرح خبریں پہنچاتے رہو... آج کیا

تاریخ ہے بھلا۔"

"گیارہ ربیع الاول۔"

سکرین پر پھر تاریکی چھا گئی... جلد ہی پھر روشن ہو گئی... ایک شخص بے تحاشہ دوڑتا ہوا آیا اور باہر سے پکار اٹھا:

"ان کا انتقال ہو گیا ہے سردار... ان کے صحابہ کا برا حال ہے... بے تحاشہ رو رہے ہیں... ادھر تمام انصار بنو سقیفہ میں جمع ہیں، وہ خلافت کے بارے میں بات چیت کر رہے ہیں... ان میں سے ایک انصاری سعد بن عبادہؓ ہیں... سب انصاری انہیں خلیفہ بنانا چاہتے ہیں.. ان کے ہاتھ پر بیعت کرنے والے ہیں... ہم نے ایک شوشہ اور چھوڑ دیا ہے... یہ کہ ایک امیر انصار میں سے لیا جائے، دوسرا امیر قریش سے ہو جائے... اس طرح مہاجر اور انصار آپس میں لڑیں گے..."

"شان دار... بہت خوب... مزا آ گیا... یہ کیا کام کیا ہے تم نے۔" عبداللہ چلا اٹھا۔

سوا نے حیران ہو کر اپنے بیٹے کی طرف دیکھا... وہ حد سے زیادہ پرجوش نظر آ رہا تھا...

"تمہیں کیا ہوا۔"

"آپ اتنی مدت سے اس کام میں لگے ہوئے تھے... اصل کام اب شروع ہوا ہے.. ہم صرف اور صرف اس صورت میں کامیاب

سکتے ہیں، جب مسلمانوں کو آپس میں لڑا دیں اور اگر اس وقت مہاجر اور انصار لڑ پڑے تو بس ہمارا کام آسان ہو جائے گا... پھر مسلمان ہمیں یہاں سے نہیں نکال سکیں گے... ہم انہیں نکالیں گے۔"

"میرا خیال ہے... عبداللہ ٹھیک کہہ رہا ہے... اس طرف ... انصار کو اور زیادہ بھڑکا دو، وہ قریش کے سخت خلاف ہو جائیں، ... وہیں نکل پڑیں میانوں سے۔"

"آپ فکر نہ کریں سردار... ایسا ہی ہوگا۔"

ایسے میں ان کے منہ سے ایک ساتھ نکلا:

"ارے! یہ کیا۔"

سکرین پر منظر دیکھ کر وہ حیرت زدہ رہ گئے تھے۔

☆...☆...☆

براہ راست

انہیں اس بات کی امید قطعاً نہیں تھی کہ یہ لوگ فلم بنانے کے
سلسلے میں اس حد تک آگے بڑھ جائیں گے... صحابہ کرام کے مجمع
سکرین پر دکھا دیں گے... اب ان کے سامنے براہ راست منظر چل
تھا... ایک بڑے میدان میں لوگ نظر آ رہے تھے۔ ان میں سے ایک
اونچی جگہ پر کھڑا تقریر کر رہا تھا... اور پرجوش انداز میں کہہ رہا تھا:

"ہم نے مہاجروں کے لیے کیا نہیں کیا... اب وقت آ
ہے کہ وہ ہمارے لیے خلافت کی جگہ چھوڑ دیں... خلیفہ ہم میں سے
ہونا چاہیے... کیا آپ لوگ اس فیصلے کو منظور کرتے ہیں۔"

"ہاں! ہمیں منظور ہے..." سب نے ہاتھ اٹھا کر بلند آ
میں کہا۔

"وہ اس طرف کون آ رہا ہے۔" کسی نے چیخ کر کہا۔

"مہاجرین کا ایک گروہ... شاید انہیں پتا چل گیا... کہ
یہاں کیا باتیں کر رہے ہیں، یہ اچھا ہوا... ورنہ باتیں ہو جا
خلافت کا فیصلہ ہو جائے گا۔"

"دیکھو... صبر اور سکون سے کام لو... مہاجر بھی آخر ہمارے
بھائی ہیں... آپ ؐ نے ہم سب کو آپس میں بھائی بھائی بنایا تھا..."
کسی نے بلند آواز میں کہا۔

"سب سے بہتر بات یہ ہے کہ ایک خلیفہ ہم میں سے ہو اور
ایک مہاجرین میں سے۔" کسی نے تجویز پیش کی۔

یہ سن کر ایک اور آواز گونجی۔

"یہ تو خیر کسی طرح مناسب نہیں ہوگا۔"

"اگر مہاجرین نے ہمارے حق کو تسلیم نہ کیا تو پھر ہم انہیں
مدینے سے نکال دیں گے۔"

اتنے میں آنے والے نزدیک آ گئے۔ ان میں سے ایک کی
آواز سنائی دی۔

"مہاجرین اور انصار آپس میں بھائی ہیں، خلافت کے مسئلے
پر انہیں لڑنا نہیں چاہیے... میں تجویز پیش کرتا ہوں کہ پہلے مہاجر خلیفہ
ہوں گے اور انصار وزرا ہوں گے۔"

اس پر ایک نے کہا:

"ایسا کیوں نہ کر لیا جائے، ایک امیر ہم میں سے ہو اور ایک
تم میں سے۔"

اس پر ایک آواز اور ابھری:

"تمہیں یاد ہوگا... رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مہاجرین

کو وصیت کی ہے کہ انصار سے اچھا سلوک کرنا، انصار کو یہ وصیت نہیں
کی کہ مہاجرین کے ساتھ رعایت کا برتاؤ کرنا، یہ اس بات کی دلیل ہے
کہ خلافت مہاجرین میں رہے گی۔''

''یہ کوئی دلیل نہیں۔'' ایک نے تیز آواز میں کہا۔

پھر تیز تیز آوازیں بلند ہونے لگیں... یوں محسوس ہونے لگا
جیسے دونوں گروہ لڑ پڑیں گے... ایسے میں ایک شخص نے اونچی جگہ پر
پہنچ کر بلند آواز کہا:

''بے شک، آپ ﷺ قبیلہ قریش سے تھے، لہٰذا ان کی قوم
یعنی قریش کے لوگ ہی خلافت کے زیادہ حق دار ہیں... ہم لوگوں نے
بے شک دین اسلام کی نصرت کی اور پہلے ایمان لانے والوں میں سے
ہیں، لیکن ہمارا اسلام لانا، اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مدد کرنا
صرف اس لیے تھا کہ اللہ ہم سے راضی ہو جائے... ہم ایسا نہیں چاہتے
نہ ہم خلافت کے معاملے میں مہاجرین سے جھگڑا کرنا پسند کرتے
ہیں۔''

ایک انصاری نے اٹھ کر طعنہ دینے کے انداز میں کہا:

''تو نے بڑی بزدلی کی بات کہی... بنے بنائے کام کو بگاڑ
دیا۔''

یہ سن کر پہلے نے کہا:

''نہیں! میں نے بزدلی کی بات نہیں کہی... بلکہ میں نے اس

ات کو پسند کیا کہ خلافت کے معاملے میں ان لوگوں سے کیوں جھگڑا کیا
ے جو خلافت کے حق دار ہیں، کیا تم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
ے نہیں سنا کہ امام قریش میں سے ہوں گے۔''

ان الفاظ کو سن کر کئی انصاری بول پڑے:

''ہاں! ہم نے یہ سنا ہے۔''

اب تو وہاں سناٹا چھا گیا، ایسے میں ایک لمبے قد کے صاحب
کھڑے ہوئے اور بولے:

''تو پھر اے انصار اور مہاجرین! یہ ابو عبیدہؓ ہیں اور یہ عمرؓ ہیں،
ان میں سے جسے چاہو... خلیفہ چن لو۔''

اس پر ایک دوسرے لمبے قد کے صاحب کھڑے ہوئے اور
بولے:

''نہیں... ابوبکر صدیقؓ مہاجرین میں سے افضل ہیں، یہ غار
میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھے، نماز کی امامت کرانے میں آپ نے
انہیں اپنا قائم مقام بنایا، لہٰذا ان کے ہوتے ہوئے کوئی اور خلیفہ نہیں
بن سکتا۔''

''تم نے بالکل ٹھیک کہا اے عمرؓ۔'' ایک اور کی آواز ابھری۔

بس پھر کیا تھا.. لوگ ان کے ہاتھ پر بیعت کرتے نظر آئے۔
ب لوگ خوب زور زور سے بیعت کر رہے تھے... اسی وقت سکرین پر
منظر تبدیل ہو گیا۔

سودا کے سامنے کئی لوگ پہنچے اور ایک ساتھ بولے:

"ابوبکرؓ کو خلیفہ چن لیا گیا... لڑائی نہ ہو سکی، عین وقت پر عمرؓ اور ابوبکرؓ دوسرے مہاجرین کے ساتھ وہاں پہنچ گئے... انہوں نے تقریریں کر کے انصار کو قائل کر لیا، لہٰذا اب نے ابوبکرؓ کو خلیفہ چن لیا۔"

"افسوس! یہ برا ہوا... ہمارا سارا منصوبہ چوپٹ ہو گیا۔"

سودا نے افسردہ انداز میں کہا، پھر چونک کر بولا:

"کیا کچھ لوگ ایسے ہیں... جنہوں نے بیعت نہ کی ہو۔"

"ہاں کچھ لوگ کفن دفن کے انتظامات میں مصروف ہونے کی بنا پر وہاں نہیں پہنچ سکے... انہوں نے بیعت نہیں کی... ان میں علیؓ بھی شامل ہیں۔"

"بس ٹھیک ہے... افواہیں پھیلا دو... علیؓ ان سے ناراض ہیں... اس لیے انہوں نے ان سے بیعت نہیں کی... اس خبر کو خوب ہوا دو... اور مسیلمہ سے کہو... اپنا کام تیز کر دے... جن اور لوگوں نے نبوت کا دعویٰ کیا ہے... ان میں بھی ہوا بھر دو..."

"بہت بہتر سردار..."

"اور ابوبکر خلیفہ بننے کے بعد کیا کیا کچھ کرتے ہیں... مسلمانوں کو کیا کیا حکم دیتے ہیں... مجھے ساتھ ساتھ بتاتے رہو... مسلسل ناکامیوں نے مجھے تھکا دیا ہے۔"

"بہت بہتر... ہم ایسا ہی کریں گے۔"

"اب آپ یہ کام مجھے سونپ دیں..." عبداللہ نے ہنس کر

"تم چپ رہو۔" اس نے غرا کر کہا۔

عبداللہ سہم گیا... لیکن خوف زدہ چہرے کے پیچھے وہ ایک
...راہٹ صاف دیکھ رہے تھے... جیسے وہ کہہ رہا ہو...

"آخر کب تک... ایک دن تو آپ کو میرے لیے یہ جگہ خالی
...ہی ہوگی۔"

پھر سکرین تاریک ہو گئی... اس بار روشن ہوئی تو سودا کے
...نے تین آدمی کھڑے نظر آئے... ان میں سے ایک اس سے کہہ رہا

"سردار! ہمارا یہ تیر بھی خالی گیا... علیؓ نے بھی ابوبکرؓ کی
...ت کر لی... بیعت کرتے وقت انہوں نے کہا ہے... میں آپ کی
...یلت اور خلافت کے حق کا انکار نہیں کرتا، مجھے تو رنج یہ تھا کہ ہم لوگ
...سول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے قریبی رشتے دار ہیں، آپ نے سقیفہ بنو
...عدہ میں ہم سے مشورہ کیے بغیر ہی لوگوں سے بیعت لے لی... اگر آپ
...ہیں بلواتے تو ہم سب سے پہلے بیعت کرتے... اس پر ابوبکرؓ نے ان
...ے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے رشتے داروں سے سلوک کرنا
...ھے اپنے رشتے داروں سے زیادہ عزیز اور محبوب ہے... میں سقیفہ میں

بیعت لینے کے لیے تو گیا ہی نہیں تھا... مہاجرین اور انصار کے لڑنے کا خطرہ پیدا ہو گیا تھا، اس لیے فوری طور پر وہاں جانا پڑا... دونوں فریق لڑ مرنے پر تل گئے تھے، میں نے خود اپنی بیعت کی درخواست نہیں کی بلکہ لوگوں نے خود میرے ہاتھ پر بیعت کی اگر میں اس وقت بیعت نہ لیتا تو خطرہ تھا... مسلمانوں میں خونریزی نہ ہو جائے... ادھر آپ کفن دفن کے انتظامات میں مصروف تھے... میں اس قدر عجلت میں آپ کو کیسے بلوا سکتا تھا۔"

ابو بکرؓ کی یہ باتیں سن کر علیؓ نے اپنی تمام شکایات واپس لے لی ہیں اور مسجد نبوی میں مجمع عام میں ابو بکرؓ کے ہاتھ پر بیعت کر لی ہے۔"

"اوہ... نہیں... یہ... یہ بہت برا ہوا۔"

"اور سن لیں... ابو بکرؓ نے ان تمام لوگوں کے خلاف جہاد کا حکم دیا ہے... جن لوگوں نے اسلام کے تمام احکامات ماننے سے انکار کیا ہے... مثلاً اگر کسی قبیلے نے یہ کہا ہے کہ ہم زکوٰۃ نہیں دیں گے تو انہوں نے حکم دیا ہے کہ ان کے خلاف بھی جہاد کیا جائے... ان کے رسولؐ نے وفات سے پہلے رومیوں کے خلاف اسامہؓ کو لشکر کا سپہ سالار بنا کر روانہ کیا تھا... لیکن ان کی طبیعت خراب ہونے پر یہ لشکر مدینے سے باہر ہی رک گیا تھا اور وفات ہونے پر واپس لوٹ گیا تھا۔ اب ابو بکرؓ نے سب سے پہلے اس لشکر کو روانہ کیا ہے۔"

"اس لشکر کی کیا خبر ہے۔"

"وہ لشکر رومیوں کی طرف روانہ ہو چکا ہے۔"

"خیر... دیکھتے ہیں... اس جنگ کا کیا نتیجہ نکلتا ہے... تم مسیلمہ کو پیغام دو... وہ اور اس کے تمام ساتھی اپنا کام تیز کر دیں۔"

"جی اچھا... ہم جا رہے ہیں۔"

سکرین ایک بار پھر تاریک ہو گئی... وہ سکتے کے عالم میں بیٹھے تھے... اچانک انہوں نے محسوس کیا... کوئی نہایت آہستہ سے کمرہ میں داخل ہوا ہے... اور ان کے درمیان آ کر بیٹھ گیا ہے...

انسپکٹر جمشید نے فوراً لائٹ آن کر دی... فوراً ان کے منہ سے نکلا:

"ارے! یہ کیا..."

پروفیسر داؤد اور فرزانہ وہاں موجود تھے اور مسکرا رہے تھے...

"آپ کہاں چلے گئے تھے۔"

"بس ذرا سیر کرنے گئے تھے۔"

"اوہ! تو یہ آ گئے... انہیں پکڑ کر میرے پاس لے آؤ۔"

انہوں نے روڈی کی آواز سنی...

"آپ نے یہ کیا کیا... یہاں آنے کی کیا ضرورت تھی۔"

انسپکٹر جمشید نے پریشان ہو کر کہا۔

"وہ... دراصل... مجھے بھوک لگ گئی تھی... اور وہاں کھانے کے لیے کچھ تھا نہیں۔" پروفیسر داؤد ہکلائے۔

"جی ہاں! یہی بات ہے... میں بھی کیا کرتی۔" فرزانہ کھسیانے انداز میں مسکرائی۔

"خیر کوئی بات نہیں۔"

اسی وقت ہال کے ایک تاریک کونے سے گیس پستول والے نمودار ہوئے، اب تک وہ ان کی موجودگی سے بے خبر رہے تھے، پہلی بار معلوم ہوا کہ اس ہال میں ان کے علاوہ بھی نہ جانے کتنے لوگ موجود ہیں...

"آپ دونوں ہمارے ساتھ چلیں۔"

"اب آپ کیا کریں گے۔" آفتاب نے گھبرا کر کہا۔

"وہی کریں گے جو اللہ کو منظور ہوگا۔" فرزانہ نے مسکین صورت بنائی۔

"تب تم ٹھیک کرو گی.. پروفیسر انکل! آپ کیا کریں گے۔" آفتاب نے فوراً کہا۔

"فرزانہ نے بتایا تو ہے... جو یہ کرے گی، وہی میں کروں گا۔" پروفیسر داؤد نے منہ بنایا۔

"شکریہ! آپ بھی اچھا کریں گے۔"

"اور ہمیں افسوس ہے۔" انسپکٹر کامران نے اداس انداز میں مسکرا کر کہا۔

"آپ کو کس بات پر افسوس ہے۔"

"اس بات پر کہ ہم اس وقت آپ کی مدد کرنے کی پوزیشن ی نہیں ہیں۔"

"تو کیا ہوا... آپ کیوں فکر کرتے ہیں۔"

"لیکن ہم دعا ضرور کر سکتے ہیں۔" رفعت بول پڑی۔

"بہت خوب! دعا مومن کا ہتھیار ہے... اس ہتھیار کو کام ی لانا شروع کرو۔" پروفیسر داؤد مسکرائے۔

اور پھر وہ ان دونوں کو لے کر وہاں سے نکل گئے۔

"کیا ہم ان سے دو..." اشفاق نے کہنا چاہا۔

"بس بس... ادھر ادھر کی باتیں نہ کرو... صرف اور صرف ام کی باتیں کرو۔" شوکی نے اسے فوراً ٹوک دیا۔

"شوکی بالکل ٹھیک کہہ رہا ہے... اشفاق۔" انسپکٹر جمشید خشک ے میں بولے۔

"کیوں نہ ہم توجہ صرف ٹی وی کی سکرین کی طرف رکھیں۔" ود نے فوراً کہا۔

"ہب... بالکل ٹھیک۔" اشفاق اور اخلاق ایک ساتھ لے۔

اب ان دونوں کی سمجھ میں یہ بات آ گئی... وہ کہنا چاہتے تھے ۔ اگر سب لوگ چاہتے تو پستول برداروں سے نبٹ سکتے تھے اور فیسر داؤد اور فرزانہ کو تو ان کے ساتھ جانے سے روک سکتے تھے...

لیکن انہوں نے جان بوجھ کر ایسا نہیں کیا تھا... کیوں نہیں کیا تھا... اس کی وضاحت پھر کسی وقت ہو سکتی تھی... ایسے میں روڈی کی چہکتی آواز سنائی دی:

"انسپکٹر جمشید اور انسپکٹر کامران مرزا... کیوں نہ ان فلموں کو روک کر آپ کو ایک اور فلم دکھائی جائے۔"

"کیا مطلب؟"

"بس! پروفیسر داؤد اور فرزانہ کے پہنچنے کی دیر ہے... پھر فلم شروع ہو جائے گی۔"

"دیکھیں مسٹر روڈی... آپ نے اگر ان دونوں کے ساتھ کوئی زیادتی کی تو ہم سے برا کوئی نہیں ہوگا۔"

"آپ لوگوں سے برا تو کبھی ہم لوگوں کے لیے کوئی نہیں ہوا، یہی تو آپ کو ان فلموں میں دکھا رہے ہیں۔" روڈی ہنسا۔

انسپکٹر جمشید بار بار گھڑی کی طرف دیکھ رہے تھے... جونہی وہ لوگ پروفیسر داؤد اور فرزانہ کو لے کر نکلے تھے، انہوں نے گھڑی پر وقت نوٹ کیا تھا... اور اب بار بار وقت دیکھ رہے تھے... آخر روڈی کی آواز سنائی دی:

"لیجیے... وہ لوگ آ گئے۔"

انہوں نے دونوں کو روڈی کے کمرے کے میں داخل ہوتے دیکھا۔ اس ٹی وی سکرین پر جس پر وہ پہلے صرف روڈی کو دیکھتے رہے

تھے... اب وہاں پروفیسر داؤد اور فرزانہ کے علاوہ اور لوگ بھی نظر آ رہے تھے۔

"پرانی فلموں کو ذرا دیر کے لیے بھول کر آپ لوگ اب نئی فلم دیکھیں... یہ فلم آپ کے رونگٹے کھڑے کر دے گی..."

"میں آپ کو ایک بار پھر خبردار کیے دیتا ہوں۔" انسپکٹر جمشید نے سرد آواز میں کہا۔

"اور میں پہلے ہی خبردار ہوں، خبردار کو خبردار آپ کیسے کر سکتے ہیں انسپکٹر جمشید... بچوں جیسی باتیں نہ کریں۔" وہ ہنسا۔

اب انہوں نے دیکھا... روڈی ان دونوں کی طرف پوری طرح متوجہ ہو گیا تھا... اس نے اپنی جیب سے عجیب و غریب قسم کے دستانے نکال کر پہن لیے... پھر سرسراتی آواز اس کے منہ سے نکلی:

"میں آپ دونوں سے پہلا سوال کرتا ہوں، لائٹ کو کیا ہوا تھا؟"

"مہربانی فرما کر اپنی لائٹ سے پوچھیں۔" فرزانہ نے منہ بنایا۔

"آپ دونوں کہاں چھپے ہوئے ہیں؟"

"اپنے آلات سے پوچھ لیں۔" فرزانہ نے پھر کہا۔

"خوب خوب فرزانہ۔" پروفیسر خوش ہو کر بولے۔

"آپ نے دو مرتبہ خوب خوب کیوں کہا۔" فرزانہ کے لہجے

میں حیرت تھی۔

"تم نے انہیں دو بار جواب دیا نا۔" وہ مسکرائے۔

"اوکے... تو آپ نہیں بتائیں گے۔"

"آخر آپ کے انتظامات کو کیا ہوا... یہ کس مرض کی دوا ہیں، آپ کو کیوں پتا نہیں چلا کہ لائٹ میں کیا خرابی ہو گئی تھی اور ہم کہاں چھپے ہوئے تھے۔"

"یہاں کے نظام میں کوئی نہ کوئی گڑبڑ ہوئی ہے... ماہرین ٹھیک کر رہے ہیں... لہٰذا آپ بتا دیں۔"

"سوری! ہم ان باتوں کا جواب نہیں دے سکتے... اتنی محنت سے تو چھپنے کی جگہ تلاش کی ہے۔"

"تم دیکھ رہے ہو، میری ہاتھوں میں کیا ہے۔" روڈی نے سرد آواز میں کہا۔

"یہ... غالباً دستانے ہیں۔"

"ہاں! یہ دستانے ہیں... لیکن ان کا کمال کیا ہے... یہ آپ نہیں جانتے... سو میں بتاتا ہوں، جب میں ان دستانوں کو پہن لیتا ہوں تو... تم انہیں بتاؤ... کیا کرتا ہوں۔"

"پھر جب تک آپ کسی مسلمان کا خون نہیں پی لیتے... اس وقت تک یہ دستانے اتارتے نہیں۔" ایک نے فوراً کہا۔

"تک... کیا مطلب... کیا ان صاحب کا مطلب یہ ہے

کہ جب تک آپ کسی مسلمان کا خون نہیں بہا لیتے اس وقت تک دستانے نہیں اتارتے۔"

"ہاں! یہی بات ہے... میں آدم خور نہیں ہوں... آدم کش ہوں... خون بہاؤں گا... جب دستانے اتاروں گا۔"

"تب تو آپ کے لیے بہت مشکل ہو جائے گی۔" فرزانہ نے پریشان ہو کر کہا۔

"کیا مطلب؟"

"اب آپ یہ دستانے نہیں اتار سکیں گے۔"

"آپ کا مطلب ہے... میں آپ دونوں کا خون نہیں بہا سکوں گا۔"

"امید تو یہی ہے..." پروفیسر بولے۔

"اچھی بات ہے... انہیں میزوں پر لٹا دو... یہ نہیں بتائیں گے... اور میری تلوار مجھے دے دو۔" یہ کہتے ہوئے اس نے دیوار کی طرف دیکھا... ایک میان میں تلوار لگی ہوئی تھی۔ اس کے ماتحتوں میں سے ایک نے تلوار کو دستے سے پکڑ کر میان سے نکالا... تلوار نکلنے کی آواز نے کمرے میں سنسنی پھیلا دی... دوسرے لمحے تلوار روڈی کے ہاتھ میں نظر آئی... چار چار آدمیوں نے مل کر انہیں پکڑ لیا اور دیوار کے ساتھ بچھی دو میزوں کی طرف کھینچنے لگے۔

"ارے باپ رے... کیا تم واقعی ہمیں زندہ ذبح کر دو

گے۔'' پروفیسر گھبرا گئے۔

''اور نہیں تو کیا۔''

''ل.... لیکن.... م.... مجھے بھوک لگی ہے۔''

فرزانہ کو ہنسی آ گئی....

''باندھ دو انہیں۔'' روڈی غرایا.... پھر عجیب سی ہنسی ہنس کر بولا:

''آج میرے لیے بہت خوشی کا دن ہے.... جب میں کسی مسلمان کو اپنے ہاتھوں سے ذبح کرتا ہوں تو وہ دن میرے لیے خوشی کا دن ہوتا ہے.... آج تو میں ایک کی بجائے دو کو ذبح کروں گا۔''

''تب پھر صرف دو کو کیوں.... اور بھی موجود ہیں یہاں تو۔''

فرزانہ نے برا سا منہ بنایا۔

عین اس لمحے دروازے پر زوردار دستک ہوئی.... روڈی اور اس کے ساتھی بہت زور سے اچھلے۔

☆...☆...☆

دستانے

ساتھ ہی روڈی نے اس کمرے کی طرف دیکھا.... جہاں
ب لوگ موجود تھے، وہ ہال انہیں خالی نظر آیا.... سکرین پر روڈی،
یسر داؤد اور فرزانہ وغیرہ نظر آ رہے تھے لیکن اس منظر کو دیکھنے والا
ں کوئی نہیں تھا۔

عین اس لمحے کمرے کا دروازہ ٹوٹ گیا اور سب لوگ اندر
ل ہو گئے....

''یہ.... یہ کیسے ہو سکتا ہے۔'' روڈی کے منہ سے مارے
رت کے نکلا.... لیکن خوف اب بھی اس کے چہرے پر نظر آ رہا تھا....
یا ان کے آ جانے سے بھی وہ خوف زدہ نہیں ہوا تھا۔

''یہ بس اسی طرح ہو سکتا ہے، جس طرح کہ ہو سکتا ہے۔''
تاب نے فوراً کہا۔

''یہ کوئی تک.... یہ بھی کوئی جملوں میں جملہ ہے۔'' فاروق
ے برا سا منہ بنا کر کہا۔

''تم نے سنا نہیں.... اندھوں میں کانا راجا۔'' محمود ہنسا۔

"یہ تم اندھے اور راجا کہاں سے اٹھا لائے۔" آصف کے لہجے میں حیرت تھی۔

"جہاں سے آفتاب یہ جملہ اٹھا لایا۔"

"حد ہو گئی... کام کی بات تو کرتے دو بھی۔" انسپکٹر کامران مرزا غرائے۔

"جی... جی اچھا... پہلے آپ کام کی باتیں کر لیں... پھر ہم اپنی بے کام کی باتیں کریں گے۔"

"اوہو... تو کیا یہ ضروری ہے... بے کام کی باتیں کرنا۔" انسپکٹر جمشید نے جل کر کہا۔

"جی ہاں! صحت ذرا اچھی رہتی ہے۔"

"اچھا چپ رہو... ہاں تو مسٹر روڈی... اپنے آدمیوں سے کہو... انہیں چھوڑ دیں... میزوں سے نہ باندھیں۔"

"اور اگر میں نہ کہوں۔"

"تب ہم آپ سے ٹکرا جائیں گے.. چاہے کچھ ہو جائے۔"

"تم نے ان دستانوں کو نہیں دیکھا۔"

"اوہو... پھر وہی دستانے... آخر ان میں کیا ہے۔" شوکی نے جھلا کر کہا۔

"پہلی بات آپ سن چکے... جب میں دستانے پہن لیتا ہوں تو ان کو اس وقت تک نہیں اتارتا جب تک کہ کسی مسلمان کا خون نہ

بہالوں... دوسری بات یہ دستانے آڑ ہیں۔"

"آڑ ہیں... کیا مطلب؟" وہ چونکے۔

"آپ لوگ آڑ کا مطلب نہیں سمجھتے۔" اس کے لہجے میں حیرت تھی۔

"یہ کس چیز کے لیے آڑ ہیں۔"

"میرے اور آپ کے درمیان یہ آڑ ہیں... جب تک میں نے یہ پہن رکھے ہیں... آپ مجھ تک نہیں پہنچ سکتے... تجربہ کر کے دیکھ لیں... آپ میں سے کوئی مجھ پر چھلانگ لگا کر دیکھے..."

"اس سے یہ کہیں بہتر ہے۔" یہ کہہ کر فاروق نے اپنی جیب سے پین نکالا اور اس کی طرف اچھال دیا... پین اس کی طرف گیا... لیکن اس سے ٹکرانے کی بجائے واپس فاروق کی طرف آیا اور اس کی پیشانی سے لگا... اور اس زور سے لگا کہ اس کے منہ سے چیخ نکل گئی اور پھر وہاں سے خون کی ایک پتلی سی لکیر بہتی نظر آئی... پین فاروق کی پیشانی سے ٹکرا کر نیچے گرا... اس نے جھلا کر اسے ٹھوکر ماری... وہ فرش پر پھسلتا روڈی کے پیروں کے پاس جا کر رکا، روڈی نے اس کی طرف دیکھنے کی بھی ضرورت محسوس نہ کی۔

"کیوں کیا خیال ہے دوستو۔"

"اپنے دونوں ساتھیوں کو ذبح تو ہم پھر بھی نہیں کرنے دیں گے آپ کو۔" انسپکٹر جمشید نے سرد آواز میں کہا۔

"کیا کریں گے آپ... کیسے روکیں گے مجھے۔"

"ہم روک لیں گے... آپ اپنا کام کریں۔" انسپکٹر کامران مرزا کی آواز ابھری۔

"انہیں باندھو بھئی... اب ان کی یہاں موجودگی میں ان دونوں کو ذبح کروں گا۔"

"او کے سر۔"

اور پھر ان لوگوں نے دونوں کو میزوں پر لٹانے کی کوشش شروع کر دی... فرزانہ تو کسی طرح ان کے قابو میں نہیں آ رہی تھی... کبھی وہ ادھر ہو جاتی، کبھی ادھر ہو جاتی، وہ پورا زور لگا کر اسے میز کی طرف لاتے، لیکن وہ پھر وہاں سے سرک جاتی، باوجود اس کے کہ اسے چار آدمیوں نے پکڑا ہوا تھا، رہے پروفیسر... وہ بھی ہاتھ پیر ہلا رہے تھے، لیکن ان کے والے چاروں انہیں میز پر لٹانے کے قابل ہو گئے...

اس پر پروفیسر داؤد نے کہا:

"تم یوں نہیں مانو گے... اب تمہیں میز پر لٹایا جائے گا... اور مسٹر روڈی تمہیں ذبح کریں گے۔"

"کیا اوٹ پٹانگ ہانک رہے ہیں آپ۔"

"یہ اوٹ پٹانگ نہیں... یہ لو... میرا جوتا سونگھ لو۔"

"یہ مرگی کے مریض نہیں ہیں انکل۔" فرزانہ نے ہانک لگائی۔

"حد ہو گئی... انہیں کیوں بتا دیا۔" پروفیسر داؤد نے جھلا کر کہا۔

"کیا بتا دیا؟" فرزانہ نے حیران ہو کر پوچھا۔

"یہ کہ یہ مرگی کے مریض نہیں ہیں۔"

"یہ کیا بات ہوئی۔" روڈی نے حیران ہو کر پوچھا

"ہماری طرف مرگی کا کوئی مریض سڑک پر گر پڑتا ہے تو لوگ اسے جوتا سنگھاتے ہیں... وہ بندہ ہوش میں آ جاتا ہے۔" انسپکٹر جمشید نے ہنس کر کہا

"لیکن یہاں یہ ذکر کیسے نکل آیا۔"

"پروفیسر داؤد نے کہا ہے نا... جوتا سونگھ لو۔"

"لیکن پروفیسر صاحب... یہ کیوں..."

روڈی کے الفاظ درمیان میں رہ گئے... وہ چاروں فرش پر لڑھکتے نظر آئے تھے... اسے زبردست جھٹکا لگا۔

"یہ... یہ کیا ہوا۔"

"جوتے کا کمال کہتے ہیں اس کو۔"

"نن نہیں..." وہ چیخا۔

"ابھی کیا ہے... آگے آگے دیکھیے ہوتا ہے کیا۔"

ایسے میں اس کے پاؤں کے پاس پڑا اٹیچی ایک دھماکے سے پھٹا... روڈی کے منہ سے چیخ نکل گئی... وہ اچھل کر گرا... اس کے

ساتھی بھی گرتے چلے گئے۔ گویا چند سیکنڈ میں میدان صاف تھا۔

"یہ لیجئے... مسٹر روڈی آپ تو گئے کام سے... اب آپ کے ہاتھوں میں سے دستانے کون اتارے گا۔" فاروق نے ہانک لگائی۔ وہ مسکرائے بغیر نہ رہ سکے۔

ایسے میں کمرے میں ایک آواز ابھری۔

"میں نے کیا کہا تھا روڈی۔"

"کون ہو بھائی... اور آپ نے کیا کہا تھا... ویسے آواز تو مسٹر روڈی کی لگتی ہے... لیکن وہ تو فرش پر آرام فرما رہے ہیں۔" فاروق نے جلدی جلدی کہا۔

"حد ہو گئی... اتنے پرتکلف الفاظ تو نہ بولو... ارے... م... مگر یہ آواز کس کی تھی... یہ مسٹر روڈی کی آواز سے اس حد تک کیوں ملتی ہے۔"

"یہ آواز میری تھی... یعنی روڈی کی۔" آواز گونجی۔

"لیجئے... اب ایک اور روڈی پیدا ہو گیا... پہلے ہی ایک روڈی کیا کم تھے کہ اب دوسرے نکل آئے... خیر صاحب آپ بھی اپنا تعارف کرا دیں۔"

"میں روڈی ہوں... اصل روڈی... یہ تو میرا صرف ایک ماتحت ہے... اصل روڈی تک پہنچنا تم لوگوں کے بس کی بات نہیں... سکرین والے کمرے سے اس کمرے تک تم وقت کا حساب لگا کر پہنچ

ے... تم نے حساب لگایا تھا کہ پروفیسر داؤد اور فرزانہ دونوں کتنے ن اور کتنے سیکنڈ میں اس کمرے تک پہنچے ہیں، بس وہاں سے نکل کر ے وقت میں تم جس کمرے کے دروازے پر پہنچے... تم نے جان لیا، ای کمرے میں ہیں... لیکن تمہیں یہ معلوم نہیں تھا کہ اب تک تمہارا بلہ روڈی سے نہیں... میرے ایک ادنیٰ ماتحت سے رہا ہے... نوعی روڈی اب ہوش میں آ جاؤ... ورنہ تمہیں وہ سزا دوں گا کہ یاد کھو گے۔"

نقلی روڈی ہڑبڑا کر اٹھ بیٹھا... اس کے چہرے پر گھبراہٹ ور شرمندگی کے آثار تھے... اس نے کپڑے جھاڑتے ہوئے کہا:

"م... معاف کیجئے گا سر۔"

اب وہ بھیگی بلی بنا نظر آ رہا تھا۔

"دستانے اتار کر ان سے لڑو... یا تو ان سب کو ختم کر دو یا ان ے ہاتھوں خود ختم ہو جاؤ۔"

"ن نہیں۔" نقلی روڈی نے بوکھلا کر کہا۔

"کیوں... ڈر گئے۔"

"جی نہیں... ڈرا نہیں... آپ کے لہجے نے ڈرا دیا ہے... یں انہیں ختم کر سکتا ہوں یا نہیں... دونوں صورتوں میں آپ مجھے زندہ یں چھوڑیں گے۔"

"ہاں! یہ تو ہے۔"

"تب میں ان سے لڑ کر کیا کروں گا۔"

"اس صورت میں یہ بس تمہیں ماریں گے... انسپکٹر جمشید... نقلی روڈی کو مار ڈالو۔"

"تم نے سنا مسٹر نقلی روڈی... تمہارے بارے میں یہ ہمیں آپ کے اصل روڈی... کیا حکم دے رہے ہیں۔"

"ہاں! میں نے سنا۔" اس نے مردہ سی آواز میں کہا۔

"تب پھر تم اس میز پر لیٹ جاؤ... میں تمہارا گلا کاٹ دیتا ہوں۔"

"نن نہیں... نہیں۔" وہ چیخا۔

"بھئی اس میں چیخنے کی کیا ضرورت ہے... مرنا تو اب تمہیں ہے۔" روڈی ہنسا۔

"نہیں... نہیں۔"

"ہمارے درمیان یہی طے ہوا تھا... تمہارا دعویٰ تھا، یہ تم تک نہیں پہنچ سکیں گے... لیکن میں نے کہا تھا... یہ نہ صرف یہ کہ تم تک پہنچ جائیں گے بلکہ تم پر قابو بھی پا لیں گے... دیکھ لو... ایسا ہو گیا... انسپکٹر جمشید اس کا گلا گھونٹ دو۔"

"مسٹر روڈی! آپ میز پر لیٹ جائیں... ورنہ پھر میں اسی حالت میں بھی گلا گھونٹ سکتا ہوں۔"

"نن نہیں۔" وہ چیخا۔

"اب آپ کے نہیں نہیں یا ہاں ہاں کرنے سے کچھ نہیں ہوگا۔" آفتاب ہنسا۔

"حد ہو گئی... ارے بھائی اس نے ہاں ہاں کب کہا ہے... یہ بے چارا تو نہیں نہیں کرتا نہیں تھک رہا۔" فاروق نے منہ بنایا۔

"توبہ ہے تم سے... اب یہ بے چارا ہو گیا... اب تک تو یہ ہمیں انگلی کا ناچ نچاتا رہا ہے... وہ تو پروفیسر انکل اور فرزانہ نے کام دکھا دیا... ورنہ ہم تو اب بھی کیسٹس سن رہے ہوتے۔" آفتاب نے جلدی جلدی کہا۔

"کیسٹس سنی نہیں، دیکھی جاتی ہیں۔" فرزانہ نے ہانک لگائی۔

"غلط... ساتھ میں سنی بھی جاتی ہیں۔"

"ان باتوں کی کوئی تک ہے نہ ضرورت... مجھے اپنا کام کرنے دو... کم از کم ایک روڈی تو جائے کام سے... اصل کو بعد میں دیکھ لیں گے۔"

"ہاہاہا۔" اصل روڈی کا قہقہہ گونج اٹھا۔

اس قہقہے کی گونج میں انسپکٹر جمشید نے روڈی کا گلا دبوچ لیا... وہ لگا ہاتھ پاؤں مارنے، اس کی ایک نہ چلی... اور آخر کار اس کا جسم ڈھیلا پڑ گیا... اس پر بھی انہوں نے اسے نہ چھوڑا... کہ کہیں مکر نہ کر رہا ہو... جب یقین ہو گیا کہ وہ مر چکا ہے... تب انہوں نے اس

کی گردن چھوڑ دی... وہ تختے کی طرح فرش پر گرا... اس کی کھلی آنکھیں حیرت سے ان کی طرف دیکھ رہی تھیں جیسے کہہ رہی ہوں...

"یہ کیا ہوا۔"

اب وہ اسے کیا بتاتے، یہ کیا ہوا... انہیں تو خود معلوم نہیں تھا، یہ کیا ہوا؟ کیوں ہوا؟ کیسے ہوا؟

"اب آپ لوگ اسی ہال میں جائیں... ان کیسٹس سے دل بہلائیں... جس دن کیسٹس ختم ہو جائیں... تو آپ کی زندگی کا وہی دن آخری دن ہوگا... اور مجھ تک پہنچنے کا خواب آپ لوگوں کا ادھورا رہ جائے گا... اس لیے کہ۔" وہ کہتے کہتے رک گیا۔

"اس لیے کہ کیا؟"

"اس لیے کہ اگر آپ مجھ تک کسی نہ کسی طرح پہنچ بھی گئے... مجھے ختم بھی کر دیا، تب بھی آپ مجھ تک نہیں پہنچیں گے، مجھے ختم نہیں کر سکیں گے۔"

"یہ کیا بات ہوئی۔"

"میری جگہ میرا نائب لے لے گا... جس طرح میں نے اپنے باپ کی جگہ لی تھی۔"

"اوہ اچھا... لیکن آپ ایک بات بھول گئے۔" انسپکٹر کامران مرزا زوردار انداز میں بولے۔

"اور وہ کیا... آپ یاد کرا دیں۔"

"ہم آپ تک پہنچ گئے اور آپ کی جگہ آپ کے نائب نے لے لی تو ہماری جگہ بھی ہمارے نائب لے لیں گے۔"

"لیکن آپ کے نائبوں میں آپ لوگوں جیسا ایک بھی آدمی نہیں ہے۔"

"یہاں آپ غلطی کر رہے ہیں... قدرت کے کارخانے میں ایک سے بڑھ کر ایک موجود ہیں۔"

"خیر... اس موضوع پر بات کرنا فضول ہے... میں اپنی حد تک اور آپ لوگوں کی حد تک بات کر لیتا ہوں... اور وہ یہی ہے کہ آپ لوگ مجھ تک پہنچ سکیں گے۔"

"ہم ان کیسٹس تک پہنچ گئے یا نہیں۔" آصف نے منہ بنایا۔

"ہاں! یہ تو ہے۔"

"بس تو پھر آپ کیا چیز ہیں۔"

"او کے... میں سلسلہ کاٹ رہا ہوں۔"

کمرے میں خاموشی چھا گئی... پھر انسپکٹر جمشید نے کہا:

"آؤ بھئی چلیں... فلمیں دیکھیں۔"

"لیکن ہم یہاں سے نکلنے کی کوشش کیوں نہ کریں، فلمیں ہم اپنے ملک میں اطمینان سے بیٹھ کر دیکھتے رہیں گے... اور مسلمان قوم کو دکھاتے رہیں گے...... ظاہر ہے... یہ فلمیں ہمارے ملک کے صرف مسلمان ہی نہیں... پوری دنیا کے مسلمان دیکھنا چاہیں گے... خواب

غفلت میں پڑے ہوئے مسلمانوں کو جگانے کے لیے یہ فلمیں خوب کردار ادا کریں گی... بلکہ غیر مسلم دنیا کو بھی معلوم ہو جائے گا کہ اس وقت پوری دنیا میں جتنی بھی گڑبڑ ہے... وہ سب کی سب بیگالیوں کی وجہ سے ہے... دنیا کے بیشتر غیر مسلم ممالک امن و امان سے رہنا پسند کرتے ہیں، لیکن یہ بیگال ہے... جو لوگوں کو حالت امن میں نہیں رہنے دینا چاہتا... خاص طور پر مسلمان ممالک کو تو بالکل نہیں رہنے دیتا۔'' پروفیسر داؤد نے جلدی جلدی کہا۔

''آپ ٹھیک کہتے ہیں... ہم پہلے یہاں سے نکلنے کی کرتے ہیں... لیکن ان کیسٹ کو لے جانا بھی تو آسان کام نہیں ہوگا۔''

''اس وادی کے ریکارڈ والے شعبے پر ہمارا قبضہ ہو جائے تا جمشید... تو پھر یہ کام بھی آسان ہو جائے گا۔'' پروفیسر داؤد نے رازدارانہ انداز میں کہا۔

''اوہ! اب میں سمجھا۔'' وہ چونکے۔

اور پھر وہ وہاں سے نکل پڑے... لیکن جونہی باہر نکلے... انہیں وہاں موجود روڈی کے ماتحتوں نے اپنے گھیرے میں لے لیا۔

''آپ لوگ یہاں سے سیدھے اس ہال میں جا سکتے ہیں جس میں آپ فلمیں دیکھتے رہے ہیں... وہاں آپ کو مزید فلمیں دکھائی جائیں گی... آخری فلم ختم ہوتے ہی آپ کو موت کے گھاٹ اتار دیا جائے گا... ہمارے پستول گیس پستول ہیں... ان سے نشانہ لینے کی

ضرورت نہیں... ان میں بھری گیس اس قدر زہریلی ہے کہ آدمی چند سیکنڈ میں صاف ہو جاتا ہے... رہے ہم... ہم نے گیس ماسک چڑھے ہوتے ہیں، ہمیں اس گیس سے کوئی نقصان نہیں پہنچ سکے گا۔''

وہ کہتا چلا گیا۔

''بس یا اور کچھ۔''

''اس سے زیادہ اگر سننا چاہتے ہیں تو ہم اس کے لیے بھی حاضر ہیں... اس وادی سے باہر جانے کا راستا صرف اور صرف مسٹر روڈی کو معلوم ہے۔''

''کون سے روڈی کو... جو مر گیا۔''

''وہ تو ڈمی تھا... اصل روڈی کی تو آپ نے جھلک تک نہیں دیکھی... تم نے ہی کیا، کسی نے بھی نہیں دیکھی... وہ آج تک کسی کے بھی سامنے نہیں آیا... یہاں تک کہ خود بیگال کے کرتا دھرتا لوگوں نے آج تک روڈی کو نہیں دیکھا... انہیں تو بس وہ خود ہی دیکھ سکتے ہیں... ان کے علاوہ کسی نے انہیں نہیں دیکھا۔''

''تب ہم ضرور انہیں دیکھیں گے۔'' فاروق نے خوش ہو کر کہا۔

''یہ ایک خواب ہے... جو کبھی پورا نہیں ہوگا۔'' وہ ہنسا۔

''خیر دیکھا جائے گا... ہم نہ صرف خود مسٹر روڈی کو دیکھیں گے بلکہ آپ کو بھی دکھائیں گے۔''

"ہاہاہا... میرے پاس تو خیر وہ آنکھیں ہی نہیں ہیں جو مسٹر روڈی کو دیکھ سکیں۔" اس نے قہقہہ لگانے کے بعد کہا۔

"کیا مطلب؟ کیا مسٹر روڈی کو دیکھنے کیلئے الگ آنکھوں کی ضرورت پڑتی ہے۔"

"ہاں! سنا ہے... کوئی ان کی طرف اپنی آنکھوں سے نہیں دیکھ سکتا... نہ آج تک کوئی دیکھ سکا ہے۔"

"یہ اوٹ پٹانگ باتیں اپنے پاس رکھیں... اور ہمیں ہال میں جانے دیں... ویسے ہم اس باغ کی سیر کر سکتے ہیں نا۔"

"ہاں! کیوں نہیں... دن کے وقت جب آپ فلمیں دیکھ دیکھ کر تھک جائیں گے... تو باہر گھوم پھر سکتے ہیں، لیکن اس وقت بھی ہم آپ لوگوں کے سروں پر موجود ہوں گے اور آپ کو کوئی حرکت نہیں کرنے دیں گے۔"

"اللہ مالک ہے..." رفعت نے بلند آواز میں کہا اور یہ کہتے ہوئے اچھل بھی... اس حرکت کی وجہ سے وہ دھڑام سے گری اور اس کے منہ سے دل دوز چیخ نکل گئی... شوکی بے تحاشا انداز میں اس کی طرف دوڑا اور اس چکر میں روڈی کے ایک ماتحت سے اس زور سے ٹکرایا کہ منہ سے چیخ نکل گئی... وہ دھڑام سے گرا...

"ارے ارے بھائی... سنبھل کر... تک... کہیں گیس پستول نہ چل جائے۔" آفتاب نے بوکھلا کر کہا۔

"تم لوگ کہیں بھی اپنی حرکتوں سے باز نہیں آتے۔" دوسرا ماتحت جل بھن کر بولا اور اپنے ساتھی کو اٹھانے کے لیے آگے بڑھا... اتنی دیر میں وہ خود ہی اٹھ چکا تھا... اور کپڑے جھاڑ رہا تھا... اگرچہ وہاں گرد نام کی کوئی چیز نہیں تھی... ایسے میں دوسرا ماتحت چونک اٹھا اور گھبرا کر بولا:

"ارے! تمہارا گیس ماسک کہاں گیا۔"

"گگ... گیس ماسک۔" وہ چیخا... ساتھ ہی اس کا ہاتھ چہرے پر گیا... گیس ماسک وہاں نہیں تھا۔

"شش... شاید گرنے کی وجہ سے اتر گیا... یہیں کہیں ہوگا..."

اب وہ لگے گھاس میں گیس ماسک تلاش کرنے... اس وقت تک وہ روڈی والے کمرے سے باہر نکل چکے تھے اور گراؤنڈ میں تھے، پھر وہ انہیں بھول گئے اور سب کے سب گیس ماسک تلاش کرنے لگے، آخر ان میں سے ایک نے اعلان کیا:

"گیس ماسک یہاں کہیں نہیں ہے۔"

☆...☆...☆

گیس ماسک

"یہ... یہ کیسے ہو سکتا ہے، گیس ماسک ابھی تو میرے چہرے پر موجود تھا... پھر اس کو زمین کھا گئی یا آسمان نگل گیا۔" اس نے کہا جس کا گیس ماسک گم ہوا تھا۔

"دونوں ہی باتیں ہو سکتی ہیں۔" آصف نے سر ہلایا۔

"کیا مطلب؟" انہوں نے چونک کر اس کی طرف دیکھا۔

"اس بات کا زبردست امکان ہے کہ اس کو زمین کھا گئی ہو، اور اس بات کا اور بھی زیادہ زبردست امکان ہے کہ اس کو آسمان نے نگل گیا ہو۔"

"تم چپ رہو۔" وہ چیخا

"ج... جی اچھا... اب میں کچھ نہیں کہوں گا... ویسے بھی میرے پاس کہنے کے لیے ہے ہی کیا۔" آصف نے برا سا منہ بنایا

"ک... کیوں... کیا الفاظ ختم ہو گئے۔" محمود کے لہجے میں حیرت تھی۔

"تم الفاظ کو رو رہے ہو... یہاں تو ہر چیز ختم ہوتی محسوس

...ی ہے۔" فرزانہ چٹ سے بولی۔

"ل... لیکن میں رو کب رہا ہوں، وہ بھی الفاظ کو۔" محمود ...پر الٹ پڑا۔

"سوال یہ ہے کہ گیس ماسک کہاں ہے۔" ایک ماتحت چیخا۔

"جواب یہ ہے کہ ہمیں معلوم نہیں۔" فرحت مسکرائی۔

"یہ لوگ ہمیں پاگل کر دیں گے... چھوڑو ماسک کو... انہیں ...میں پہنچاؤ... اور اپنا کام کرو۔" ایک نے کہا۔

"کام... کون سا کام۔"

"نگرانی کا اور آرام کا... آدھے تم لوگوں کی نگرانی کریں ...آدھے آرام کریں گے۔"

"اگر گیس ماسک مل گیا تو ہم کہاں لے کر آئیں... آرام ...رنے والوں کے پاس یا نگرانی کرنے والوں کے پاس۔"

"ہے کوئی تک... وہ تمہیں کیوں ملنے لگا... جب ہمیں نہیں ...ملا۔" ایک اور نے جھلا کر کہا۔

"آپ کی مرضی... اگر وہ ہمیں ملا تو ہم آپ لوگوں کو نہیں ...یں گے... اپنے پاس رکھ لیں گے۔"

"یہ میں نے کب کہا۔" وہ چیخا۔

"آپ نے جو کہا ہے... دوبارہ کہہ دیں۔"

"گیس ماسک اگر مل جائے تو... آپ لوگ نگرانی کرنے

والوں کو دے دیں۔" اس نے ڈھیلے ڈھالے انداز میں کہا۔

"اچھی بات ہے... یہ ہوئی نا بات۔" فاروق چہکا۔

"اب ہال میں جائیں... ہم بہت پریشان ہیں۔"

"اس گیس ماسک کی وجہ سے؟"

"ہاں! اس کی وجہ سے... اب میری تو جواب طلبی ہو جائے گی نا... آفیسر پوچھے گا... گیس ماسک کہاں گیا... تو میں کیا جواب دوں گا۔"

"جواب سوچ لیں... نہ بھائی دے تو ہم سے پوچھ لیجئے گا۔" آفتاب نے کہا۔

"کیا پوچھ لوں۔" اس نے برا سا منہ بنایا۔

"گیس ماسک کہاں گیا... اس کا جواب۔"

"تم لوگوں کا دماغ تو خراب نہیں۔" وہ چیخا۔

"نہیں... ہم دوسروں کا دماغ ضرور خراب کر دیتے ہیں۔"

"ایسا ہی لگتا ہے... اب چلو۔"

اور وہ انہیں ہانکنے کے انداز میں اس ہال میں لے آئے... دروازہ باہر سے بند کر دیا گیا۔

"ارے بھئی یہ کیا... دروازہ کیوں بند کر دیا۔" آصف چلایا۔

"نئے احکامات... تم لوگوں کی آسانیاں ختم... اب

آپ لوگوں پر نظر رکھی جائے گی۔" باہر سے بلند آواز میں کہا گیا۔

"وہ تو پہلے بھی رکھی جا رہی تھی۔"

"اب مزید رکھی جائے گی، فلمیں دیکھیں اور آرام کریں... آپ کو باہر نکالا جائے گا۔"

"شش شکریہ۔" آفتاب ہکلایا۔

"اس میں بے چارے شکریے کا کیا قصور۔" فاروق نے منہ بنایا۔

"کس میں۔" محمود نے حیران ہو کر پوچھا۔

"پپ پتا نہیں کس میں۔" آفتاب بوکھلا کر بولا۔

"کوئی تک نہیں ان باتوں کی... یہ لوگ بس دوسروں کا دماغ خراب کرنے کے ماہر ہیں۔" ان میں سے ایک نے چیخ کر کہا۔

"آپ کا اندازہ بالکل درست ہے۔"

"تم سے تو توبہ بھلی۔"

"کر لیں... توبہ... روکا کس نے ہے۔"

اور پھر وہ لوگ چلے گئے... انسپکٹر جمشید نے دروازہ کھولنے کی کوشش کی، لیکن اس کو باہر سے بند کر دیا گیا تھا... اب وہ پھر سکرین کی طرف متوجہ ہو گئے... سکرین خود بخود روشن ہو گئی... انہوں نے دیکھا... سکرین پر ایک شخص کے گرد ہزار ہا آدمی جمع تھے... ان کے ہاتھوں میں تلواریں تھیں، وہ بار بار تلواروں کو لہرا رہے تھے اور چیخ

رہے تھے:

"مسیلمہ زندہ باد... مسیلمہ زندہ باد۔"

پھر ایک لشکر ان کی طرف بڑھتا نظر آیا... اس لشکر کے لوگ نعرہ تکبیر اللہ اکبر پکار رہے تھے... ان میں سے بعض کے سروں پر سفید اور بعض کے سروں پر سیاہ پگڑیاں تھیں...

آخر دونوں لشکر آمنے سامنے آگئے... مسلمانوں کے لشکر میں سے ایک آواز ابھری:

"دیکھو! ہم تمہیں اسلام کی دعوت دیتے ہیں، تم اسلام سے پھر گئے ہو۔"

"وہ کیسے؟" دوسرے لشکر سے ایک آواز ابھری۔

"ایسے کہ اب تم مسیلمہ کو نبی مانتے ہو۔"

"اور میں نبی ہوں۔" مسیلمہ کی آواز ابھری۔

"نہیں! اب کوئی نبی نہیں ہو سکتا... اس لیے کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ میں آخری نبی ہوں... میرے بعد کوئی نبی نہیں... ان حالات میں کسی کا نبوت کا دعویٰ سچا نہیں ہو سکتا... جو یہ دعویٰ کرے گا... وہ جھوٹا ہوگا۔"

"لیکن آپ کے نبی نے بتایا ہے.. عیسیٰ علیہ السلام کو آسمان پر اٹھا لیا گیا ہے.. وہ قیامت سے پہلے آسمان سے نازل ہوں گے..

"کیا اس سے یہ بات ثابت نہیں ہوگئی... کہ ابھی دنیا میں

ئیں گے۔"

"نہیں! اس سے یہ بات ثابت نہیں ہوئی... اس لیے کہ عیسیٰ السلام تو آسمان سے نازل ہوں گے... خود تم نے ابھی ابھی یہ دیا ہے... دوسرے یہ کہ عیسیٰ علیہ السلام آکر اپنی نبوت کا اعلان کرتے پھریں گے... نہ انہیں اس کی ضرورت پیش آئے گی... وہ طور پر نبی ﷺ کی شریعت کے تابع رہیں گے..."

"میں یہ باتیں نہیں مانتا... بس میں نبی ہوں... رسول اللہ اللہ علیہ والسلام کی نبوت میں حصہ دار بنایا گیا ہوں۔"

"یہ جھوٹ ہے... تم مرتد ہو... ہم تم سے لڑیں گے... اس سے پہلے تمہیں اسلام کی دعوت دیتے ہیں۔"

"میں پہلے ہی مسلمان ہوں۔"

"نہیں... ختم نبوت کے انکار کے بعد مسلمان مرتد ہو جاتا ہے... لڑائی کے لیے تیار ہو جاؤ۔"

"ہم تیار ہیں... تم لوگوں کے دانت کھٹے کر دیں گے... رے پیچھے... رومیوں اور عیسائیوں کی فوج ہے۔"

"کوئی پروا نہیں۔"

اور پھر زبردست جنگ شروع ہوگئی.. تلواروں سے تلواریں ٹکرانے لگیں... گھوڑوں کے ہنہنانے کی آوازیں گونجنے لگیں... نٹوں کے بلبلانے کی آوازیں سنائی دینے لگیں... تیروں کی

سنسناہٹ بھی سنائی دے رہی تھی... میدان جنگ میں کام آنے والوں کی آوازیں بھی بلند ہو رہی تھیں... غرض ہر طرف تلواریں چمک رہی تھیں... انسانی سروں پر گر رہی تھیں... اور خون میں نہا نہا کر اوپر اٹھ رہی تھیں... وہ مبہوت ہوئے یہ منظر دیکھ رہے تھے... آخر مسیلمہ کے لشکر کے پاؤں اکھڑتے نظر آئے... مسلمان آگے بڑھ بڑھ کر انہیں قتل کرنے لگے...

سکرین چند لمحوں کے لیے تاریک ہوئی... پھر روشن ہو گئی اور سودا کے آس پاس چند آدمی نظر آئے۔

''مسیلمہ نے شکست کھائی... وہ مارا گیا... اس کے ساتھ اور بے شمار لوگ مارے گئے... مسلمانوں کے لشکر کا بھی زبردست نقصان ہوا... اندازہ ہے... ان کے دس ہزار آدمی مارے گئے۔''

''لیکن یہ تو کچھ بھی نہ ہوا... ہم ایک بار پھر ناکام رہے۔'' سودا نے منہ بنایا۔

''اس میں شک نہیں... ہم ایک بار پھر ناکام ہو گئے۔''

''افسوس!'' انہوں نے عبداللہ کی حسرت زدہ آواز سنی...

''تمہیں کس بات پر افسوس ہے۔'' سودا اس کی طرف مڑا۔

''میرا خیال تھا... اپنے نبی کی وفات کے بعد مسلمان کمزور پڑ جائیں گے... لیکن ایسا نہیں ہوا... وہ ابھی تک مضبوط ہیں...''

''پھر اب تم کیا کہتے ہو۔'' سودا نے منہ بنا کر پوچھا۔

''ان کے درمیان نفاق کا بیج بونا پڑے گا... اپنے آدمیوں کو میں شامل کرنا پڑے گا... جو بظاہر اسلام لے آئیں... لیکن اندر سلمان نہ ہوں... ایسے لوگ ہمارے کام آئیں گے... ہمیں اب یدان میں محنت کرنا ہوگی...''

''میرے خیال میں عبداللہ ٹھیک کہہ رہا ہے، اس وقت تک ہم طور پر ناکام ہوتے چلے آئے ہیں، اس ترکیب پر عمل کرکے ہم کامیابی حاصل کرسکتے ہیں۔''

''بلکہ میں تو یہ بھی کہتا ہوں... مسلمانوں کے کچھ غلام ایسے ... جو مسلمان نہیں ہوئے... ان سے بھی خفیہ رابطہ رکھنا چاہیے... ت پڑنے پر وہ بہت کام آسکتے ہیں۔''

''ہم... میری طبیعت اچانک خراب ہو گئی ہے... جلدی کیم کو بلا کر لے آؤ۔'' سودا نے گھبرا کر کہا۔

''اوہو! آپ کے چہرے کا تو رنگ بدل رہا ہے... میں ابھی لے کر آتا ہوں۔''

وہ دوڑ کر وہاں سے نکل گیا... اسی وقت سودا کو ایک زوردار آئی اور وہ ساکت ہو گیا...

''اوہو! یہ تو مر گئے۔'' عبداللہ نے چونک کر کہا۔

''ہاں! یہ رخصت ہو گئے... اب... اب کیا ہوگا... کون منصوبوں پر عمل کرے گا۔''

''میں کروں گا... آپ فکر نہ کریں۔'' عبداللہ نے کہا۔

''تمہاری ابھی اتنی عمر نہیں عبداللہ۔''

''اب میں اتنا چھوٹا بھی نہیں ہوں۔''

''اچھا خیر... پہلے تو تمہارے باپ کے کفن دفن کا انتظام کرنا چاہیے۔''

ایک بار پھر سکرین تاریک ہو گئی... سکرین پھر روشن ہوئی تو عبداللہ باپ کی جگہ بیٹھا نظر آیا... دروازہ کھلتا دکھائی دیا... اور تین آدمی خفیہ انداز میں اندر داخل ہوئے... ان کے چہرے مرجھائے ہوئے تھے... لٹکے ہوئے تھے۔

''کیا ہوا۔'' عبداللہ نے ان کی طرف ناخوش گوار انداز میں دیکھتے ہوئے کہا۔

''ابو بکرؓ فوت ہو گئے لیکن فوت ہونے سے پہلے ہماری امیدوں پر پانی پھیر گئے۔''

''کیا مطلب۔''

''انہوں نے عمرؓ کو خلیفہ مقرر کر دیا۔''

''کیا!!!'' عبداللہ چیخا۔

''یہ اچھا نہیں ہوا نا۔''

''ہاں! یہی بات ہے... عمر بہت سخت آدمی ہیں، مسلمانوں کو کنٹرول کر لیں گے اور جب تک وہ خلیفہ ہیں، شاید ہماری سازش

کامیاب نہ ہو... لہٰذا ہمیں ان کی موت کا انتظار کرنا ہوگا... کچھ وقت کے لیے سازشوں کو بھول جاؤ... لمبی تان کر سو جاؤ... یہ میرا مشورہ ہے عبداللہ بن سودا کا... لیکن میں عبداللہ بن سبا کہلانا پسند کروں گا... اس لیے کہ میرے باپ کا نام سبا بھی تھا... آج سے میں عبداللہ بن سبا ہوں... لیکن اب تم میرے پاس نہیں آؤ گے... نہ میں کسی ضرورت کے تحت تمہیں بلاؤں گا... گویا تم لوگوں کو لمبی چھٹی... اور میری... مگر نہیں، میری لمبی چھٹی نہیں ہے... اس دوران میں دوسرے کام کروں گا... اپنے لیے میدان ہموار کرتا رہوں گا... ہاں مجھے کام کرنا ہوگا... کام... کام... اور کام۔''

سکرین تاریک ہو گئی... ایک محافظ کی آواز ابھری:

''آج کے لیے اتنی کیسٹس کافی ہیں... اب آپ لوگ آرام کریں...''

''اچھی بات ہے...''

وہ آرام کرنے کے لیے لیٹ گئے... اسی کمرے کے فرش پر... کمرے میں تاریکی ہو گئی... اس قدر تاریکی کہ وہ اپنے آپ کو بھی نہیں دیکھ رہے تھے... ایسے میں ان میں سے دو افراد رینگتے ہوئے دروازے کی طرف بڑھے... ایک نے دروازہ کھولنے کی کوشش کی... لیکن دروازہ باہر سے بند تھا...

اب اس کا ہاتھ اپنی جیب کی طرف رینگ گیا...

پہلا ہیرو

ان کی آنکھیں کھلیں تو فجر کا وقت شروع ہو چکا تھا... سب نے اٹھ کر وضو کیا... نماز ادا کی... پھر زوردار انداز میں دروازے پر دستک دی... دروازہ فوراً کھل گیا... لیکن باہر کوئی نہیں تھا۔

"پہلے ہم صبح کی سیر کریں گے۔" انسپکٹر جمشید مسکرائے۔

"ہماری تعداد تو پوری ہے نا۔" ایسے میں فرزانہ کی آواز ابھری۔

انہوں نے ایک دوسرے کی طرف دیکھا، بلکہ گنا... پھر مسکرا کر بولے:

"الحمدللہ! ہم بالکل پورے ہیں۔"

"تب تو ہم صبح کی سیر سکون سے کر سکتے ہیں... ویسے یہ جگہ بہت عجیب ہے... پوری دنیا سے کٹی ہوئی ہے... الگ تھلگ ہے، اور سنا ہے اس سے باہر نکلنے کا راستا صرف مسٹر روڈی کو معلوم ہے... یعنی جو لوگ یہاں کام کرتے ہیں، انہیں بھی معلوم نہیں ہے... مطلب یہ کہ ذرا سیر کے دوران یہ کوشش کیوں نہ کریں... ان لوگوں کو کوئی اعتراض

نہیں ہوگا۔" انسپکٹر جمشید کہتے چلے گئے۔

"بالکل ٹھیک۔"

اور پھر انہوں نے اس وادی سے نکلنے کا راستا تلاش کرنا شروع کیا... ایک ایک درخت کو دیکھا... عمارت کے ساتھ دیواروں کے ساتھ بھی جگہوں کا غور سے معائنہ کیا... اس پوری وادی کے گرد جو دیوار تھی اس کا بھی جائزہ لیا... اس کو ٹھوک بجا کر دیکھا... وہ کسی قلعے کی دیوار کی مانند تھی... بہت چوڑی... بہت اونچی... اور بالکل سیدھی' پتھروں سے تیار کی گئی... وہ انسانی سیڑھی بنا کر اس کے نصف تک بھی نہیں پہنچ سکتے تھے... ایسے میں منور علی خان کی آواز ابھری:

"کیا میں اپنی رسی آزماؤں۔"

"میرا خیال ہے... اس سے کچھ نہیں ہوگا... دوسری طرف آنکڑا کہیں نہیں پھنسے گا۔"

"دیکھنے میں اور تجربہ کرنے میں کیا حرج ہے۔"

"ٹھیک ہے... کریں پھر۔" فرحت نے پرجوش انداز میں کہا۔

منور علی خان نے بیٹی کی طرف مسکرا کر دیکھا... گویا وہ چاہتی تھی، اس موقعے پر اس کے والد کوئی کام دکھائیں... انہوں نے رسی نکالی... اس کے سرے پر آنکڑا بندھا ہوا تھا... اب انہوں نے اپنے خاص انداز میں آنکڑا گھمانا شروع کیا... رسی کے فضا میں گردش کرنے

کی سائیں سائیں کی آواز گونجنے لگی... عجیب ترین بات یہ تھی کہ ان لوگوں نے ان کی چیزوں سے انہیں محروم نہیں کیا تھا... یہاں تک کہ محمود کا چاقو تک جوتے کی ایڑی میں موجود تھا... اس کا یہ مطلب بھی ہو سکتا تھا کہ ان لوگوں کو ان کی ان چیزوں سے کوئی خطرہ نہیں تھا... ورنہ وہ ضرور تلاشی لیتے اور ان کے پاس کوئی چیز نہ رہنے دیتے...

آنکڑا گھومتا رہا... رسی لمبی ہوتی رہی، یہاں تک کہ ایک جھٹکے کے ساتھ منور علی خان نے رسی چھوڑ دی، آنکڑا تیر کی طرح اوپر گیا اور دیوار کے دوسری طرف جا گرا... منور علی خان آہستہ آہستہ رسی کھینچنے لگے... رسی کھنچتی چلی گئی... یہاں تک کہ آنکڑا دیوار کے اوپر نظر آیا... گویا وہ دوسری طرف کہیں اٹکا تھا اور جب تک آنکڑا دوسری طرف اٹک نہ جاتا، وہ رسی کے ذریعے اوپر نہیں چڑھ سکتے تھے...

انہوں نے بار بار کوشش کی.. لیکن ناکامی ہی ہوئی، آخر تھک کر انسپکٹر جمشید نے محمود سے کہا:

''اب تم اپنا چاقو اس دیوار پر آزماؤ... دیکھیں تو سہی، یہ دیوار کا کچھ بگاڑ سکتا ہے یا نہیں۔''

''جی اچھا۔'' اس نے کہا۔

چاقو ایڑی سے نکال کر اس نے دیوار پر چلایا... ایک چنگاری سی نکلی، محمود کے منہ سے چیخ نکلی... چاقو اس کے ہاتھ سے نکل گیا... اور وہ پیچھے کی طرف الٹ کر گرا...

''یہ... یہ کیا ہوا؟؟''

وہ محمود کی طرف دوڑے... محمود مکمل طور پر بے ہوش تھا... انسپکٹر جمشید نے چاقو کی تلاش میں نظریں دوڑائیں... وہ دور پڑا نظر آیا... اس کو اٹھا کر دیکھا تو ان کے منہ سے مارے حیرت کے چیخ نکل گئی... چاقو کی نوک بالکل سیاہ ہو کر مڑ چکی تھی... گویا چاقو ناکارہ ہو گیا تھا۔

''تب یہ دیوار پتھر کی نہیں... کسی اور چیز کی ہے۔''

''ہمیں دیوار کے ساتھ ساتھ چل کر ایک چکر لگانا چاہیے... شاید کسی جگہ کوئی چیز نظر آ جائے۔'' شوکی نے مشورہ دیا۔

اب انہوں نے محمود کو ہوش میں لانے کی کوشش کی... جلد ہی اس نے آنکھیں کھول دیں...

''مم... میں کہاں ہوں۔'' وہ بڑبڑایا۔

''وہیں... جہاں پہلے تھے۔'' فاروق نے منہ بنایا۔

''وہیں کہاں۔''

''بھئی اسی وادی میں اور کہاں ہوتے، ان لوگوں نے کہیں جانے کے قابل چھوڑا ہی کب ہے۔''

''ہوں... خیر... مجھے ہوا کیا تھا۔''

''حد ہو گئی... یہ تو ہم تم سے پوچھنا چاہتے ہیں... تم نے چاقو دیوار پر آزمایا تھا۔''

"اوہ ہاں... یاد آ گیا... مجھے بجلی کے کرنٹ جیسا جھٹکا لگا تھا، لیکن بہر حال وہ جھٹکا بجلی کا نہیں تھا۔" محمود نے بتایا۔

"تب پھر کس چیز کا تھا۔" آصف نے پوچھا۔

"مجھے کیا پتا۔" محمود نے برا سا منہ بنایا۔

"اچھا بھائی... برا نہ مانو... آرام کرو... ہم ذرا اس دیوار کا چکر لگا کر آتے ہیں۔"

"ٹھیک ہے۔" محمود نے سر ہلایا... گویا وہ آرام کرنے کے موڈ میں تھا... شاید اس جھٹکے نے اس کی چولیں ہلا کر رکھ دی تھیں۔

وہ وہاں سے دیوار کے ساتھ ساتھ روانہ ہوئے... ایسے میں الارم بجایا گیا، یہ اشارہ تھا، ناشتے کا وقت ہو گیا ہے۔

"پہلے ناشتا کر لیتے ہیں... محمود کو اٹھا کر لے چلتے ہیں، ناشتے سے فارغ ہو کر پھر یہاں آئیں گے اور دیکھیں گے... ہم اس وادی سے نکل سکتے ہیں یا نہیں۔"

"ٹھیک ہے۔"

وہ ہال میں آ گئے... یہاں ناشتا تیار تھا... نگرانی کرنے والے ہی ناشتا لائے تھے اور ہال میں اس وقت موجود تھے۔

"آپ لوگ بلا وجہ اپنا وقت برباد کر رہے ہیں... یہاں سے نکلنے کا راستا آج تک کوئی تلاش نہیں کر سکا... صرف مسٹر روڈی کو معلوم ہے۔"

"یہاں رہ کر ہم وقت کو آباد بھی کر بھی تو نہیں سکتے۔" آفتاب نے منہ بنایا۔

"آپ کی مرضی... لیکن اس طرح آپ کو کیپسنز دیکھنے کا وقت کم ملے گا۔"

"مسٹر روڈی نے اعلان کیا ہے کہ جب تک ہم تمام کیپسنز نہیں دیکھ لیتے... وہ ہمیں موت کے گھاٹ نہیں اتاریں گے... گویا تمام کیپسنز دیکھنے کی مہلت ضرور دیں گے... اس لیے ہمیں بھلا کیوں جلدی ہونے لگی۔"

"ہم آپ لوگوں سے بحث نہیں کر سکتے۔" ان میں سے ایک نے منہ بنایا۔

"ہمارا اپنا بھی یہی خیال ہے۔" آصف مسکرایا۔

"کیا خیال ہے؟" نگران نے منہ بنایا۔

"یہی کہ آپ لوگ ہم سے بحث نہیں کر سکتے۔"

ان کے منہ اور بن گئے... آخر ناشتا کر کے وہ پھر دیوار کے پاس آ گئے۔ اب محمود بھی چلنے کے قابل ہو چکا تھا، اگرچہ اس کا رنگ اب بھی زرد تھا... وہ چلتے رہے... چلتے رہے، یہاں تک کہ انہوں نے پوری دیوار کا چکر کاٹ لیا... دیوار کے ساتھ کوئی ایسا درخت نہیں تھا جس کے ذریعے وہ اس پر چڑھ سکتے... نہ کوئی اور ایسی چیز نظر آئی... اس کے علاوہ یہ بات بھی تھی کہ اگر وہ دیوار پر چڑھ بھی جاتے... تو

دوسری طرف کس طرح اترتے... یہ مسئلہ اور زیادہ ٹیڑھا تھا۔

"میرا خیال ہے... ہمیں دیوار کی بجائے اور راستا تلاش کرنا ہوگا... وہ راستا جو صرف روڈی کو معلوم ہے۔" پروفیسر داؤد نے خیال ظاہر کیا۔

"بالکل ٹھیک... آیئے اس دیوار کا پیچھا چھوڑ دیتے ہیں۔"

اب انہوں نے پوری وادی کے ایک ایک حصے کو غور سے دیکھا... وہاں تھا ہی کیا... یا تو اس دیوار کے چاروں طرف باغ تھا یا پھر باغ کے درمیان وہ ہال تھا جس میں وہ کیسٹس دیکھتے رہے تھے... اس کے علاوہ دوسری طرف وہ عمارات تھیں... جن میں فلمیں بنائی جاتی تھیں... پھر وہ کمرے تھے جن میں سے ایک میں نقلی روڈی سے ان کی ملاقات ہوئی تھی... ان تمام کمروں کا جائزہ لیا گیا... محافظ اس وقت اپنے کمروں میں تھے اور انہوں نے ان کے لیے اپنے کمروں کے دروازے نہیں کھولے تھے... یہ کہہ دیا کہ ہمارے کمرے اس وقت دیکھے جائیں جب وہ ان میں نہ ہوں۔

"مطلب یہ ہوا کہ ان لوگوں کو ہماری کوئی پروا نہیں... ان کا خیال ہے... نہ تو ہم اس وادی سے نکل سکتے ہیں اور نہ انہیں کوئی نقصان پہنچا سکتے ہیں.. بس یہاں رہ کر صرف وہ فلمیں دیکھ سکتے ہیں۔"

"اوہو... یہ... یہ کیا۔" ایسے میں پروفیسر داؤد بری طرح اچھلے۔

"کیا بات ہے پروفیسر صاحب۔" خان رحمان گھبرا گئے۔

"فلمیں کہاں ہیں۔"

"فلمیں..." ان سب کے منہ سے نکلا۔

"ہاں! فلمیں... اگر ہم کیسٹ والے کمرے نہیں دیکھ سکے تو استا کس طرح دیکھ لیں گے۔"

"حد ہوگئی... اسے کہتے ہیں، آنکھ اوجھل پہاڑ اوجھل۔" زانہ نے جھلا کر کہا۔

"لیکن یہاں پہاڑ کہاں ہیں۔" رفعت مسکرائی۔

"میرے کان کاٹنے چلی ہو۔"

"یہ ہوائی کسی دشمن نے اڑائی ہوگی۔" رفعت گنگنائی۔

"چلو بھئی... کیسٹوں والے کمرے تلاش کرو... آخر وہ ہاں ہیں۔"

ایک بار پھر وہ تلاش میں جٹ گئے... لیکن تین گھنٹے کی تلاش بعد بھی انہیں کوئی کامیابی نہ ہوئی... آخر تھک ہار کر وہ ہال میں ر بیٹھ گئے۔

"فلمیں کہاں ہیں... اس وادی سے نکلنے کا راستا کہاں ے۔" پروفیسر داؤد نے کھوئے کھوئے انداز میں کہا۔

"اس سے پہلے سوال یہ ہے کہ اگر ہم فلمیں تلاش کر لیتے ہیں ر باہر نکلنے کا رستا بھی تلاش کر لیتے ہیں... تو کیا... ہم یہاں سے

فلموں سمیت نکلنے میں کامیاب ہو جائیں گے۔" منور علی خان بولے۔

"ہاں! اس پر بھی غور کرنا ہے... لیکن ابھی ہمیں یہ معلوم نہیں کہ یہ وادی کس جگہ ہے... اس کے باہر کون سا علاقہ ہے یا کس قسم کا علاقہ ہے... جب تک ہمیں یہ معلوم نہیں ہو جاتا... ہم یہ نہیں جان سکتے کہ یہاں سے نکل سکیں گے یا نہیں۔"

"میرے ذہن میں ایک بات آئی ہے۔" شوکی نے ڈرے ڈرے انداز میں کہا۔

"اور وہ کیا... اور اس میں ڈرنے کی کیا بات ہے۔"

"ہو سکتا ہے، اس وادی سے نکلنے کا کوئی راستا ہی نہ ہو۔"

"اوہ... اوہ۔" ان سب کے منہ سے نکلا۔

"واقعی، شوکی نے دور کی بات کہی۔" انسپکٹر جمشید مسکرائے۔

"کاش! یہ نزدیک کی کہتا۔" فاروق نے منہ بنایا۔

"لیکن بھئی... میں نے یہ بات تعریف کے انداز میں کہی ہے۔" انسپکٹر جمشید نے اسے گھورا۔

"وسس سوری... تب میں یہ جملہ یوں کہوں گا، کاش! یہ دور کی بات کہتا۔"

"اچھا تم چپ رہو... بلاوجہ وقت ضائع کرتے ہو... شوکی کی بات میں وزن ہے... ہمیں اس پر غور کرنا ہوگا۔"

"اس صورت میں ہم یہاں کیسے آئے... یہ نگران یہاں

لیے آتے جاتے ہیں... آخر ان کی بھی ڈیوٹی ختم ہوتی ہوگی... انہیں بھی اپنے گھر جانا پڑتا ہوگا۔"

"یہ بات ہم ان سے پوچھیں گے..." انسپکٹر کامران مرزا نے کہا۔

"لیکن اس وقت ہم کیا کریں۔"

"فلمیں دیکھ لیتے ہیں... اور یہاں کام ہی کیا ہے۔"

"اللہ کی قدرت... ہم لوگ فلمیں نہیں دیکھتے... میرا مطلب ہے... اپنے ملک میں ہوتے ہوئے سینماؤں یا گھروں میں ہمیں فلموں کا کوئی شوق نہیں... لیکن یہاں ہمیں فلمیں دیکھنا پڑ رہی ہیں۔"

"یہ اور قسم کی فلمیں ہیں اور ہم اسلام، ملک اور قوم کے لیے دیکھ رہے ہیں، نہ کہ تفریح کے لیے... تفریح کے بغیر فلمیں دیکھی جا رہی ہیں... وہ تو یوں بھی گناہ کا کام ہے۔"

"یہ تو ہے... خیر... ہمارا موضوع یہ نہیں... صرف یہ ہے کہ ان فلموں کو امت مسلمہ کو دکھایا جائے... باقی دنیا کو بھی دکھایا جائے کہ دیکھو... یہ کیا ہے... یہ کیسا ذہن ہے۔"

"چلیے پھر بیٹھ کر فلمیں دیکھتے ہیں... اب ان میں سے کوئی آئے گا تو پوچھیں گے، وہ اس وادی سے باہر کس طرح جاتے ہیں۔"

انہوں نے گھنٹی کا بٹن دبا دیا... تاکہ بتا سکیں... اب وہ

فلمیں دیکھنے کے لیے تیار ہیں... فوراً دوسری طرف سے کہا گیا:

"یس!"

"فلمیں شروع کرائی جائیں۔"

"تو آپ کو باہر جانے کا راستا نہیں ملا۔"

"نہیں! آپ لوگ کس طرح جاتے ہیں۔"

"ہم نہیں جاتے... ہم صرف آتے ہیں۔"

"یہ کیا بات ہوئی۔"

"دراصل ہم لوگ قیدی ہیں... پوری زندگی کے لیے ہم لوگوں کو قید کی سزا ملک کی عدالتوں نے سنائی ہے... ان لوگوں نے ہمیں پیش کش کی کہ اس قسم کی ایک وادی ہے... اگر ہم لوگ باقی زندگی وہاں گزارنا چاہیں تو گزار سکتے ہیں... اب جیل سے تو یہ کھلی جگہ بہر حال بہتر ہے۔"

"آپ کو یہ سزا کیوں دی گئی ہے۔"

"ہم لوگ کرائے کے قاتل ہیں... لوگ ہمیں بڑی بڑی رقمیں دے کر اپنے دشمنوں کو ہم سے مرواتے رہے ہیں۔"

"اوہ! یہ تو بہت گھناؤنا کام ہے۔"

"اس میں شک نہیں... لیکن اس بات کی سمجھ انسان کو اس وقت آتی ہے جب وہ پھنس جاتا ہے... پھنسنے سے پہلے وہ ایسی کوئی بات سوچنے کے لیے بھی تیار نہیں ہوتا۔"

"ہوں... خیر... آئے کیسے تھے۔" انسپکٹر جمشید نے سرسری
ز میں کہا۔

"ہمیں نہیں معلوم۔"

"کیا مطلب؟" وہ ایک ساتھ بولے۔

"ہم نہیں جانتے اس وادی میں کس طرح آئے تھے...
یں تو بس اتنا یاد ہے... ان لوگوں نے پہلے ہماری مرضی معلوم کی...
ذات پر دستخط کرائے... اور ایک دن ہم نے خود کو یہاں پایا،
ہر ہے... ہمیں جیل میں کوئی چیز کھلا کر بے ہوش کیا گیا ہوگا... پھر
ی گاڑی کے ذریعے یہاں لایا گیا ہوگا... ہم چونکہ مکمل طور پر بے
ش تھے، اس لیے اس راستے کے بارے میں بالکل نہیں جانتے...
س کے ذریعے ہمیں یہاں لایا گیا۔"

"جس روز آپ لوگوں نے خود کو یہاں پایا، آپ لوگوں
کے جسموں پر کوئی چوٹیں تو نہیں تھیں۔"

"چوٹیں..." وہ حیران ہو کر بولا۔

"ہاں! چوٹیں..."

"ہم خود اس دن حیران ہوئے تھے... ہم میں سے کئی کے
جسموں پر معمولی قسم کی چوٹیں موجود تھیں... ہم سمجھ نہیں سکے تھے کہ وہ
یں کس طرح آئیں۔"

"شکریہ! اب آپ فلم لگائیں۔"

"یہ چوٹوں والی بات سمجھ میں نہیں آئی انکل۔" آصف نے حیران ہو کر کہا۔

"اس کا مطلب ہے... ان لوگوں کو ہیلی کاپٹر کے ذریعے یا راکٹ ڈوم کے ذریعے یہاں لایا گیا تھا اور چونکہ یہ سب بے ہوش تھے، لہٰذا ہیلی کاپٹر کے دروازے سے نیچے گرا دیا گیا... سیڑھی کے ذریعے اتارنا اس وقت مشکل تھا، کیونکہ اس صورت میں کندھوں پر اٹھا کر ہر ایک کو لانا پڑتا... اور ان قیدیوں کے لیے بھلا وہ یہ تکلیف کیوں اٹھاتے۔"

"ہوں! ضرور یہی بات ہے... لیکن اس سے ہم صرف یہ معلوم کر سکے ہیں کہ ان لوگوں کو ہیلی کاپٹر کے ذریعے یہاں لایا گیا... گویا اس وادی سے نکلنے کا کوئی راستا ہے ہی نہیں اور کیا یہ اچھی بات نہیں ہے۔" خان رحمان ہنسے۔

"کیا مطلب؟" وہ چونکے۔

"ابھی راستا تلاش کرنے کی ضرورت ہی نہیں ہے... کوئی ہیلی کاپٹر اس وادی میں آئے گا... تو اس پر قابو پا لیں گے۔"

"لیکن ہیلی کاپٹر کیوں آنے لگا بھلا۔"

"ہم بلائیں گے۔" انسپکٹر کامران مرزا ہنسے۔

"اچھا... وہ کیسے... بھلا مسٹر روڈی آپ کے کہنے سے ہیلی کاپٹر کیوں بھیجنے لگے۔"

"بھیج دیں گے... آپ فکر نہ کریں۔"

"اچھا خیر... آپ لوگ فلمیں دیکھیں۔" غالباً پر اسامنہ ...ز کر دیا گیا۔

سکرین روشن ہو گئی... عبداللہ بن سبا ایک سرنگ میں بیٹھا نظر ...اب اس کی عمر پہلے سے زیادہ نظر آ رہی تھی اور وہ قریباً پینتیس ...ل کی عمر کا لگ رہا تھا... ایسے میں ایک آدمی سرنگ میں داخل ہوتا ...ر آیا... عبداللہ بن سبا اسے دیکھ کر مسکرایا... پھر بولا:

"کہو... کیا خبریں ہیں۔"

"آپ کے لیے ایک خبر ہے۔"

"خوب! بہت مدت گزر گئی... میں تو خبروں کو ترس رہا ہوں' ...ید ابھی میرے کام کا وقت نہیں آیا۔"

"شاید آ گیا... خبر یہ ہے کہ مسلمانوں کے امیر المومنین عمرؓ ... خلافت کو نو سال ہونے کو آئے ہیں... تمام محاذوں پر اسلامی ...حات کا سلسلہ زور شور سے جاری ہے... اسلامی لشکر ہر طرف فتح کے ...نڈے گاڑتا چلا جا رہا ہے... ان کا ایک سپہ سالار ہے... خالد بن ...ید... اس کی کامیابیوں کی تو انتہا نہیں... جس طرف جاتا ہے... ...ن کے لشکر کو شکست فاش دیتا ہے... ان کے نبی نے اپنی زندگی میں ...ی اسے سیف اللہ کا خطاب دے دیا تھا... یعنی اللہ کی تلوار۔"

"یہ تم مجھے خبریں سنا رہے ہو۔" عبداللہ بن سبا نے کہا۔

"ہاں! اور سنیے... ایک اور سپہ سالار ہے... ابوعبیدہ بن جراح" وہ بھی فتح پر فتح حاصل کر رہا ہے... لیکن۔"

"لیکن کیا۔" عبداللہ بن سبا نے چونک کر کہا۔

"لیکن... اب اچانک مسلمانوں کے خلیفہ نے ایک حیرت انگیز فیصلہ کیا ہے... شاید وہ فیصلہ سن کر آپ خوش ہو جائیں۔"

"ارے بھئی تو سناؤ نا۔"

"انہوں نے خالد بن ولید" کو معزول کر دیا ہے.... میرا مطلب ہے... سپہ سالاری سے ہٹا دیا گیا ہے... اور ابوعبیدہ بن جراح" کو اس کی جگہ سپہ سالار مقرر کر دیا ہے۔"

عبداللہ بن سبا چونک کر سیدھا ہو گیا... اور حیرت زدہ انداز میں بولا:

"اور انہوں نے ایسا کیوں کیا۔"

"اس کے بارے میں کئی باتیں کہی جا رہی ہیں... پہلی تو یہ ہے کہ کسی شاعر نے خالد بن ولید" کی تعریف میں کچھ اشعار سنائے تو خالد بن ولید" نے اسے انعام دیا... کہا جاتا ہے، یہ انعام مال غنیمت میں سے دیا گیا... لیکن خالد بن ولید" کا کہنا ہے کہ انہوں نے انعام اپنے حصے سے دیا... اور ایسا کرنا کوئی عجیب بات نہیں... رسول اللہ ﷺ بھی اشعار سن لیا کرتے تھے اور دوسری بات جو کہی جا رہی ہے، وہ یہ ہے کہ خالد بن ولید" چونکہ فتوحات پر فتوحات حاصل کرتے چلے

جا رہے تھے، لہٰذا مسلمان یہ خیال کرنے لگے تھے کہ انہیں یہ فتوحات خالد بن ولید" کی مہارت کی وجہ سے حاصل ہو رہی ہیں... مسلمانوں کا یہ خیال غالباً غلط ثابت کرنے کے لیے انہیں سپہ سالاری سے ہٹا دیا.. تاکہ لوگ جان لیں... فتوحات مسلمانوں کو اللہ تعالیٰ کی مدد سے ہو رہی ہیں... اب حال یہ ہے کہ ابوعبیدہ بن جراح بھی فتوحات پر فتوحات حاصل کرتے چلے جا رہے ہیں اور خالد بن ولید کے سپہ سالاری ہٹنے سے کوئی فرق نہیں پڑا..."

"اور خالد بن ولید... کیا وہ گھر بیٹھ گئے۔"

"نہیں! وہ ایک عام مجاہد کی طرح لشکر میں شامل ہو کر لڑ رہے ہیں۔"

"اوہ... یہ برا ہوا... اگر وہ گھر بیٹھ جاتے تو ہم کچھ کر سکتے تھے... لہٰذا میرے لیے اس خبر میں کوئی کام کی بات نہیں ہے... کوئی اور خبر سناؤ۔"

"ہمارا ایک بھائی ہے... ایک مسلمان کا غلام ہے... اس کا نام ہے ابولؤلؤ... وہ اپنے آقا سے بہت تنگ ہے۔"

"یہ خبر اچھی ہے... ہم اس سے کام لے سکتے ہیں... کسی طرح اسے میرے پاس لاؤ... اور دیکھو... کسی کو کانوں کان خبر نہ ہو۔"

"آپ فکر نہ کریں... میں اسے لے آؤں گا... وہ میرا اچھی

طرح واقف ہے... لیکن اسے کچھ لالچ دینا پڑے گا۔"

"کوئی بات نہیں... اشرفیوں کی ایک تھیلی اس کو دے دوں گا۔"

"یہ ٹھیک رہے گا۔"

سکرین تاریک ہو گئی...

"اف مالک... تو ابولولو والا واقعہ اتفاقی واقعہ نہیں تھا... یعنی اس نے اچانک غصے میں آ کر حضرت عمرؓ پر خنجر سے وار نہیں کیا تھا.. پہلے سے سازش تیار کی گئی تھی۔"

"ہاں! ان حالات سے تو یہی نظر آ رہا ہے... خیر پہلے اگلی کیسٹ دیکھ لیتے ہیں... اس میں وضاحت ہو جائے گی۔"

سکرین ایک بار پھر روشن ہو گئی اور ایک سیاہ رنگ کا آدمی اس دوسرے آدمی کے ساتھ سرنگ میں داخل ہوا... عبداللہ بن سبا اسے دیکھتے ہی بولا:

"تو تم ہو ابولولو۔"

"جی ہاں... آپ نے مجھے کس سلسلے میں یاد فرمایا... آپ کون ہیں۔" ابولولو کے لہجے میں حیرت ہی حیرت تھی۔

"میں عبداللہ بن سبا ہوں... سودا کا بیٹا... یعنی میرا باپ سودا کے نام سے مشہور تھا... تم نے شاید سنا ہوگا... تم یہودی ہو... اور میں نے سنا ہے... ایک مسلمان کے غلام ہو۔"

"ہاں! میرے پاس اتنے پیسے نہیں کہ اس کی غلامی سے نجات حاصل کر سکوں۔"

"میں تمہیں اتنی رقم دوں گا... لیکن تم اس سے پہلے ایک کام کرو..."

"اور وہ کیا۔"

"اپنے آقا سے جھگڑا کرو... اپنا جھگڑا لے کر مسلمانوں کے خلیفہ کے پاس جاؤ... ان سے انصاف کا مطالبہ کرو... دیکھتے ہیں وہ کیا فیصلہ سناتے ہیں۔"

"اس سے کیا ہوگا۔"

"پہلے تم صرف اتنا کرو... پھر میں بتاؤں گا... اس سے کیا ہوگا۔"

"یہ کام کیا مشکل ہے... میں چکیاں بناتا ہوں... میرا آقا مجھ سے جتنی چکیاں بنواتا ہے... میں وہ بہت آسانی سے بنا لیتا ہوں.. لیکن میں کہہ سکتا ہوں کہ میرا آقا مجھ سے بہت زیادہ کام لیتا ہے۔"

"ہاں شاباش... تم یہ بات لے کر امیر المومنین کے پاس جاؤ... پھر آ کر مجھے بتانا۔"

"اچھی بات ہے..."

"یہ لو... چند اشرفیاں رکھو... اگر تم نے میری ہدایات پر عمل کیا تو میں تمہیں اشرفیوں کی ایک پوری تھیلی دوں گا۔"

"کیا کہا... اشرفیوں کی ایک پوری تھیلی۔" اس نے بے یقینی کے عالم میں کہا۔

"ہاں! یہ دیکھو... میرے پاس بہت اشرفیاں ہیں۔"

یہ کہہ کر اس نے ایک تھال پر سے کپڑا ہٹا دیا... وہ اشرفیوں سے بھرا ہوا تھا۔

"اف... اس قدر اشرفیاں۔" ابولولو کانپ گیا۔

"ان میں سے ایک تھیلی تمہاری ہو سکتی ہے۔" عبداللہ ابن سبا مسکرایا۔

"آخر آپ مجھ سے کیا کام لینا چاہتے ہیں۔"

"بس! پہلے تم اتنا کام کرو۔"

"جی اچھا... میں ایک دو دن بعد آ کر آپ کو بتاؤں گا۔"

"شاباش... اب جاؤ۔"

ابولولو جاتا نظر آیا، پھر سکرین تاریک ہو گئی... اس بار روشن ہوئی تو ابولولو اندر داخل ہوتا نظر آیا، اس کے چہرے پر مسکراہٹ تھی... اندر عبداللہ بن سبا بیٹھا نظر آیا:

"آؤ ابولولو... کیا رہا؟"

"میں نے کل راستے میں امیر المومنین کو روک لیا... ان سے شکایت کی کہ میرا آقا مجھ سے بہت زیادہ کام لیتا ہے..."

"پھر انہوں نے کیا کہا۔"

"انہوں نے میری بات پر فوراً یقین نہیں کیا... بلکہ پوچھا... میں کیا کام کرتا ہوں... میں نے بتایا کہ چکی بناتا ہوں... پھر کام کی تفصیل بتائی کہ مجھے کتنا کام روزانہ کرنا پڑتا ہے، ساری بات سن کر انہوں نے کہا، تب تو تمہارا آقا تم سے مناسب کام لیتا ہے... زیادہ نہیں لیتا... اس کے بعد انہوں نے کہا، تم ایک چکی میرے لیے بھی بنا دو۔"

"پھر... تم نے کیا کیا۔"

"چونکہ مجھے ان کی بات سن کر غصہ آ گیا تھا اور میرا جی چاہ رہا تھا کہ میں انہیں قتل کر دوں... لیکن میں نے اپنے آپ پر قابو رکھا اور غصے سے صرف اتنا کہا کہ آپ کو تو میں ایسی چکی بنا کر دوں گا کہ یاد رکھیں گے... یہ کہہ کر میں آگے بڑھ گیا... بعد میں میں نے سنا ہے... کسی نے امیر المومنین سے میرے بارے میں کہا ہے کہ یہ شخص آپ کو قتل کی دھمکی دے کر گیا ہے... اسے گرفتار کر لینا چاہیے، اس پر انہوں نے کہا، جب تک کوئی شخص کوئی جرم کر نہیں لیتا، اسے گرفتار نہیں کیا جا سکتا ہے... یہ ہے اس وقت تک کی کہانی۔"

"اور یہ کہانی بہت اچھی ہے... میری خواہش سے بھی زیادہ اچھی... اب تو میں تمہیں اشرفیوں کی دو تھیلیاں دے سکتا ہوں۔"

"لیکن کس لیے... مجھے کیا کرنا ہوگا۔"

"یہ میرے پاس ایک خنجر ہے... بہت تیز۔" عبداللہ بن سبا

کے چہرے پر پُراسرار شیطانی مسکراہٹ نظر آئی۔

"خنجر... لیکن کیوں... خنجر سے مجھے کیا کرنا ہوگا۔"

"صبح کی نماز میں جب امیر المومنین نماز پڑھا رہے ہوں... تم پہلے سے مسجد میں چھپ جانا... یہ خنجر تمہارے پاس ہوگا... جب نماز شروع ہو جائے... تب اچانک خنجر نکال کر امیر المومنین کے جسم میں اتار دینا... بلکہ پے در پے کئی وار کرنا... کہ بچنے کا امکان ہی نہ رہ جائے۔"

"نن... نہیں۔" وہ کانپ گیا۔

"اشرفیوں کی یہ تھیلی تمہاری ہوگی اور تم زندگی بھر عیش کرو گے۔"

"لیکن کیسے... کیا مسلمان مجھے پکڑ نہیں لیں گے۔"

"مسلمان تو اس وقت نماز پڑھ رہے ہوں گے... تم ان کے درمیان سے نکل آؤ گے... کوئی راستہ روکنے کی کوشش کرے تو اسے بھی خنجر مار دینا... تم آسانی سے نکل آؤ گے... کیونکہ پچھلی صفوں والوں کو تو پتا ہی نہیں چلے گا... کیا ہوا ہے... جب تک پتا چلے گا... تم باہر نکل چکے ہو گے... تم سیدھے پہاڑوں کی طرف چلے جانا... تین دن کسی غار میں چھپے رہنا... پھر رات کی تاریکی میں میرے پاس آ جانا، یہاں تمہارے لیے یہ تھیلی تیار ہوگی۔"

"اور اگر میں پکڑا گیا تو۔"

"نہیں پکڑے جاؤ گے، مسلمان خیال کریں گے، تمہارا وضو ٹوٹ گیا ہے... تم ناک پر ہاتھ رکھ لینا... یہ اس بات کا اشارہ ہوگا کہ تمہارا وضو ٹوٹ گیا ہے... کیا تمہیں امیر المومنین پر غصہ نہیں ہے۔"

"وہ تو ہے۔"

"بس تم یہ کام کر گزرو... یاد رکھو... تم یہودی قوم کے پہلے ہیرو گنے جاؤ گے۔"

"پہلا ہیرو... کیا مطلب؟" وہ چونکا۔

"ہاں! اتنے بڑے امیر المومنین کو قتل کر کے تم یہودی قوم کی نظروں میں بہت بڑے ہیرو بن جاؤ گے... تاریخ میں تمہارا نام ہمیشہ زندہ رہے گا... یہودیوں کی تاریخ تمہارا نام عزت سے لے گی... گویا مرنے کے بعد بھی تم زندہ رہو گے... کیا یہ کوئی کم انعام ہے... باقی رہی بات اشرفیوں کی... تو میں اس تھال کی باقی اشرفیاں بھی تمہیں دینے کا وعدہ کرتا ہوں۔"

"نن نہیں۔" ابولولو اچھل کر کھڑا ہو گیا۔

"کیا ہوا... ڈر گئے۔"

"نہیں... اتنی اشرفیوں کا سن کر خود پر قابو نہیں رکھ سکا۔"

"تو جاؤ... یہ خنجر لے جاؤ... کل کا سورج تمہارے لیے خوشیوں کا پیغام لائے گا۔"

"لیکن آپ ایسا کیوں کرنا چاہتے ہیں؟"

"ایک مدت سے ہم لوگ مسلمانوں کا شیرازہ بکھیرنے کی کوششوں میں لگے ہوئے ہیں... لیکن کسی طرح بکھر نہیں پاتا... اگر تم یہ کام کر ڈالو... تو ضرور ایسا ہو جائے گا... کیونکہ امیر المومنین کے بعد مسلمانوں میں کوئی ایسا نظر نہیں آتا جو ان سب کو سنبھال لے... یہ بکھر جائیں گے... گروہ در گروہ ہو جائیں گے... انہیں گروہ در گروہ میں کروں گا... ان کا کام تم تمام کر دو۔"

"آپ خود یہ کام کیوں نہیں کرتے..." ابولؤلؤ نے اسے شک کی نظروں سے دیکھا۔

"میرے ذمے اور بہت سے کام ہیں... اگر میں نے یہ کام کیا تو وہ رہ جائیں گے اور یہودیوں کے خواب خاک میں مل جائیں گے۔"

"اچھی بات ہے... میں یہ کام کروں گا... آپ فکر نہ کریں۔ اس صفائی سے کروں گا کہ مسلمانوں کا خلیفہ بچ نہیں سکے گا۔"

"یہ ہوئی نا بات... اب جاؤ... اور کل تک گھر میں رہو... کسی کو نظر نہ آؤ... کہیں کوئی تمہارے چہرے کی طرف دیکھ کر کوئی بات محسوس نہ کر لے۔"

"کیا میرے چہرے پر کچھ نظر آ رہا ہے۔"

"ہاں! بالکل... خود کو پرسکون رکھو... گھبراہٹ سے خود کو بچاؤ... وار اوچھا نہ پڑے... ایک ہی وار نہ کرنا... کئی وار کرنا... وہ

...ی طاقت ور ہیں... لمبے چوڑے ہیں... خنجر کا ایک وار شاید کارگر ...سکے۔"

"آپ فکر نہ کریں... میں کامیاب لوٹوں گا... اب میں ...ں۔"

عبداللہ ابن سبا نے ہاتھ ہلا کر اسے رخصت ہونے کا اشارہ ...یا۔ وہ اٹھ کر کمرے سے نکلتا نظر آیا... جب وہ چلا گیا... تو ساتھ ...ے کمرے سے دو آدمی ابن سبا کے پاس آ گئے۔

"بہت خوب! آپ نے کمال کر دیا... اسے خوب شیشے میں ...ارا۔"

"لیکن... بات تو تب ہے... جب یہ کامیاب ہو جائے۔"

"یہ تو کل پتا چلے گا..."

"تب تم دونوں بھی جاؤ... نماز میں شامل ہو جانا، اس طرح ...ے جلد رپورٹ تو مل جائے گی... ورنہ ابولؤلؤ تو تین دن بعد میرے ...ں آئے گا۔"

"کیا مسلمان اسے چھوڑ دیں گے۔"

"مشکل ہے... ان حالات میں انہیں نماز توڑنے کی ...ازت ہے... وہ نماز توڑ کر اسے پکڑنے کی کوشش کریں گے... اور ...نے بہت سے لوگوں کے درمیان سے وہ بچ کر نہیں آ سکے گا۔"

"تب تو آپ نے اپنا آدمی بھی داؤ پر لگا دیا۔"

"میں اس کام کے لیے اپنے سو آدمی بھی داؤ پر لگا سکتا ہوں، مسلمان قوم کا شیرازہ بکھیرنا اتنا آسان نہیں ہے۔"

"آخر ہم ایسا کیوں کر رہے ہیں؟"

"زندہ رہنے کے لیے... پوری دنیا پر حکومت کرنے کے لیے، اگر ہم ایسا نہیں کریں گے تو پھر پوری دنیا پر صرف مسلمان حکمران ہوں گے... کیا تم ان کے غلام بن کر رہنا پسند کرو گے۔"

"نن نہیں۔"

"اور کیا تم چاہتے ہو... تمہاری آئندہ نسلیں مسلمانوں کی غلام ہوں۔"

"نہیں... ہرگز نہیں۔"

"بس تو پھر میں جو کر رہا ہوں... پوری یہودی قوم کے لیے کر رہا ہوں... یہودی قوم میری احسان مند ہوگی... میرا نام ہمیشہ عزت سے لے گی... اور تم کیا جانو... میں کون ہوں..."

"کیا مطلب... آپ کون ہیں... ہم کیوں نہیں جانتے بھلا... اچھی طرح جانتے ہیں... آپ عبداللہ بن سبا ہیں، عبداللہ ابن سودا بھی کہہ سکتے ہیں ہم آپ کو۔"

"وہ تو میں ہوں... لیکن آج سے چھ سو سال پہلے میں نے پولوس کا روپ دھارا تھا... عیسائی بن کر عیسائیوں کو دھوکا دیا تھا... یہ میں تھا جس نے انہیں بتایا تھا... عیسیٰ علیہ السلام خدا کے بیٹے ہیں...

ز عیسیٰ علیہ السلام نے تو پوری زندگی میں اس بات کی کھلم کھلا نفی کی تھی، ف اعلان کر دیا تھا کہ وہ خدا کے بیٹے نہیں... اس کے بندے اور ں ہیں... لیکن میں نے ان کی تعلیمات کو بدل کر رکھ دیا... انہیں یا کہ عیسیٰ علیہ السلام کی تعلیم یہی ہے کہ وہ خدا کے بیٹے ہیں... پھر اسی ز پر انجیلیں مکمل کی گئیں... اور آج عیسائی دنیا کو یہی پتا ہے کہ یسوع ح خدا کے بیٹے ہیں... لیکن دراصل انجیل کی تعلیم یہ نہیں تھی... یسوع ح کی تعلیم یہ نہیں تھی... اس کے بالکل الٹ تھی۔"

"لل... لیکن... آپ نے ایسا کیوں کیا... عیسائیوں کو تو م برا نہیں سمجھتے... ہم تو انہیں اپنا دوست سمجھتے ہیں... اور وہ ہمیں اپنا ست سمجھتے ہیں۔"

"ہاں! یہی بات ہے... اگر میں پولوس کے روپ میں ایسا نہ کرتا... تو آج تمام عیسائی دنیا مسلمان ہوتی اور ہمارا نام و نشان مٹا دیا جاتا... آج ہم جو زندہ ہیں... عیسائیوں کے اس غلط عقیدے کی بنیاد ر زندہ ہیں... کیا سمجھے۔"

"اب بات کچھ کچھ سمجھ میں آ رہی ہے... لیکن یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ چھ سو سال بعد آپ زندہ ہوں۔"

"حد ہو گئی... تم سمجھے نہیں... وہ میرا پڑدادا تھا... بلکہ پڑ دادا کا بھی پڑدادا... اب بات سمجھ میں آئی۔"

"بالکل آ گئی... اب ہم چلتے ہیں... دیکھتے ہیں، ابو لولو کیا

کرتا ہے۔"

"ہاں جاؤ... خوشی کی خبر لے کر لوٹنا... میرے کان ترس گئے ہیں خوشی کی خبر سننے کو... کئی سال بیت گئے... ہر بار میں مایوسی کا سامنا کرتا ہوں... لیکن میری ہمت کی داد دو... پھر بھی ڈٹا ہوا ہوں۔"

"یہ تو خیر ہے..."

"اچھا تو پھر اب جاؤ۔"

دونوں باہر نکلتے نظر آئے... ایک لمحے کے لیے سکرین تاریک ہوئی... لیکن ساتھ ہی روشن ہوگئی اور سکرین پر اذان کی آواز گونجنے لگی... مسلمان مسجد کا رخ کرتے نظر آئے... ایک اژدھام تھا جو مسجد کا رخ کر رہا تھا... ایک طرف سے ابولولو نکلتا نظر آیا... اس نے ایک نظر ادھر ادھر دیکھا... اور پھر مسجد میں داخل ہوگیا...

☆...☆...☆

جی پاپ

اذان کے بعد لوگ مسجد میں سنتیں پڑھتے نظر آئے... پھر تکبیر کہنے کی آواز گونجنے لگی... مسلمان صفیں درست کرتے نظر آئے... پھر اللہ اکبر کی آواز سنائی دی... اب نماز شروع ہوگئی... پھر تلاوت کرنے کی آواز سنائی دینے لگی۔

اچانک تلاوت رک گئی... ایک چیخ... ہلکی سی چیخ سنائی دی... صفوں کے درمیان سے ابولولو تیزی سے نکلتا نظر آیا... ایسے میں کسی نے چیخ کر کہا:

"پکڑو... اسے پکڑو... جانے نہ پائے... اس نے امیر المومنین پر وار کیا ہے۔"

اب لوگ ابولولو کی طرف متوجہ ہوگئے... اس کے ہاتھ میں خون آلود خنجر تھا... لوگوں نے نماز توڑ کر اسے گھیر لیا... اس نے بچ نکلنے کی کوشش کی... اس کوشش میں وہ بری طرح خنجر والا ہاتھ گھمانے لگا... کئی لوگوں کو خنجر لگا... لیکن انہوں نے اسے پھر بھی نکلنے نہ دیا... آخر اسے چھاپ بیٹھے... لیکن اسی وقت اس نے خنجر اپنے پیٹ

میں بھونک لیا...

"امیر المومنین شدید زخمی ہیں... ان کے لیے جلدی سے چارپائی لائی جائے۔"

ان الفاظ کے ساتھ سکرین تاریک ہو گئی... پھر فوراً روشن ہوئی... اور وہی دونوں آدمی اندر داخل ہوتے نظر آئے... عبداللہ بن سبا انہیں دیکھ کر سیدھا ہو گیا...

"کیا خبر ہے۔"

"ایک طرف سے کامیابی... دوسری طرف سے ناکامی۔" ایک نے کہا۔

"کیا مطلب؟"

"مطلب یہ کہ... ابولولو نے خنجر کے تین چار وار کیے ہیں... امیر المومنین بری طرح زخمی ہیں... ان کی کئی آنتیں کٹ گئی ہیں... زندہ بچنے کی کوئی امید نہیں ہے... لیکن دوسری طرف بری خبر یہ ہے کہ ابولولو نے خودکشی کر لی ہے۔"

"اس میں بری خبر کون سی ہو گئی... ہمارا اشرفیوں کا تھال بچ گیا۔" عبداللہ ابن سبا نے خوش ہو کر کہا۔

"یہ... یہ آپ کیا کہہ رہے ہیں۔"

"میں ٹھیک کہہ رہا ہوں... میرے پاس اور بہت سے ابولولو ہیں... فکر نہ کرو۔"

"تب تو ہمیں خوش ہو جانا چاہیے۔"

"ابھی نہیں... پہلے ان کے مرنے کی خبر لے آؤ... جاؤ... ں گن لیٹے رہو..."

"ہوں... ٹھیک ہے... ہم چلتے ہیں اور اب مکمل خوشخبری ر ہی لوٹیں گے۔"

"تب میں تمہارا دامن موتیوں سے بھر دوں گا۔"

"شکریہ سردار۔"

اور پھر وہ باہر جاتے نظر آئے... سکرین تاریک ہو گئی... ں سے پہلے کہ وہ روشن ہوتی انسپکٹر جمشید نے بلند آواز میں کہا:

"ابھی ٹھہر جائیں بھئی... اس کیسٹ کو دیکھ کر میرے اندر کی اری چولیں ہل گئی ہیں... ہم لوگ آج تک یہی خیال کرتے رہے کہ بولولو نے غصے میں آ کر یہ کام کر ڈالا تھا... لیکن یہ غضب جان بوجھ کر ایا گیا تھا... مسلمانوں کے دماغوں میں یہ خیال بٹھانے کے لیے کہ بولولو کو چونکہ امیر المومنین کا فیصلہ پسند نہیں آیا تھا، اس لئے اس نے یہ تقامی کارروائی کی... حالانکہ ابولولو کو ایسا کرنے پر عبداللہ بن سبا نے بور کیا تھا... بلکہ اکسایا تھا اور لالچ دیا تھا... افسوس۔"

"مطلب یہ کہ حضرت عمر فاروق" کا قتل بھی یہودی سازش تھی۔"

"بالکل! اب تو ہم نے یہ سب آنکھوں سے دیکھ لیا ہے..."

سازش کرنے والوں نے خود یہ فلم بنائی ہے... تاکہ ان کی قوم جان لے... وہ دو ہزار سال سے کیا کام کرتے رہے ہیں اور یہ کہ وہ یہی کچھ کرتے رہیں گے... مسلمانوں کے خلاف ہر ممکن کارروائی کرتے رہیں گے..." انسپکٹر کامران مرزا نے کہا۔

"تب تو پھر یہ فلمیں پوری امت مسلمہ کو دکھانا بہت ضروری ہیں... تاکہ وہ جان لیں... یہودی ذہن کیا ہے... خاص طور پر ان مسلمان حکمرانوں کے لیے یہ کیسٹس بہت اہم ہیں جو آئے دن ان سے مذاکرات کرتے رہتے ہیں... ان سے صلح کرنے کی کوشش کرتے رہتے ہیں... اور خیال کرتے ہیں... یہود اور نصاریٰ سے دوستانہ تعلقات بنا کر ہم آرام سے زندگی بسر کر لیں گے... لیکن ان کا یہ خیال سو فیصد غلط ہے... یہ لوگ ہمارے دوست نہیں ہیں... جب قرآن کریم نے یہ فیصلہ دے دیا کہ یہود و نصاریٰ تمہارے دوست نہیں ہو سکتے... یہ آپس میں دوست ہیں... تو ہم انسان ہو کر انہیں دوست خیال کرنے لگے ہیں... گویا خالق سے زیادہ عقل ان لوگوں میں ہے.. استغفر اللہ.. توبہ توبہ.. وہ حکمران عقل سے بالکل پیدل ہیں.. جو یہ خیال کرتے ہیں... یہ یہود و نصاریٰ ہمارے دوست ہیں... اور ہم ان کی مدد سے اپنی حکومت نہایت کامیابی سے چلاتے رہیں گے.. وہ اندھیرے میں ہیں... یہ فلمیں انہیں اندھیروں سے نکال سکتی ہیں۔"

"لل... لیکن۔" فاروق ہکلایا۔

"بھائی اپنا یہ ٹوٹا پھوٹا لیکن اپنے پاس رکھو... یہ ہمیں اور زیادہ پریشانی میں مبتلا کر رہا ہے۔" آصف نے منہ بنایا۔

"حد ہو گئی... بات تو کرنے دیا کرو..." فاروق جھلا کر اس کی طرف الٹ پڑا۔

"ضرور کرو... یہاں اور کام ہی کیا ہے۔" خان رحمان مسکرا اٹھے۔

"جی ہاں! فلمیں دیکھنا... باتیں کرنا... اور کیا۔" آصف نے کہا۔

"جی نہیں... سب سے بڑا کام یہ ہے کہ یہاں سے نکلنے کی ترکیب کرنا۔"

"یہی سب سے مشکل کام ہے اور میں یہی کہنے لگا تھا کہ ہم تو یہاں سے نکل ہی نہیں سکتے... فلمیں اپنے ملک تک کیسے لے جائیں گے۔"

"اللہ نے چاہا تو ضرور لے جائیں گے... فکر نہ کرو۔"

"لیکن کیسے... یہاں سے نکلنے کا کوئی راستا ہے ہی نہیں۔"

"بھئی اگر یہ لوگ یہاں آ سکتے ہیں تو جا بھی سکتے ہیں... اور اگر یہ جا سکتے ہیں تو ہم کیوں نہیں جا سکتے۔" فرزانہ نے جلے کٹے انداز میں کہا۔

"یہ وقت اس بحث کا نہیں ... کہ ہم جا سکتے ہیں یا نہیں... بلکہ راستا تلاش کرنے کا ہے۔" پروفیسر داؤد جلدی سے بولے۔

"تب پھر ... پہلے فلمیں یا راستا تلاش کریں۔"

"فلموں کے بارے میں ہمیں اندازہ ہو گیا ہے... تاہم ہم ان کو دیکھیں گے ... لیکن زیادہ توجہ ہم راستا تلاش کرنے پر صرف کریں گے..." رفعت نے فوراً کہا۔

"یہ تجویز معقول ہے... ورنہ جونہی کیسٹس ختم ہوں گی... روڈی صاحب ہمارے قتل کا حکم دے دیں گے ... یہ وہ وعدہ کر چکے ہیں کہ جب تک ہم تمام کیسٹس نہیں دیکھ لیتے... وہ ہماری موت کا حکم نہیں دیں گے۔"

"اس کے حکم دینے نہ دینے سے کیا ہوتا ہے... زندگی اور موت اللہ کے ہاتھ ہے۔"

"اس میں شک نہیں۔"

"ہم ذرا اگلی کیسٹ اور دیکھ لیں ... اب ان لوگوں نے کیا فلمایا ہے... اگلی کیسٹ لگا دیں بھئی۔" انسپکٹر کامران مرزا نے کہا۔

سکرین روشن ہو گئی ... وہی دونوں آدمی دوڑ کر آتے نظر آئے۔ ان کے سانس پھولے ہوئے تھے... پھر وہ عبداللہ بن سبا کے گھر میں داخل ہوئے ... عبداللہ ابن سبا نے چونک کر ان کی طرف دیکھا... وہ بہت بے تاب نظر آ رہا تھا۔

"دیکھو... سنو... میں بہت بے چین ہوں... بے تاب ہوں... مجھے صرف خوشخبری سنانا اور اگر تمہارے پاس سنانے کے لیے خوشخبری نہیں ہے تو خاموشی سے میرے گھر سے چلے جاؤ... پھر اس وقت آنا جب تم کوئی خوشخبری سنا سکو۔"

دونوں یہ سن کر مسکرائے... اور بیٹھ گئے... لیکن بولے کچھ نہیں...

"تم گئے نہیں... گویا خوشخبری ہے..."

"پہلے ہمارا منہ موتیوں سے بھر دیں... جیسا کہ آپ نے وعدہ کیا تھا۔"

"اوہ ہاں! کیوں نہیں... اشرفیوں کی ایک ایک تھیلی کے بارے میں کیا خیال ہے۔"

"بہت کافی ہیں۔"

"تو پھر یہ لو۔"

اس نے دو تھیلیاں ان کی طرف اچھال دیں۔

"عمر مر گئے۔"

"واہ! مزا آ گیا... انہوں نے کیا وصیت کی۔"

"چھے آدمی مقرر کیے ہیں... جو یہ فیصلہ کریں گے... آئندہ خلیفہ کون ہو گا۔"

"گویا انہوں نے خود یہ فیصلہ نہیں کیا کہ خلیفہ کون ہو گا۔"

"نہیں... یہ کام وہ جیسے مسلمان کریں گے۔"

"مسلمانوں کا رجحان کس طرف ہے... اب وہ کسے خلیفہ بنانا چاہتے ہیں۔"

"فی الحال وہ عمر کی موت کے صدمے سے نڈھال ہیں... اس طرف انہوں نے کوئی توجہ نہیں دی..."

"خیر... ہم تیل دیکھیں گے... تیل کی دھار دیکھیں گے اور پھر اپنا کام شروع کریں گے... اب تم جا سکتے ہو... جب وہ کسی کو خلیفہ چن لیں، تب میرے پاس آنا... اور یاد رکھو... ہمیشہ خفیہ طور پر آنا اور جانا... کسی کو کانوں کان پتا نہ چلے۔"

"آپ فکر نہ کریں۔"

دونوں اٹھ کر چلے گئے... سکرین تاریک ہو گئی...

"ذرا ٹھہرو بھئی... ابھی کیسٹ نہ لگانا... ہم تبصرہ کریں گے پہلے۔" انسپکٹر جمشید نے کہا۔

"بالکل ٹھیک ہے... اب یہ شخص مدت تک خاموشی سے کام کرے گا... کیونکہ تاریخ ہمیں بتاتی ہے... ہمارے تیسرے خلیفہ راشد سیدنا عثمان غنیؓ کی حکومت کے قریباً گیارہ سال پرسکون گزرے تھے... یکایک ان کے خلاف سازش شروع ہو گئی تھی... گویا اب یہ شخص گیارہ سال خاموشی سے کام کرے گا... یہ ہم جانتے ہیں... حضرت عثمان غنیؓ کے خلاف سازش کا میدان اسی نے تیار کیا تھا...

اب تک یہ تنہا کام کرتا نظر آتا رہا ہے... جب کہ عثمان غنیؓ کے زمانے میں اس نے باقاعدہ باغیوں کی جماعت تیاری کی تھی... مسلمانوں کو کس کس طرح ورغلایا... بلکہ میں تو یہ کہوں گا... جن لوگوں کو اس نے ورغلایا... جو اس کے ورغلانے میں آ گئے... وہ پکے مسلمان تو تھے ہی نہیں... کچے مسلمان تھے یا پھر منافق قسم کے لوگ تھے اور منافق تو نبی ﷺ کے زمانے میں بھی تھے... قرآن کریم میں ان کے بارے میں واضح طور پر آیا ہے... ایک جگہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ اے نبی آپؐ ان منافقین کو نہیں جانتے... لیکن ہم انہیں جانتے ہیں... گویا یہ لوگ مسلمانوں کے بھیس میں چھپے ہوئے تھے... تو ابن سبا نے اپنے اردگرد ایسے لوگوں کو لازمی بات ہے، جمع کیا ہوگا..."

"بالکل یہی بات ہے... ویسے اب ان فلموں میں بہت سسپنس پیدا ہو گیا ہے... کیونکہ جلد ہم واقعہ کربلا کو بھی شاید اپنی آنکھوں سے ہوتا دیکھیں گے... صحابہ کرامؓ تک تو انہوں نے براہ راست فلمیں تیار نہیں کیں... لیکن اس کے بعد یعنی کربلا کے واقعے کے بعد تو شاید براہ راست فلمیں دیکھنے کو ملیں گی۔"

"میں سب سے زیادہ واقعہ کربلا کے بارے میں سسپنس میں مبتلا ہوں۔" منور علی خان نے کہا۔

"شاید ایک دو دن تک ہم اس کیسٹ تک پہنچ جائیں گے۔"

"تو کیوں نہ ہم فلمیں دیکھنے کا کام جاری رکھیں۔" مکھن

بولا۔

"ایک راؤنڈ ہم راستے کی تلاش کا کیوں نہ لگا لیں۔" شوکی نے کہا۔

"یہ ٹھیک رہے گا... ذرا تفریح بھی ہو جائے گی۔"

وہ باہر نکل آئے... اب سورج سر پر چمک رہا تھا... دیوار انہیں کافی دور نظر آ رہی تھی... اس دیوار کے دوسری طرف بھی وہ ابھی تک نہیں دیکھ پائے تھے... ان سب کا بے تحاشا جی چاہا... کس طرح دوسری طرف دیکھ لیں... لیکن بھلا یہ کس طرح ممکن تھا، دیوار بہت اونچی تھی اور وہاں کوئی سیڑھی نہیں تھی... درخت بھی زیادہ اونچے نہیں تھے... اور نہ دیواروں کے ساتھ کوئی درخت تھا۔

"ہمیں وہ راستا تلاش کرنا ہو گا اور بس۔" آصف نے ہانک لگائی۔

"لیکن اس بات کا بھی تو امکان ہے کہ یہاں کوئی راستا ہو ہی نہ... اور ہم بلا وجہ ٹکریں مارتے رہیں... آخر ہم اس وقت یہودیوں کی قید میں ہیں... اس بات کا زبردست امکان ہے کہ ان لوگوں نے راستے کا شوشہ چھوڑ دیا ہو۔"

"اس بات کا امکان واقعی ہے... لیکن اس کے باوجود ہمیں وہ راستا تلاش کرنا ہو گا... اس امید پر کہ انہوں نے شوشہ نہیں چھوڑا۔"

"اوہو... یہ... یہ میں اس طرف کیا دیکھ رہی ہوں۔"

انہوں نے فرزانہ کی کپکپاتی آواز سنی۔

"خدا کے لیے کوئی کام کی چیز دیکھنا... اس بار تم نے اب تک کوئی کام کی چیز نہیں دیکھی۔" فاروق بولا۔

"حد ہو گئی... کیا یہ بات میرے بس میں ہے۔" فرزانہ جھلا اٹھی۔

"پپ پتا نہیں... مہربانی فرما کر مجھ پر نہ بگڑو..." فاروق نے بوکھلا کر کہا۔

"اب میں یہاں سنورنے سے تو رہی۔" فرزانہ نے تڑ سے کہا۔

"فرزانہ... جلد بتاؤ... کیا چیز نظر آئی ہے تمہیں۔"

"جی پائپ۔"

"جی پائپ... یہ کیسا پائپ ہوتا ہے۔" رفعت نے حیران ہو کر کہا۔

"وہ دیکھو... ویسا ہوتا ہے۔"

فرزانہ نے جھلا کر کہا اور پھر وہ بے تحاشا دوڑ پڑی۔

☆...☆...☆

نقلی

انہوں نے فرزانہ کو رکتے دیکھا... اب وہ سب اس کی طرف لپکے... نزدیک پہنچ کر انہوں نے دیکھا... فرزانہ ایک درخت کے سامنے کھڑی تھی۔

"حد ہوگئی... اب فرزانہ کو درخت بھی پائپ نظر آنے لگے... درخت ہے بھئی... نہ کہ پائپ، جب کہ تم اس کو پائپ کہہ رہی تھیں۔" آفتاب نے جھلا کر کہا۔

"وہ تو یہ پائپ کے ادب کی وجہ سے جی ساتھ لگا رہی تھی۔"

روق نے منہ بنایا۔

"واقعی فرزانہ... ہمیں تم سے ایسی امید نہیں تھی۔" رفعت مسکرائی۔

"ک... کیسی۔" فرحت ہکلائی۔

"ایسی کہ... بلاوجہ پائپ کہہ کر دوڑ پڑیں جب کہ یہاں دور دور تک کوئی پائپ ہے، نہ پائپ کا نشان۔"

"لیکن میں پائپ کو دیکھ رہی ہوں۔" اس نے درخت کی

ف دیکھتے ہوئے کہا۔

"تمہیں غلط فہمی ہوئی ہے... یہ پائپ نہیں درخت ہے۔"

ان رحمان نے جھلا کر کہا۔

"غور سے دیکھیں۔" فرزانہ مسکرائی۔

"اب ہم اور کتنے غور سے دیکھیں۔"

"جتنے غور سے دیکھ سکتے ہیں، دیکھیں۔" فرزانہ نے کہا۔

اب تو سب اس درخت کو دیکھنے لگے... آخر انسپکٹر جمشید زور

ے اچھلے:

"ارے باپ رے... یہ... یہ تو واقعی پائپ ہے۔"

"جی... کیا فرمایا آپ نے... آپ بھی فرزانہ کا ساتھ

ینے لگے۔" فاروق نے منہ بنایا۔

"میں اور کیا کر سکتا ہوں... یہ ہے ہی پائپ۔"

"لیکن ہم سب کو درخت کیوں دکھائی دے رہا ہے۔"

"اس لیے کہ تم لوگ عقل سے نہیں... صرف آنکھوں سے

یکھ رہے ہو اور فرزانہ کے توجہ دلانے کے باوجود ابھی تک تم نے عقل

ستعمال نہیں کی۔" انسپکٹر کامران مرزا نے جلدی جلدی کہا۔

"اچھی بات ہے... اب ہم ضرور عقل کو کام میں لا کر اس

رخت کو دیکھیں گے۔" محمود نے فوراً کہا۔

اور سب لوگ اور غور سے درخت کو دیکھنے لگے...

پھر تو سب کے سب بری طرح اچھلے... اور اچھلنے کی وجہ سے ایک دوسرے سے الجھ گئے... کچھ گر بھی گئے... لیکن ان پر اس قدر جوش طاری تھا کہ انہوں نے گرنے اور الجھنے کو کوئی اہمیت نہ دی۔

"اف میرے مالک! یہ تو واقعی پائپ ہے۔"

"گویا ہم نے راستا تلاش کر لیا۔" فرزانہ پر جوش انداز میں بولی۔

"ابھی یہ نہیں کہا جا سکتا۔"

اب یہ بات انہیں صاف نظر آئی تھی... زمین میں قریباً ایک فٹ قطر کا پائپ نصب تھا، لیکن باہر سے اس کی شکل وصورت بالکل درخت کے تنے کی سی بنائی گئی تھی، اس کے گرد شاخیں پتے وغیرہ بھی موجود تھے اور اوپر والے حصے پر باقاعدہ شاخیں لہلہا رہی تھیں، ان شاخوں پر پھول بھی تھے... اس قدر نفاست سے بنائے گئے تھے کہ وہ بالکل اصلی لگتا تھا... وہ اس کے پاس سے کئی بار گزرے تھے، لیکن اس کے نقلی ہونے کا شبہ تک نہیں گزرا تھا...

"فرزانہ! آخر تم نے کیسے جانا کہ یہ پائپ ہے۔" خان رحمان نے تعریف کے انداز میں کہا۔

"بس یونہی... میں راستے کی تلاش میں ادھر ادھر دیکھ رہی تھی اور سوچ رہی تھی کہ راستا آخر کہاں ہو سکتا ہے... کہ اس درخت پر نظریں جم گئیں... تمام درختوں کے نیچے گرے ہوئے اور جھڑے

ہوئے پتے اور پھول موجود ہیں... لیکن اس درخت کے نیچے مجھے ایک بھی پتا پڑا نظر نہ آیا... ہوا یہاں تیز ہوتی نہیں... جب سے ہم آئے ہیں... ہوا میں تیزی محسوس نہیں کی... پتے بھی مشکل سے ہلتے نظر آتے ہیں... شاخیں تو بالکل ساکت سی لگتی ہے... یہ شاید اس اونچی چار دیواری کی وجہ سے ہے... بہر حال میں دیکھتی دیکھتی... آخر پکار اٹھی... اوہو! میں اس طرف کیا دیکھ رہی ہوں۔"

"بہت خوب فرزانہ... سچ یہی ہے کہ اس درخت کی طرف ہمارا دھیان بھی نہیں گیا... اور ہم محسوس نہیں کر سکے کہ یہ درخت نہیں ہے... اب ذرا اس پر چڑھ کر دیکھا جائے... پائپ اوپر سے کھلا ہے یا نہیں... چلو فاروق۔"

"جی ہاں! وہ تو مجھے معلوم ہے ہی... آپ ایسے موقعوں پر یہی کہا کرتے ہیں چلو فاروق۔" اس نے منہ بنایا اور اوپر چڑھنے لگا۔

"اب یہ اتنا مشکل کام بھی نہیں ہے کہ جناب برے برے منہ بنانے لگے۔" آفتاب نے اس سے بھی زیادہ برا منہ بنایا۔

"میں تو خیر اوپر چڑھتے ہوئے برا منہ بنا رہا ہوں... اور تم نیچے کھڑے کھڑے جو برے برے منہ بنا رہے ہو۔"

فاروق کی اس بات پر سب کو ہنسی آ گئی... اور آفتاب کا منہ اور بن گیا... اتنے میں فاروق اوپر پہنچ گیا تھا...

"پائپ اوپر سے بند ہے... لیکن جس طرح سے صندوق

پر ڈھکنا ہوتا ہے... اس پائپ پر بھی اسی طرح ڈھکنا موجود ہے۔"

"اس کو اٹھانے کی کوشش کرو... اٹھتا ہے یا نہیں۔" انسپکٹر جمشید نے کہا۔

"جی ہاں! اس میں ایک ہک لگی ہے، اس کو اوپر اٹھانے سے یہ کھل سکتا ہے۔"

"تب پھر کھولو۔"

"ہم... میں ڈر محسوس کر رہا ہوں۔" فاروق نے گھبرا کر کہا۔

"حد ہوگئی یعنی کہ... یہ تم ڈرپوک کب سے ہو گئے۔" آفتاب نے طنزیہ کہا۔

"جب سے اس درخت پر چڑھا ہوں۔" اس نے فوراً جواب دیا۔

"کیا مطلب... کیا اس سے پہلے تم ڈرپوک نہیں تھے... میرا مطلب ہے... اس سے پہلے تم کوئی خوف محسوس نہیں کر رہے تھے۔" محمود کے لہجے میں حیرت تھی۔

"بالکل یہی بات ہے... ایسا لگتا ہے جیسے خوف اور درخت کا چولی دامن کا ساتھ ہے۔"

"حد ہوگئی... اب یہ چولی دامن درمیان میں لے آئے، ہے کوئی تک۔" رفعت جھلا اٹھی۔

"اس... اس میں میرا کوئی قصور نہیں... اوپر آ کر دیکھ لو۔"

فاروق نے منہ بنایا۔

"کیا دیکھ لوں۔" رفعت تنک کر بولی۔

"یہ کہ اوپر آ کر خوف محسوس ہوتا ہے یا نہیں۔"

"مجھے اجازت ہے انکل۔" رفعت نے آستین چڑھاتے ہوئے کہا۔

"ضرور۔" وہ مسکرائے۔

پھر رفعت بھی اوپر پہنچ گئی... اس نے ادھر ادھر دیکھا... جیسے دیکھ رہی ہو... وہاں کہیں خوف موجود ہے یا نہیں...

"ہاں! رفعت کیا رہا۔"

"یہاں کوئی خوف ووف موجود نہیں... یہ حضرت بلاوجہ ڈر رہے ہیں۔"

"تب پھر تم ڈھکنا کھولو۔" انسپکٹر کامران مرزا نے کہا۔

"جی اچھا۔" رفعت شوخ انداز میں مسکرائی... پھر اس نے ہک کی طرف ہاتھ بڑھایا... لیکن ہاتھ واپس کھینچ لیا...

"کیا ہوا، کیوں رک گئیں۔"

"ہم... میں خوف محسوس کر رہی ہوں۔" اس نے ڈرے ڈرے انداز میں کہا۔

"یہ... یہ کیا بات ہوئی۔" آصف کی کھوئی کھوئی آواز سنائی دی۔

"یہ وہی بات ہوئی... جو میں کہہ رہا تھا۔"

"میرا خیال ہے... رفعت بھی فاروق کے رنگ میں رنگ گئی، اب مجھے جانا ہوگا۔" محمود غرایا۔

"ہاتھ کنگن کو آرسی کیا... شوق فرمالیں۔" فاروق نے طنزیہ انداز میں کہا۔

"آرہا ہوں... تمہاری طرح ڈرپوک نہیں ہوں۔"

محمود نے کہا اور تیزی سے اوپر چڑھنے لگا... یہاں تک کہ ان دونوں کے پاس پہنچ گیا۔

"تو یہ ہے وہ ہک... جس کی طرف ہاتھ بڑھاتے ہی تمہاری سٹی گم ہوگئی ہے۔"

"ہاں! یہی ہے... چلو اٹھاؤ ہک۔" رفعت طنزیہ انداز میں مسکرائی۔

محمود نے پورے سکون کے ساتھ ہاتھ آگے بڑھایا، لیکن پھر اس کا ہاتھ بھی رک گیا... اس کے چہرے پر خوف چھا گیا۔

"کیا ہوا بھئی۔" انسپکٹر جمشید اور انسپکٹر کامران مرزا ایک ساتھ پکار اٹھے۔

"وہی ہوا... جس کا ڈر تھا... محمود بھی ڈر گیا۔"

"نہیں... نہیں... نیچے آجاؤ... میں دیکھتا ہوں۔" انسپکٹر جمشید چلائے۔

تینوں نے فوراً اوپر سے چھلانگیں لگا دیں... وہ لمبے لمبے ں لے رہے تھے۔

"تم نے کیا محسوس کیا؟" انسپکٹر جمشید بے چین ہوکر بولے۔

"جونہی ہم نے ہاتھ آگے بڑھائے... بے تحاشہ خوف محسوس ...اور کوئی بات ہم نے محسوس نہیں کی۔"

انسپکٹر جمشید اور انسپکٹر کامران مرزا نے ایک دوسرے کی طرف ھا۔

"میں اوپر جاتا ہوں۔" انسپکٹر کامران مرزا نے کہا... انہوں نے فوراً سر ہلا دیا۔

اب وہ اوپر چڑھے، پائپ کی اونچائی تک پہنچ کر رک گئے... انہیں صاف نظر آرہی تھی... چنانچہ ہاتھ ہک کی طرف بڑھایا... ئی خوف محسوس نہ ہوا، انہیں بہت حیرت ہوئی اور اوپر سے نیچے لانگ لگا دی۔

"اس کا مطلب ہے... آپ کو بھی خوف محسوس ہوا۔" محمود نے حیران ہوکر کہا۔

"نہیں... اسی پر تو حیرت ہے... میں نے کوئی خوف محسوس یں کیا۔"

"کیا!!!" وہ ایک ساتھ بولے۔

"ہاں! یہی بات ہے، مجھے خوف محسوس نہیں ہوا۔"

"تب آپ نے اسے کھولا کیوں نہیں۔"

"میں دیکھنا چاہتا ہوں... فاروق اور آفتاب کو وہم تو نہیں ہوا تھا۔"

"اس کا مطلب ہے... اب میں اوپر جا کر دیکھوں۔"

"ہاں! تجربہ تو ہمیں کرنا ہوگا۔"

اب محمود چڑھا... اس نے بھی خوف محسوس کیا... پھر تو وہ سب باری باری اوپر گئے یہاں تک کہ خان رحمان، پروفیسر داؤد اور منور علی خان بھی اوپر چڑھے... ان سب نے خوف محسوس کیا... اگر نہیں محسوس کیا تو انسپکٹر جمشید اور انسپکٹر کامران مرزا نے... اس لیے کہ سب سے آخر میں انسپکٹر جمشید اوپر چڑھے تھے اور انہوں نے وہیں سے اعلان کیا تھا کہ انہیں خوف محسوس نہیں ہو رہا...

"اب میں ہک کو اٹھا رہا ہوں۔"

"بسم اللہ کریں۔" شوکی نے بے چینی کے عالم میں کہا۔

انہوں نے بسم اللہ پڑھ کر ہک اوپر اٹھا دی... ڈھکنا اس طرح اوپر اٹھا جیسے اس پر سپرنگ لگا ہوا ہو... انہیں نیچے سیڑھیاں جاتی نظر آئیں... اور پائپ میں بہر حال اتنی جگہ موجود تھی کہ ایک آدمی اس میں اتار سکتا۔

"آ جاؤ بھئی... اس میں سیڑھیاں ہیں اور اتنی جگہ ہے کہ ایک آدمی نیچے جا سکے۔"

"لیکن نیچے تو خطرات منہ کھولے موجود ہوں گے۔" محمود نے پریشان ہو کر کہا۔

"کیا کیا جائے... نیچے تو جانا ہوگا۔"

"تب پھر پہلے مجھے جانے دیں۔" محمود نے کہا۔

"بلکہ مجھے جانے دیں۔" آصف بولا۔

"یہ ٹھیک کہہ رہے ہیں... پہلے انہیں جانے دیں۔" انسپکٹر کامران مرزا مسکرائے۔

"نہیں... میں جا رہا ہوں... سب میرے پیچھے آتے جائیں... جو ہوگا... دیکھا جائے گا... اللہ مالک ہے۔"

اور پھر وہ بسم اللہ کہہ کر پائپ میں داخل ہوئے... یہاں تک کہ ان کا سر دکھائی دینا بند ہو گیا۔

"اب پہلے میں جاؤں گا۔" انسپکٹر کامران مرزا جلدی سے بولے اور اوپر چڑھ گئے۔ ساتھ ہی وہ پائپ میں اتر گئے۔

پھر تو وہ سب جلدی جلدی اوپر چڑھنے لگے اور پائپ میں اترنے لگے.. سب سے آخر میں شوکی رہ گیا.. وہ بھی درخت پر چڑھا.. اور پائپ تک پہنچا... اس نے نیچے جھانکا... سوائے تاریکی کے اسے کچھ دکھائی نہ دیا۔

"آپ لوگ نیچے خیریت سے تو ہیں۔" اس نے پائپ میں منہ ڈال کر دبی آواز میں پوچھا۔

نیچے سے کوئی آواز سنائی نہ دی... اس کا دل دھڑکا... اس
نے خود سے کہا...

"اب... اب میں کیا کروں... میں اکیلا رہ گیا... سب
چلے گئے... میں یہاں رک کر کروں گا بھی کیا... لہٰذا نیچے چلتا ہوں۔"

ایسے میں اس نے باغ میں کسی کو دیکھا... وہ ان کمروں کی
طرف سے نکل رہا تھا جن میں سے ایک میں ان کی ملاقات نقلی روڈی
سے ہوئی تھی... اس نے آؤ دیکھا نہ تاؤ... درخت کے دوسری طرف
سے نیچے اتر گیا... اور ایک اور درخت کی اوٹ میں چلا گیا... جلد ہی
اس نے اس شخص کو تیر کی طرح اس درخت کی طرف آتے دیکھا... پھر
وہ تیزی سے درخت پر چڑھ گیا... اس نے پائپ کا ڈھکنا بند کیا اور
ہاتھ میں پکڑے آلے کی مدد سے ڈھکنے پر کچھ کیا... پھر اس آلے
سمیت وہ درخت سے نیچے اترتا نظر آیا... شوکی سانس روکے ذرا سا
سر باہر نکال کر اسے دیکھ رہا تھا... اس کا دل زور زور سے دھڑک
رہا تھا... زمین پر قدم رکھتے ہوئے وہ پرغرور انداز میں بولا:

"یہ لوگ تو ہمیشہ کے لیے دفن ہوئے... اب اوپر تو نہیں
آسکیں گے... بھوکے پیاسے ان قلعوں کے ساتھ ایڑیاں رگڑ رگڑ کر
مر جائیں گے... خود کو دنیا کے سب سے ذہین لوگ خیال کرتے ہیں،
لیکن مسٹر روڈی کی ایک ذرا سی چال نے انھیں چت کر دیا، انھیں پہلے
ہی معلوم تھا، یہ لوگ اپنے راستوں کو تلاش کر لیتے ہیں... لہٰذا انہوں

نے ان کے لیے جال بچھا دیا تھا... چلو اب ہک کو سیل کر دیا ہے... وہ
باہر نہیں نکل سکیں گے، چاہے نیچے سے جتنا چاہیں زور لگائیں..." یہ
کہتے ہوئے وہ اس کمرے کی طرف چل پڑا جس سے آیا تھا، اس کے
نظروں سے اوجھل ہونے کے بعد شوکی پھر درخت پر چڑھا اور ہک
ہٹانے کی کوشش کی.. لیکن اب وہ جام ہو چکا تھا.. اور اس کے پاس
ایسی کوئی چیز تھی نہیں جس سے اس ہک کو الٹا سکتا.. اب اس کے لیے
ایک ہی راستا تھا.. یہ کہ رات ہونے کا انتظار کرے.. اور اس شخص کے
کمرے سے جا کر وہ آلہ لے آئے.. جس سے ہک سیل کی گئی تھی..

وہ درخت سے نیچے اتر آیا اور تنے سے لگ کر بیٹھ گیا... آخر
رات ہو گئی... جب رات نصف کے قریب بیت گئی تو وہ اٹھا اور اس
کمرے کی طرف چلا... دروازے پر پہنچ کر اس نے دباؤ ڈالا تو
دروازہ کھلتا چلا گیا... اس کی حیرت اور خوشی کی انتہا نہ رہی، ورنہ وہ
سوچ رہا تھا کہ اگر دروازہ بند ہوا تو وہ کیا کرے گا... لیکن دروازہ تو
کھلا ہوا تھا... وہ بے پاؤں اندر داخل ہوا... اس نے بستر پر اس شخص
کو گہری نیند سوتے ہوئے پایا... اس نے ادھر ادھر نظریں دوڑائیں...
ایک الماری میں اسے وہ آلہ بھی رکھا نظر آ گیا... اس کو دیکھ کر اس کا
چہرہ چمک اٹھا... وہ الماری کی طرف بڑھا اور آلے کو اٹھا لیا... ساتھ
ہی اس نے دروازہ بند ہونے کی زور دار آواز سنی... وہ بری طرح
اچھلا، کسی نے دروازہ باہر سے بند کیا تھا... اس کے چہرے پر خوف

پھسل گیا... اب جو اس نے سوئے ہوئے شخص کی طرف دیکھا تو اس کی
آنکھیں کھل چکی تھیں... اس کے چہرے پر ایک طنزیہ مسکراہٹ تھی...
پھر اس کے ہونٹ ہلے:

''مسٹر روڈی نے مجھے بتایا تھا کہ ان میں سے ایک آدمی ایسا
بھی ہوگا جو پائپ میں نہیں اترے گا... وہ یہ آلہ حاصل کرنے کے لیے
کمرے میں آئے گا... لہٰذا میں نے تمہاری آسانی کے لیے کمرے کا
دروازہ اندر سے بند نہیں کیا تھا... اور یہ آلہ بھی الماری میں رکھ دیا تھا..
الماری کا دروازہ بھی کھلا چھوڑ دیا تھا... اگرچہ میں اس کو تالا لگا سکتا تھا،
لیکن مجھے افسوس ہے... اب تم اس کمرے سے نہیں جا سکو گے... تم
لوگوں نے مسٹر روڈی کی فراخ دلانہ پیش کش کو ٹھکرا دیا... اور ان
چکروں میں پڑ گئے... تمہارے حق میں بہتر تو بس یہی تھا کہ اطمینان
اور سکون سے تمام فلموں کو دیکھتے اور موت کو گلے لگا لیتے... اب
الجھنیں مول لے بیٹھے ہیں... ہمارا کیا قصور... اب اندر والے کمرے
میں جا کر آرام کرو... میری نیند نہ خراب کرو... صبح بات کریں گے۔''

شوکی نے کمرے میں ادھر ادھر دیکھا... سوچا کیوں نہ اس
سے ٹکرا جائے اور اسے بے ہوش کر کے آلہ لے اڑے... پھر ہک اٹھا
کر خود بھی اپنے ساتھیوں کے پاس چلا جائے... اس طرح کم از کم یہ
اطمینان تو ہوگا کہ آخری وقت تک وہ اپنے ساتھیوں کے ساتھ ہے...
ان سے الگ نہیں ہے... یہ سوچ کر وہ دروازے کی طرف بڑھا...

لیکن جونہی اس کے پاس سے گزرنے لگا... اس نے اپنا رخ تبدیل
کر لیا... اس پر جھپٹ پڑا... پھر فوراً ہی بری طرح اچھلا... اس کے
منہ سے ایک دل دوز چیخ نکل گئی... اس کا جسم دیوار سے ٹکرایا اور
ساکت ہو گیا۔

''لے جاؤ بھی اسے... ساتھ والے کمرے میں بند کر دو اور
اس آلے کو آگ میں ڈال دو... تاکہ یہ پگھل جائے گا... اس آلے
کی مدد کے بغیر اس پائپ کے ہک کو نہیں اٹھایا جا سکتا... اس طرح یہ لڑکا
اگر یہاں سے بھاگ بھی نکلا تو بھی یہ پائپ کو نہیں کھول سکے گا... بلکہ
بہتر یہ ہے کہ اسے یہ کوشش بھی کرنے دی جائے۔''

''آپ کا مطلب ہے... اگر یہ جانا چاہے تو جانے دیا
جائے۔'' کمرے میں داخل ہونے والے ایک شخص نے کہا۔

''ہاں! کوئی حرج نہیں... یہ کچھ بھی نہیں کر سکے گا۔''

''شاید آپ بھول گئے... مسٹر روڈی کی ہدایت اس کے
برعکس ہے... اور وہ یہ کہ ان لوگوں کو کوئی موقع نہ دیا جائے۔''

''اور میں نے انہیں موقع نہیں دیا... وہ سب اس جگہ جا چکے
ہیں... جہاں مسٹر روڈی انہیں پہنچانا چاہتے تھے۔''

''لیکن یہ تو وہاں نہیں گیا نا... کیا یہ بہتر نہیں ہوگا کہ اس ہک
کو اٹھا کر اسے بھی نیچے دھکیل دیا جائے۔''

''نہیں... اسے الگ رہنے دیا جائے... یہ اب باغ میں تنہا

کس طرح پھڑ پھڑائے گا... تم دیکھنا تو سہی... بہت مزا آئے گا۔"

"اوکے..." اس نے کہا اور شوکی کو اٹھا کر کندھے پر ڈال لیا... اسی وقت اس کی آواز ابھری:

"میں ہوش میں آچکا ہوں.. کندھے پر اٹھانے کی ضرورت نہیں۔"

دونوں چونک اٹھے... ان کی آنکھوں میں حیرت دوڑ گئی... شاید انہیں اس کے اس قدر جلد ہوش میں آنے کی بالکل امید نہیں تھی... پھر بستر پر لیٹے ہوئے شخص نے خود پر قابو پاتے ہوئے کہا:

"بہت خوب! تم بہت جلد ہوش میں آگئے... خیر جاؤ... اس پائپ کا ڈھکنا اٹھا سکتے ہو تو اٹھا کر نیچے اتر جاؤ... ہمیں کوئی اعتراض نہیں ہوگا... تم یہاں رہو یا وہاں... بات ایک ہی ہے۔"

"شش... شکریہ... میں جا رہا ہوں..." شوکی ہکلایا۔

"ضرور جاؤ..." دونوں بولے۔

شوکی وہاں سے نکل کر درخت کی طرف دوڑا... آن کی آن میں اوپر پہنچا... اس نے ہک کی طرف ہاتھ بڑھایا... ادھر دونوں اسی کی طرف دیکھ رہے تھے... ایسے میں شوکی نے پائپ کے اندر سے ایک خوفناک آواز ابھرتے سنی...

اس کا دل زور سے دھڑکا...

☆...☆...☆

آئندہ ناول کی ایک جھلک

محمود، فاروق، فرزانہ، انسپکٹر جمشید،
آفتاب، آصف، فرحت، انسپکٹر کامران مرزا اور
شوکی سیریز کی مشترکہ مہم

ناول نمبر 708

57 واں خاص نمبر

اژدھے کی اٹھان

مصنف: اشتیاق احمد

☆ ان کی آنکھوں کے سامنے چلنے والی فلمیں جاری تھیں...
☆ ساتھ ساتھ وہ وہاں سے نکلنے کی کوششوں میں مصروف تھے۔
☆ شوکی پائپ میں اترنے لگا تو اس نے دیکھا...
☆ اس وادی کے گرد ایک اونچی دیوار تھی... وہ نہ تو اس پر چڑھ سکتے تھے... نہ اس کو توڑنے کے قابل تھے...
☆ اس لیے کہ محمود کا چاچو بھی اس پر چل نہیں سکا تھا۔